بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ
خلافت نمبر

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ
بدر
قادیان
Weekly
BADAR Qadian

ایڈیٹر: منصور احمد

❁ جلد 75 | شمارہ 20-19 ❁ | ❁ 26-19 ذوالقعدہ 1447 ہجری قمری ❁ 14-07 ہجرت 1405 ہجری شمسی ❁ 07-14 مئی 2026ء (akhbarbadr.in)

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسبِ حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنادے گا

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ۪ وَ لَیُمَکِّنَنَّ لَہُمۡ دِیۡنَہُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَہُمۡ وَ لَیُبَدِّلَنَّہُمۡ مِّنۡ بَعۡدِ خَوۡفِہِمۡ اَمۡنًا یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡئًا وَ مَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ○ (سورۃ النور:56)

’’اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسبِ حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنادے گا۔ جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنا دیا تھا۔ اور جو دین اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے وہ ان کے لئے اُسے مضبوطی سے قائم کردے گا اور ان کے خوف کی حالت کے بعد وہ ان کے لئے امن کی حالت تبدیل کردے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے (اور) کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار دیئے جائیں گے۔‘‘ (تفسیرِ صغیر از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نبوت کے طریق پر خلافت

عَنۡ حُذَیۡفَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ تَکُوۡنُ النُّبُوَّۃُ فِیۡکُمۡ مَاشَآءَ اللّٰہُ اَنۡ تَکُوۡنَ ثُمَّ یَرۡفَعُہَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوۡنُ خِلَافَۃٌ عَلٰی مِنۡہَاجِ النُّبُوَّۃِ مَاشَآءَ اللّٰہُ اَنۡ تَکُوۡنَ ثُمَّ یَرۡفَعُہَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوۡنُ مُلۡکًا عَاضًّا فَتَکُوۡنُ مَاشَآءَ اللّٰہُ اَنۡ تَکُوۡنَ ثُمَّ یَرۡفَعُہَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوۡنُ مُلۡکًا جَبۡرِیَّۃً فَیَکُوۡنُ مَاشَآءَ اللّٰہُ اَنۡ تَکُوۡنَ ثُمَّ یَرۡفَعُہَا اللّٰہُ تَعَالٰی ثُمَّ تَکُوۡنُ خِلَافَۃٌ عَلٰی مِنۡہَاجِ النُّبُوَّۃِ ثُمَّ سَکَتَ۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 4 صفحہ 273۔ مشکوۃ بَابُ الۡاِنۡذَارِ وَالتَّحۡذِیۡرِ)

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر وہ اس کو اٹھالے گا اور خلافت عَلٰی مِنۡہَاجِ النُّبُوَّۃِ قائم ہوگی، پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھالے گا، پھر ایذا رساں بادشاہت قائم ہوگی اور تب تک رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ جب یہ دور ختم ہوگا تو اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی اور تب تک رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا پھر وہ ظلم وستم کے اس دور کو ختم کردے گا جس کے بعد پھر نبوت کے طریق پر خلافت قائم ہوگی! یہ فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔

’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اِنۡ رَاَیۡتَ یَوۡمَئِذٍ خَلِیۡفَۃَ اللّٰہِ فِی الۡاَرۡضِ فَالۡزِمۡہُ وَاِنۡ نُہِکَ جِسۡمُکَ وَاُخِذَ مَالُکَ۔ یعنی اگر تو اللہ کے خلیفہ کو زمین میں دیکھے تو اسے مضبوطی سے پکڑ لینا اگرچہ تیرا جسم نوچ دیا جائے اور تیرا مال چھین لیا جائے۔‘‘

(مسند احمد بن حنبل حدیث حذیفہ بن الیمان حدیث نمبر 22916)

❁❁❁

تبرکات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین معنوں کے لحاظ سے وہی ہوسکتا ہے جو ظلی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو اس واسطے رسول کریم نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو کیونکہ خلیفہ درحقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسول کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف واولیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا کہ دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکاتِ رسالت سے محروم نہ رہے۔‘‘

(شہادۃ القرآن روحانی خزائن جلد 6۔ صفحہ 353)

’’تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دیگا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے۔ اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دونگا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھلائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہوجائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں۔ اور میرے بعد بعض اور وجود ہونگے جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے۔‘‘

(رسالہ الوصیت صفحہ:8)

اخبار احمدیہ

الحمدللہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔ احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وتندرستی، فعال درازئ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ وناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین۔

❁❁❁

یاد رہے

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ یکم اپریل 2026ء سے 5:30 PM پر نشر ہو رہا ہے۔ احباب اس کے مطابق خطبہ جمعہ حضور انور سُننے اور سُنانے کا انتظام فرمائیں۔ (ادارہ)

جمیل احمد ناصر، پرنٹر وپبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

اداریہ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ

اقوام عالم کو امت واحدہ بنانے کا ذریعہ خلافت احمدیہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۃ الجمعہ کی آیت و آخرین منہم لما یلحقوبہم کی آیت کی تفسیر فرماتے ہوئے امت کے شیرازے کے بکھر جانے اور ایمان کے ثریا پر چلے جانے کے بعد ابنائے فارس کے ذریعہ اسکے پھر سے متحد ہونے کا ذکر فرمایا ہے اور پھر ایک مقام پر فرمایا ہے کہ امت میں نبوت کے بعد خلافت جاری ہوگی اور پھر بادشاہت کے ذریعہ اختلاف و انشقاق اور قتل و غارت کا دور شروع ہوگا بالآخر پھر نبوت کی منہاج پر خلافت قائم ہوگی۔
(مشکوٰۃ باب الانذاء والتحذیر)

سورۃ الجمعہ کی آیت قرآنی اور مذکورہ حدیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک وقت میں ایمان دنیا سے اٹھ کر ثریا ستارہ پر چلا جائے گا اور مسلمانوں کیلئے وہ دن بہت سخت ہوں گے۔ دجال اور یاجوج ماجوج کا ظہور ہوگا۔ مسلمانوں پر ہر طرف سے حملے ہو رہے ہوں گے۔ مسلمان آپسی پھوٹ سے کمزور ہو جائیں گے۔ اور سب قومیں اسلام کو دبانے کی فکر میں ہوں گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے وقت میں اسلام کو بچانے کیلئے تلوار کو ذریعہ عافیت نہیں بتایا بلکہ فرمایا کہ امام مہدی و مسیح موعود کا نزول ہوگا اور وہ تیر و تلوار کے بغیر اسلام کے عظیم الشان روحانی دلائل کی تلوار سے اسلام کو تمام ادیان پر غالب کرے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسیح موعود کے ظہور کی خبر دیتے ہوئے فرمایا تھا ’’ویضع الحرب‘‘ (بخاری) کہ مسیح موعود آئے گا وہ جنگوں کو موقوف کر دیگا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مذکورہ پیشگوئی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو مسیح و مہدی بنا کر مبعوث فرمایا۔ آپ نے فرمایا:

’’دین اسلام کا غلبہ حجج قاطعہ اور براہین ساطعہ پر موقوف ہے جو اس عاجز کے ذریعہ سے مقدر ہے گو اسکی زندگی میں یا بعد وفات‘‘

(براہین احمدیہ صفحہ 498 تا 499 حاشیہ در حاشیہ بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد سوئم تفسیر سورۃ الفتح زیر آیت ھوالذی ارسل رسولہ بالھدی۔۔۔)

اور اس غلبہ کیلئے آپ نے رسالہ الوصیت میں جو آپ نے 1905ء میں تحریر فرمائی تھی آپکی وفات کے بعد قائم ہونے والی خلافت احمدیہ کو ایک عظیم الشان ذریعہ بتایا ہے فرمایا ہے:

’’تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اُس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن جب میں جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضروری ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھائے گا جس کا اُس نے وعدہ فرمایا ہے اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی ہے۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔‘‘ (الوصیت صفحہ 8)

نیز فرمایا: وہ اس سلسلہ کو پوری ترقی دیگا کچھ میرے ہاتھ سے اور کچھ میرے بعد۔ یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اُس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور اُن کو غلبہ دیتا ہے...... لیکن اُس کی پوری تکمیل اُن کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں اُن کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقع دے دیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے۔

(الوصیت صفحہ 8)

اس غلبہ کی آپ نے ایک مدت بھی مقرر فرمائی ہے آپ فرماتے ہیں:

’’ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰ کے انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑ دیں گے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ مَیں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اُس کو روک سکے۔‘‘ (تذکرۃ الشہادتین روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 67)

اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد 27 مئی 1908ء کو جماعت احمدیہ میں خلافت احمدیہ قائم فرمائی اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے پہلے خلیفہ کے طور پر حضرت مولانا نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ خلیفۃ المسیح الاول مسند خلافت پر متمکن ہوئے آپ کے خلافت پر متمکن ہوتے ہی غلبہ اسلام کی بشارات تواتر کے ساتھ ظاہر ہونی شروع ہوگئیں۔ آپ کے ذریعہ جماعت پھر قومی وحدت کی لڑی میں پروئی گئی اور خلافت جو کہ قومی وحدت اور جماعت کی آئندہ ترقی کی ضامن تھی اُس کی مضبوطی اور اسلام کے استحکام کی خاطر آپ اپنوں اور پرایوں کے سامنے ایک سیسہ پلائی دیوار کی طرح کھڑے ہوگئے۔

حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ اچھی طرح جانتے تھے کہ خلافت کا قیام اور خلافت کی مضبوطی ہی دراصل جماعت احمدیہ کے قیام اور اسکی مضبوطی بلکہ اسلام کی مضبوطی اور اسکے غلبہ کی ضامن ہے اور اسکے ذریعہ جماعت کے افراد کی تربیت اور تبلیغ اسلام کا فریضہ سرانجام دیا جاسکتا ہے۔

الحمد للہ کہ آج جبکہ خلافت کے قیام کو 118 سال ہو چکے ہیں۔ جماعت کے افراد نے اور غیروں نے یہ اچھی طرح سمجھ لیا ہے کہ یہ جلد جلد ترقی اور اس مختصر عرصہ میں اس قدر نشو نما دراصل یہ صرف اور صرف خلافت علیٰ منہاج نبوت کی مرہون منت ہے اور وہ لوگ جنہوں نے خلافت کے قیام کے وقت اسکا انکار کر دیا تھا اور اسکی مخالفت کے درپہ ہو گئے تھے آج ان کے ذریعہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا غلبہ اسلام کا وعدہ تو کیا پورا ہونا ہے آج ان کو اپنی قومی زندگی بھی بچانا مشکل ہوگیا ہے۔

دوسری طرف جماعت احمدیہ خلافت کے زیر سایہ اس وقت دنیا کے دوصد سولہ ملکوں میں پھیل چکی ہے۔ جماعت کے واعظین جن کا بیج حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں بکھیرا گیا تھا خلافت احمدیہ کے ادوار میں اب ایشیا، یورپ افریقہ امریکہ اور دیگر جزائر میں پھیل کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چشمۂ شیریں پیاسی روحوں کو پلا رہے ہیں۔ قرآن مجید کی تعلیم کا وہ درس جس کی ابتداء حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے ذریعہ قادیان کی مسجد اقصیٰ سے ہوئی تھی۔ آج ایم ٹی اے کی بدولت پوری دنیا میں پھیل چکا ہے اور پوری دنیا قرآن کریم کے تراجم سے فیضیاب ہو رہی ہے۔ قرآن مجید کے تراجم جواب دنیا کی 70 سے زائد زبانوں میں شائع ہو چکے ہیں اہل دنیا ان سے فیضیاب ہو رہے ہیں۔

مدرسہ احمدیہ جس کی بنیاد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے 1906ء میں رکھی تھی آج خلافت احمدیہ کے دور میں جامعہ احمدیہ کے نام سے اس کی شاخیں پوری دنیا میں پھیل چکی ہیں اور ہزارون مبلغین اسلام دن رات اسلام کی زندگی بخش تعلیمات پوری دنیا میں پھیلانے میں مصروف ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب روحانی خزائن اور خلفائے احمدیہ کے علمی خزانے اور دیگر جماعتی لٹریچر کی اشاعت کا آغاز بھی خلافت احمدیہ کے زمانہ مبارک میں تیزی سے پھیل گیا اور یہ کتب دنیا کی مختلف زبانوں میں بھی شائع ہوئیں۔ نہ صرف یہ کتب شائع ہوئیں بلکہ قادیان سے نکلنے والے اخبارات کی طرز پر دنیا بھر سے جماعتی اخبارات اور رسائل کی اشاعت کا سلسلہ شروع ہوگیا اور اس وقت دنیا کے کئی ممالک سے کئی زبانوں میں جماعتی اخبارات اور رسائل نکل رہے ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو ’’وسع مکانك‘‘ الہام ہوا اور پھر اللہ کے گھروں اور اس کے غریب بندوں کے گھروں کی تعمیر کا سلسلہ شروع ہوا۔ دنیا بھر میں اب تک ہزار ہا مساجد تعمیر ہو چکی ہیں اور غرباء کے سینکڑوں گھر تعمیر ہو چکے ہیں۔

علاوہ اسکے خلافت احمدیہ کے ذریعہ دکھی انسانوں کیلئے ہسپتالوں کی تعمیر اور غریب بچوں کی تعلیم کیلئے اسکولوں کا اجراء یہ بھی خلافت احمدیہ کے شیریں پھلوں میں سے ہے اور اب تو ہیومنیٹی فرسٹ کے ادارہ کی ذریعہ دنیا بھر میں ضرورت مندوں اور غرباء کی خدمات اور ناگہانی آفات کے وقت امداد کا سلسلہ جاری ہے۔

خلافت احمدیہ ان سب ضروریات کے ساتھ ساتھ جماعت کی روحانی ترقی کیلئے بھی دن رات کوشاں ہے۔ پنجوقتہ نمازوں کی تلقین ذکر الٰہی، نماز باترجمہ کی ادائیگی، درس و تدریس کا انتظام دعائیں کرنے کی تحریک یہ سب خلافت کے زیر سایہ جاری ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ہر احمدی کے ساتھ خلیفۂ وقت کا ذاتی تعلق۔

اور بالآخر اُس قومی وحدت کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے جو کہ خلافت کے زیر سایہ اس وقت صرف جماعت احمدیہ کو حاصل ہے یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ جمعہ جو ہدایت اور نور کا مینار ہے جس کے ذریعہ جماعت ایک ہی وقت میں پوری دنیا میں نہ صرف وحدت کی لڑی میں پروئی جاتی ہے بلکہ بھرپور روحانی و جسمانی فوائد حاصل کر رہی ہے۔

آج خلافت احمدیہ اس عالمی وحدت کی طرف تمام دنیا کو بھی بلا رہی ہے اور اہل دنیا کو اختلافات بھلا کر خدائے واحد کی طرف آنے کی تلقین کر رہی ہے اور انکے قلوب میں یہ جاگزین کر رہی ہے کہ خدائے واحد کی طرف لوٹنا اور انسانوں کے درمیان انصاف قائم کرنا ہی امن عالم کا ذریعہ ہے۔ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دن رات دنیا بھر کے ممالک اور ان کے سربراہان کو اس امن حقیقی کی دعوت دے رہے ہیں خدا کرے کہ خلافت احمدیہ کی یہ زندگی بخش آواز دنیا کے دلوں پر جلد اثر کر جائے کیونکہ یہی ایک ذریعہ ہے جو امن اور عافیت کا حصار ہے۔ وبا اللہ توفیق

* * *

خلافت کی عظمت واہمیت کے متعلق خلفائے احمدیت کے ارشادات

تمہاری حالت اپنے امام کے ہاتھ میں ایسی ہو جیسے میت غسّال کے ہاتھ میں ہوتی ہے

ارشاداتِ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ

’’آخر میں ایک بات اور کہنا چاہتا ہوں اور یہ وصیت کرتا ہوں کہ تمہارا اعتصام حبل اللہ کے ساتھ ہو۔ قرآن تمہارا دستور العمل ہو، باہم کوئی تنازع نہ ہو کیونکہ تنازع فیضانِ الٰہی کو روکتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کی قوم جنگل میں اسی طرح نقص کی وجہ سے ہلاک ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم نے احتیاط کی اور وہ کامیاب ہو گئے۔ اب تیسری مرتبہ تمہاری باری آئی ہے اس لئے چاہئے کہ تمہاری حالت اپنے امام کے ہاتھ میں ایسی ہو جیسے میت غسّال کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ تمہارے تمام ارادے اور خواہشیں مردہ ہوں اور تم اپنے آپ کو امام کے ساتھ ایسا وابستہ کرو جیسے گاڑیاں انجن کے ساتھ اور پھر ہر روز دیکھو کہ ظلمت سے نکلتے ہو یا نہیں، استغفار کثرت سے کرو اور دعاؤں میں لگے رہو، وحدت کو ہاتھ سے نہ دو، دوسرے کے ساتھ نیکی اور خوش معاملگی میں کوتاہی نہ کرو۔ تیرہ سو برس کے بعد یہ زمانہ ملا ہے اور آئندہ یہ زمانہ قیامت تک نہیں آ سکتا۔ پس اس نعمت کا شکر کرنے پر ازدیادِ نعمت ہوتا ہے۔ لَئِنۡ شَکَرۡتُمۡ لَاَزِیۡدَنَّکُمۡ لیکن جو شکر نہیں کرتا وہ یاد رکھے اِنَّ عَذَابِیۡ لَشَدِیۡدٌ (ابراہیم)۔‘‘

(الحکم 24 جنوری 1903 جلد 7 نمبر 3۔ صفحہ 15)

’’تم اس حبل اللہ کو آپ مضبوط پکڑ لو۔ یہ بھی خدا ہی کی رسی ہے جس نے تمہارے متفرق اجزا کو اکٹھا کر دیا ہے۔ پس اسے مضبوط پکڑے رکھو۔ تم خوب یاد رکھو کہ معزول کرنا اب تمہارے اختیار میں نہیں۔ تم مجھ میں عیب دیکھو آگاہ کر دو مگر ادب کو ہاتھ سے نہ دو خلیفہ بنانا انسان کا کام نہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کا اپنا کام ہے اللہ تعالیٰ نے چار خلیفے بنائے ہیں۔ آدم کو داؤد کو اور ایک وہ خلیفہ ہوتا ہے جو لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ میں موعود ہے اور تم سب کو بھی خلیفہ بنایا۔ پس مجھے اگر خلیفہ بنایا ہے تو خدا نے بنایا ہے اور اپنے مصالح سے بنایا ہے تمہاری بھلائی کے لئے بنایا ہے۔ خدا تعالیٰ کے بنائے ہوئے خلیفہ کو کوئی طاقت معزول نہیں کر سکتی۔ اس لئے تم میں سے کوئی مجھے معزول کرنے کی قدرت اور طاقت نہیں رکھتا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے معزول کرنا ہو گا تو وہ مجھے موت دے دے گا۔‘‘

(اخبار ’بدر‘ یکم فروری 1913ء جلد 11 نمبر 18و19۔ صفحہ 3)

’’یہ اعتراض کرنا کہ خلافت حق دار کو نہیں پہنچی رافضیوں کا عقیدہ ہے۔ اس سے توبہ کر لو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے جس کو حقدار سمجھا خلیفہ بنا دیا جو اس کی مخالفت کرتا ہے وہ جھوٹا اور فاسق ہے فرشتے بن کر اطاعت و فرمانبرداری اختیار کرو ابلیس نہ بنو۔‘‘

(’بدر‘ 4 جولائی 1912ء جلد 12 نمبر 1۔ صفحہ 7)

اگر تم اللہ تعالیٰ کی نصرت چاہتے ہو تو یاد رکھو کہ تمہارا اٹھنا، بیٹھنا، کھڑا ہونا اور چلنا، تمہارا بولنا اور خاموش ہونا میرے ماتحت ہو

ارشاداتِ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

’’ہماری جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ جماعت کا جو خلیفہ ہو وہ اپنے زمانہ میں جماعت کے تمام لوگوں سے افضل ہوتا ہے اور چونکہ ہماری جماعت ہمارے عقیدہ کی رُو سے باقی تمام جماعتوں سے افضل ہے اس لئے ساری دنیا میں سے افضل جماعت میں سے ایک شخص جب سب سے افضل ہو گا تو موجودہ لوگوں کے لحاظ سے یقیناً اسے ’بعد از خدا بزرگ توئی‘ کہہ سکتے ہیں۔‘‘

(الفضل 27 اگست 1937ء صفحہ 6)

’’جماعت احمدیہ کے خلیفہ کی حیثیت دنیا کے تمام بادشاہوں اور شہنشاہوں سے زیادہ ہے، وہ دنیا میں خدا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نمائندہ ہے۔‘‘

(الفضل 27 اگست 1937ء صفحہ 8)

’’خلافت ایک الٰہی نعمت ہے۔ کوئی نہیں جو اس میں روک بن سکے۔ وہ خدا تعالیٰ کے نور کے قیام کا ذریعہ ہے جو اس کو مٹانا چاہتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نور کو مٹانا چاہتا ہے۔ ہاں وہ ایک وعدہ جو پورا تو ضرور کیا جاتا ہے لیکن اس کے زمانے کی لمبائی مومنوں کے اخلاق سے وابستہ ہے۔‘‘

(الفضل 23 ستمبر 1937ء۔ صفحہ 15)

’’میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خواہ تم کتنے عقلمند اور مدبر ہو، اپنی تدابیر اور عقلوں پر چل کر دین کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے جب تک تمہاری عقلیں اور تدابیر خلافت کے ماتحت نہ ہوں اور تم امام کے پیچھے پیچھے نہ چلو، ہرگز اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت تم حاصل نہیں کر سکتے۔ پس اگر تم اللہ تعالیٰ کی نصرت چاہتے ہو تو یاد رکھو اس کا کوئی ذریعہ نہیں سوائے اس کے کہ تمہارا اٹھنا بیٹھنا، کھڑا ہونا اور چلنا، تمہارا بولنا اور خاموش ہونا میرے ماتحت ہو۔‘‘

(الفضل 4 ستمبر 1937ء صفحہ 8)

’’خلافت کے تو معنیٰ ہی یہ ہیں کہ جس وقت خلیفہ کے منہ سے کوئی لفظ نکلے اس وقت سب اسکیموں، سب تجویزوں اور سب تدبیروں کو پھینک کر رکھ دیا جائے اور سمجھ لیا جائے کہ اب وہی اسکیم وہی تجویز اور وہی تدبیر مفید ہے جس کا خلیفۂ وقت کی طرف سے حکم ملا ہے۔ جب تک یہ روح جماعت میں پیدا نہ ہو اس وقت تک سب خطبات رائیگاں، تمام اسکیمیں باطل اور تمام تدبیریں ناکام ہیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 24 جنوری 1936ء مطبوعہ الفضل 31 جنوری 1936ء۔ صفحہ 9)

’’یاد رکھو ایمان کسی خاص چیز کا نام نہیں بلکہ ایمان نام ہے اس بات کا کہ خدا تعالیٰ کے قائم کردہ نمائندہ کی زبان سے جو بھی آواز بلند ہو اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کی جائے۔ .... ہزار دفعہ کوئی شخص کہے کہ میں مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لاتا ہوں، ہزار دفعہ کوئی کہے کہ میں احمدیت پر ایمان رکھتا ہوں، خدا کے حضور اس کے ان دعووں کی کوئی قیمت نہیں ہو گی جب تک وہ اس شخص کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہیں دیتا جس کے ذریعہ خدا اس زمانہ میں اسلام قائم کرنا چاہتا ہے۔ جب تک جماعت کا ہر شخص پاگلوں کی طرح اس کی اطاعت نہیں کرتا اور جب تک اس کی اطاعت میں اپنی زندگی کا ہر لحہ بسر نہیں کرتا اس وقت تک وہ کسی قسم کی فضیلت اور بڑائی کا حقدار نہیں ہو سکتا۔‘‘

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 25 اکتوبر 1946ء مطبوعہ الفضل 15 نومبر 1946ء۔ صفحہ 6)

’’یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے اکثروں کی گردنیں میرے سامنے جھکا دیں۔ میں کیونکر تمہاری خاطر خدا تعالیٰ کے حکم کو رد کر دوں مجھے اس نے اسی طرح خلیفہ بنایا جس طرح پہلوں کو بنایا تھا۔ گو میں حیران ہوں کہ میرے جیسا نالائق انسان اسے کیونکر پسند آ گیا؟ لیکن جو کچھ بھی ہو اس نے مجھے پسند کر لیا اور اب کوئی انسان اس کرتہ کو مجھ سے نہیں اتار سکتا جو اس نے مجھے پہنایا ہے یہ خدا کی دین ہے اور کون سا انسان ہے جو خدا کے عطیہ کو مجھ سے چھین لے؟ خدا تعالیٰ میرا مددگار ہو گا۔ میں ضعیف ہوں مگر میرا مالک بڑا طاقتور ہے، کمزور ہوں مگر میرا آقا بڑا توانا ہے، میں بلا اسباب ہوں لیکن میرا بادشاہ تمام اسباب کا خالق ہے میں بے مددگار ہوں لیکن میرا رب فرشتوں کو میری مدد کے لئے نازل فرمائے گا۔‘‘

(’’کون ہے جو خدا کے کاموں کو روک سکے‘‘ انوار العلوم جلد 2 صفحہ 15)

جس شخص کو بھی اللہ تعالیٰ آپ کا خلیفہ بنائے گا اس کے دل میں آپ کے لئے بے انتہا محبت پیدا کر دے گا

ارشاداتِ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’میں آپ کو وضاحت کے ساتھ بتانا چاہتا ہوں کہ جس شخص کو بھی اللہ تعالیٰ آپ کا خلیفہ بنائے گا، اس کے دل میں آپ کے لئے بے انتہا محبت پیدا کر دے گا اور اس کو یہ توفیق دے گا کہ وہ آپ کے لئے اتنی دعائیں کرے کہ دعا کرنے والے ماں باپ نے بھی آپ کے لئے اتنی دعائیں نہ کی ہوں گی اور اس کو یہ بھی توفیق دے گا کہ آپ کی تکلیفوں کو دور کرنے کے لئے ہر قسم کی تکلیف وہ خود برداشت کرے اور بشاشت کرے اور آپ پر احسان جتائے بغیر کرے کیونکہ وہ خدا کا نوکر ہے آپ کا نوکر نہیں ہے اور خدا کا نوکر خدا کی رضا کے لئے ہی کام کرتا ہے کسی پر احسان رکھنے کے لئے کام نہیں کرتا لیکن اس کا یہ حال اور اس کا یہ فعل اس بات کی علامت نہیں ہے کہ اس کے اندر کوئی کمزوری ہے اور آپ اس کی کمزوری سے ناجائز فائدہ اٹھا سکتے ہیں وہ کمزور نہیں، خدا کے لئے اس کی گردن اور کمر ضرور جھکی ہوئی ہے لیکن خدا کی طاقت کے بل بوتے پر وہ کام کرتا ہے۔ ایک یا دو آدمیوں کا سوال ہی نہیں میں نے بتایا ہے کہ ساری دنیا بھی مقابلہ میں آ جائے تو اس کی نظر میں کوئی چیز نہیں۔‘‘

(خطبات ناصر جلد 1 صفحہ 494 خطبہ جمعہ 18 نومبر 1966ء)

’’پس یا تو ہمارا یہ عقیدہ ہی غلط ہے کہ خلیفہ وقت ساری دنیا کا اُستاد ہے اور اگر یہ سچ ہے اور یقیناً یہی سچ ہے تو دنیا کے عالم اور فلاسفر شاگرد کی حیثیت سے ہی اس کے سامنے آئیں گے۔ استاد کی حیثیت سے اس کے سامنے نہیں آئیں گے۔‘‘

(خطباتِ ناصر)

’’ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ خلیفہ، اللہ تعالیٰ ہی بناتا ہے اگر بندوں پر اس کو چھوڑا جاتا تو جو بھی بندوں کی نگاہ میں افضل ہوتا اسے ہی وہ اپنا خلیفہ بنا لیتے لیکن خلیفہ خود اللہ تعالیٰ بناتا ہے اور اس کے انتخاب میں کوئی نقص نہیں وہ اپنے ایک کمزور بندے کو چنتا ہے جس کے متعلق دنیا سمجھتی ہے کہ اسے کوئی علم حاصل نہیں، کوئی رُوحانیت، اور بزرگی اور طہارت اور تقویٰ حاصل نہیں۔ اسے وہ بہت کمزور جانتے ہیں اور بہت حقیر سمجھتے ہیں، پھر اللہ تعالیٰ اس کو چن کر اس پر اپنی عظمت اور جلال کا ایک جلوہ کرتا ہے اور جو کچھ وہ تھا اور جو کچھ اس کا تھا اس میں سے وہ کچھ بھی باقی نہیں رہنے دیتا اور خدا تعالیٰ کی عظمت اور جلال کے سامنے کلی طور پر فنا اور نیستی کا لبادہ پہن لیتا ہے اور اس کا وجود دنیا سے غائب ہو جاتا ہے اور خدا کی قدرتوں میں وہ چھپ جاتا ہے تب اللہ تعالیٰ اسے اٹھا کر اپنی گود میں بٹھا لیتا ہے اور جو اس کے مخالف ہوتے ہیں انہیں کہتا ہے مجھ سے لڑو اگر تمہیں لڑنے کی تاب ہے، یہ بندہ بیشک نحیف، کم علم، کمزور، کم طاقت اور تمہاری نگاہ میں طہارت اور تقویٰ سے عاری ہے لیکن اب یہ میری پناہ میں آ گیا ہے اب تمہیں بہرحال اس کے سامنے جھکنا پڑے گا۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ اس لئے کہ خدا تعالیٰ یہ ثابت کرنا چاہتا

ہے کہ انتخاب خلافت کے وقت اسی کی منشا پوری ہوتی ہے اور بندوں کی عقلیں کوئی کام نہیں دیتیں۔“

(الفضل 17 مارچ 1967ء)

”فَاتَّقُوا اللّٰہَ مَا اسۡتَطَعۡتُمۡ وَاسۡمَعُوۡا وَاَطِیۡعُوۡا وَاَنۡفِقُوۡا خَیۡرًا لِّاَنۡفُسِکُمۡ وَمَنۡ یُّوۡقَ شُحَّ نَفۡسِہٖ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ۔ (التغابن:17)

یعنی جتنا ہو سکے اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو اور اس کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو اور اپنے مال اس کی راہ میں خرچ کرتے رہو، تمہاری جانوں کے لئے بہتر ہے اور جو لوگ اپنے دل کے بخل سے بچائے جاتے ہیں وہی کامیاب ہونے والے ہیں کہ جہاں تک ہو سکے اپنی طاقت، قوت اور استعداد کے مطابق تقویٰ یہ ہے کہ وَاسۡمَعُوۡا وَاَطِیۡعُوۡا (بخاری کتاب الجہاد والسیر باب السمع والطاعۃ) کہ اللہ تعالیٰ کی آواز سنو اور لبیک کہتے ہوئے اس کی اطاعت کرو اگر تم تقویٰ کی راہوں پر چل کر سَمۡعًا وَّ طَاعَۃً کا نمونہ پیش کرو گے تو تمہیں اللہ تعالیٰ اس بات کی بھی توفیق دے گا کہ تم اپنی جانوں، مالوں اور عزتوں سب کو اس کی راہ میں قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ اس طرح تمہیں دل کے بخل سے محفوظ کر لیا جائے گا یہی کامیابی کا راز ہے۔“

(خطبات ناصر جلد 1 صفحہ 244-245 خطبہ جمعہ 6 مئی 1966ء)

ہر حالت میں امام کے پیچھے چلیں، امام آپ کی راہنمائی کے لئے بنایا گیا ہے

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”پس کامل بھروسہ اور کامل توکل تھا اللہ کی ذات پر کہ وہ خلافتِ احمدیہ کو کبھی ضائع نہیں ہونے دے گا ہمیشہ قائم و دائم رکھے گا، زندہ اور تازہ اور جوان اور ہمیشہ مہکنے والے عطر کی خوشبو سے معطر رکھتے ہوئے اس شجرۂ طیبہ کی صورت میں اس کو ہمیشہ زندہ و قائم رکھے گا جس کے متعلق وعدہ ہے اللہ تعالیٰ کا کہ اَصۡلُہَا ثَابِتٌ وَّ فَرۡعُہَا فِی السَّمَآءِ تُؤۡتِیۡۤ اُکُلَہَا کُلَّ حِیۡنٍۭ بِاِذۡنِ رَبِّہَا (ابراہیم:25و26) کہ ایسا شجرۂ طیبہ ہے جس کی جڑیں زمین میں گہری پیوست ہیں اور کوئی دنیا کی طاقت اسے اکھاڑ کر پھینک نہیں سکتی۔ یہ شجرۂ خبیثہ نہیں ہے کہ جس کے دل میں آئے وہ اسے اٹھا کر اسے اکھاڑ کے ایک جگہ سے دوسری جگہ پھینک دے کوئی آندھی، کوئی ہوا اس (شجرہ طیبہ) کو اپنے مقام سے ٹلا نہیں سکے گی اور اسکی شاخیں آسمان سے اپنے رب سے باتیں کر رہی ہیں اور ایسا درخت نو بہار اور سدا بہار ہے۔ ایسا عجیب ہے یہ درخت کہ ہمیشہ نو بہار رہتا ہے کبھی خزاں کا منہ نہیں دیکھتا۔ تُؤۡتِیۡۤ اُکُلَہَا کُلَّ حِیۡنٍۭ بِاِذۡنِ رَبِّہَا، ہر آن اپنے رب سے پھل پاتا چلا جاتا ہے اس پر کوئی خزاں کا وقت نہیں آتا اور اللہ کے حکم سے پھل پاتا ہے۔ اس میں نفس کی کوئی ملونی شامل نہیں ہوتی۔ یہ وہ نظارہ تھا جس کو جماعت احمدیہ نے پچھلے ایک دو دن کے اندر اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اپنے دلوں سے محسوس کیا اور اس نظارہ کو دیکھ کے روحیں سجدہ ریز ہیں خدا کے حضور حمد کے ترانے گاتی ہیں۔ پس دکھ بھی ساتھ تھا اور حمد و شکر بھی ساتھ تھا اور یہ اکٹھے چلتے رہیں گے۔ بہت دیر تک لیکن حمد اور شکر کا پہلو ایک ابدی پہلو ہے وہ ایک لازوال پہلو ہے وہ کسی شخص کے ساتھ وابستہ نہیں۔ نہ پہلے کسی خلیفہ کی ذات سے وابستہ تھا نہ میرے ساتھ ہے نہ آئندہ کسی خلیفہ کی ذات سے وابستہ ہے، وہ منصبِ خلافت کے ساتھ وابستہ ہے۔ وہ، وہ پہلو ہے جو زندہ و تابندہ ہے اس پر کبھی موت نہیں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ ہاں ایک شرط کے ساتھ اور وہ شرط یہ ہے: وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ۔ کہ دیکھو اللہ تم سے وعدہ کرتا ہے کہ تمہیں اپنا خلیفہ بنائے گا زمین میں لیکن کچھ تم پر بھی ذمہ داریاں ڈالتا ہے۔ تم میں سے ان لوگوں سے وعدہ کرتا ہے جو ایمان لاتے ہیں اور عملِ صالح بجالاتے ہیں۔ پس اگر نیکی کے اوپر جماعت قائم رہی اور ہماری دعا ہے اور ہمیشہ ہماری کوشش رہے گی کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے یہ جماعت نیکی پر ہی قائم رہے۔ صبر کے ساتھ اور وفا کے ساتھ تو خدا کا یہ وعدہ بھی ہمیشہ ہمارے ساتھ وفا کرتا چلا جائے گا اور خلافتِ احمدیہ اپنی پوری شان کے ساتھ شجرۂ طیبہ بن کر ایسے درخت کی طرح لہلہاتی رہے گی جس کی شاخیں آسمان سے باتیں کر رہی ہوں۔“

(خطبہ جمعہ 11 جون 1982ء۔ خطبات طاہر جلد 1۔ صفحہ 4-3)

”سارا عالمِ اسلام مل کر زور لگا لے اور خلیفہ بنا کر دکھا دے وہ نہیں بنا سکتا کیونکہ خلافت کا تعلق خدا کی پسند سے ہے اور خدا کی پسند اس شخص پر انگلی رکھتی ہے جسے وہ صاحبِ تقویٰ سمجھتا ہے۔“

(خطبہ جمعہ 2 اپریل 1993ء ہفت روزہ بدر 6 مئی 1993ء صفحہ 4)

”آئندہ انشاء اللہ خلافتِ احمدیہ کو کبھی کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوگا۔ جماعت اپنی بلوغت کی عمر کو پہنچ چکی ہے کوئی بدخواہ اب خلافت کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا اور جماعت اس شان سے ترقی کرے گی خدا کا یہ وعدہ پورا ہوگا کہ کم از کم ایک ہزار سال تک جماعت میں خلافت قائم رہے گی۔“ (خلاصہ خطبہ 18 جون 1982ء)

”خلافتِ احمدیہ کی طاقت کا راز دو باتوں میں نظر آتا ہے ایک خلیفہ وقت کے اپنے تقویٰ اور ایک جماعت احمدیہ کے مجموعی تقویٰ میں جماعت کا جتنا تقویٰ من حیث الجماعت بڑھے گا احمدیت میں اتنی ہی زیادہ عظمت اور قوت پیدا ہوگی خلیفہ وقت ذاتی تقویٰ میں جتنا ترقی کرے گا اتنی ہی اچھی قیادت اور سیادت جماعت کو نصیب ہوگی یہ دونوں چیزیں بیک وقت ایک ہی شکل میں ایک دوسرے کے ساتھ ہم آہنگ ہو کر ترقی کرتی ہیں۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 25 جون 1982ء)

”آپ یاد رکھیں اگر خلیفۃ المسیح سے آپ کی بیعت سچی ہے اگر خلیفۃ المسیح پر آپ کا اعتماد ہے آپ جانتے ہیں کہ وہ خدا کی طرف سے ہے اور آج دنیا میں سب سے زیادہ خدا کی نمائندگی کا اس کو حق حاصل ہے تو پھر اپنے فیصلوں اور اپنی آراء کو اس کی رائے پر اس کے فیصلے پر کبھی ترجیح نہ دیں۔ اگر آپ نے کبھی ترجیح دی تو حبل اللہ سے آپ کا ہاتھ چھوٹ جائے گا اور قرآنِ کریم کی یہ آیت وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰہِ جَمِیۡعًا آپ کو حفاظت کی کوئی ضمانت نہیں دے گی آپ مشورہ دیتے ہیں اور مشورہ میں تقویٰ ضروری ہے اور بسا اوقات ایک ناتجربہ کار آدمی تقویٰ پر مبنی مشورہ بھی دیتا ہے اور وہ مشورہ قابلِ قبول نہیں ہوتا۔ اس لئے آخری فیصلہ دین میں نبی اور نبی کے بعد خلیفہ کے ہاتھ میں رکھا گیا ہے۔“ (بحوالہ احمدیہ گزٹ امریکہ صفحہ 54 سن 1983ء)

اللہ تعالیٰ خلیفۂ وقت کے دل میں اپنی جماعت کا درد اِس طرح پیدا فرما دیتا ہے کہ وہ اُس درد کو اپنے درد سے زیادہ محسوس کرنے لگتا ہے

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”ہمارا یہ ایمان ہے کہ خلیفہ اللہ تعالیٰ خود بناتا ہے اور اس کے انتخاب میں کوئی نقص نہیں ہوتا۔ جسے اللہ یہ کُرتہ پہنائے گا کوئی نہیں جو اس کُرتے کو اس سے اُتار سکے یا چھین سکے۔ وہ اپنے ایک کمزور بندے کو چنتا ہے جسے لوگ بعض اوقات حقیر بھی سمجھتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ اس کو چن کر اس پر اپنی عظمت اور جلال کا ایک ایسا جلوہ فرماتا ہے کہ اس کا وجود دنیا سے غائب ہو کر خدا تعالیٰ کی قدرتوں میں چھپ جاتا ہے۔ تب اللہ تعالیٰ اسے اٹھا کر اپنی گود میں بٹھا لیتا ہے اور اپنی تائید و نصرت ہر حال میں اس کے شامل حال رکھتا ہے اور اس کے دل میں اپنی جماعت کا درد اس طرح پیدا فرما دیتا ہے کہ وہ اس درد کو اپنے درد سے زیادہ محسوس کرنے لگتا ہے اور یوں جماعت کا ہر فرد یہ محسوس کرنے لگتا ہے کہ اس کا درد رکھنے والا، اس کے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا اس کا ہمدرد ایک وجود موجود ہے۔“

(روزنامہ الفضل 30 مئی 2003ء۔ صفحہ 2)

”آپ میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ دعاؤں پر بہت زور دے اور اپنے آپ کو خلافت سے وابستہ رکھے اور یہ نکتہ ہمیشہ یاد رکھے کہ اس کی ساری ترقیات اور کامیابیوں کا راز خلافت سے وابستگی میں ہی ہے۔ وہی شخص سلسلہ کا مفید وجود بن سکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ دنیا بھر کے علوم جانتا ہو اس کی کوئی بھی حیثیت نہیں۔ جب تک آپ کی عقلیں اور تدبیریں خلافت کے ماتحت رہیں گی اور آپ اپنے امام کے پیچھے پیچھے اس کے اشاروں پر چلتے رہیں گے اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت آپ کو حاصل رہے گی۔“ (روزنامہ الفضل 30 مئی 2003ء۔ صفحہ 2)

”پس اس قدرت کے ساتھ کامل اخلاص اور محبت اور وفا اور عقیدت کا تعلق رکھیں اور خلافت کی اطاعت کے جذبہ کو دائمی بنائیں اور اس کے ساتھ محبت کے جذبہ کو اس قدر بڑھائیں کہ اس محبت کے بالمقابل دوسرے تمام رشتے کمتر نظر آئیں۔ امام سے وابستگی میں ہی سب برکتیں ہیں اور وہی آپ کے لئے ہر قسم کے فتنوں اور ابتلاؤں کے مقابلہ کے لئے ایک ڈھال ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں:-

”جس طرح وہی شاخ پھل لا سکتی ہے جو درخت کے ساتھ ہو۔ وہ کٹی ہوئی شاخ پھل پیدا نہیں کر سکتی جو درخت سے جدا ہو اس طرح وہی شخص سلسلہ کا مفید کام کر سکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ وہ دنیا بھر کے علوم جانتا ہو وہ اتنا بھی کام نہیں کر سکے گا جتنا بکری کا بگروٹہ۔“

پس اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے تو میری آپ کو یہی نصیحت ہے اور میرا یہی پیغام ہے کہ آپ آج خلافت سے وابستہ ہو جائیں۔ اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ ہماری ساری ترقیات کا دار و مدار خلافت سے وابستگی میں ہی پنہاں ہے۔“ (الفضل انٹرنیشنل 23 تا 30 مئی 2003ء صفحہ 1)

”یہ خلافت کی ہی نعمت ہے جو جماعت کی جان ہے اس لئے اگر زندگی چاہتے ہیں تو خلافتِ احمدیہ کے ساتھ اخلاص اور وفا کے ساتھ چمٹ جائیں، پوری طرح اس سے وابستہ ہو جائیں کہ آپ کی ہر ترقی کا راز خلافت سے وابستگی میں ہی مضمر ہے۔ ایسے بن جائیں کہ خلیفۂ وقت کی رضا آپ کی رضا ہو جائے۔ خلیفۂ وقت کے قدموں پر آپ کا قدم ہو اور خلیفۂ وقت کی خوشنودی آپ کا مطمحِ نظر ہو جائے۔“

(ماہنامہ خالد سیدنا طاہر نمبر مارچ اپریل 2004ء۔ صفحہ 4)

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھے کوئی وصیت کیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو کیونکہ تمام بھلائیوں کی یہ بنیاد ہے۔ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرو کیونکہ یہ مسلمان کی رہبانیت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو کیونکہ یہ تیرے لئے نُور ہے۔ (قشیریہ، باب التقوٰی، صفحہ 56)

خطبہ جمعہ

❁ ’’دیکھو ہمارے سیدو مولیٰ نبیّنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیسے کمزوری کی حالت میں مکہ میں ظاہر ہوئے تھے اور ان دنوں میں ابوجہل وغیرہ کفار کا کیا کچھ عروج تھا اور لاکھوں آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن جانی ہو گئے تھے تو پھر کیا چیز تھی جس نے انجام کار ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح اور ظفر بخشی۔ یقیناً سمجھو کہ یہی راستبازی اور صدق اور پاک باطنی اور سچائی تھی‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)

❁ آپؐ کی سیرت کے واقعات میں آپؐ کی سچائی کے واقعات کی اعلیٰ ترین مثالیں ملتی ہیں کہ دشمن بھی آپؐ کی راست گوئی اور سچائی کے اعلیٰ ترین معیار کا اقرار کیے بغیر نہیں رہ سکتا

❁ آج ہم سب کو اس حوالے سے اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ یہ سچائی کے اعلیٰ معیار ہی ہیں جو ہماری زندگی کے ہر لمحے میں کامیابی کی ضمانت ہیں اور ہمارے لیے تبلیغ کے راستے کھولنے والے بھی ہیں

❁ ’’ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دیکھتے ہیں کہ آپؐ کے دشمنوں نے اقرار کیا کہ آپؐ صادق اور امین تھے اور آپؐ پر انہوں نے کوئی الزام نہ لگایا بلکہ دشمن سے دشمن نے بھی آپؐ کی طہارت اور پاکیزگی کی شہادت دی‘‘ (حضرت مصلح موعودؓ)

❁ تم پر سچ فرض ہے کیونکہ سچ نیکی کی طرف لے جاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور کوئی شخص مسلسل سچ بولتا ہے اور سچ کی جستجو میں لگا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے ہاں صدیق لکھا جاتا ہے۔ اور تم لوگ جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ بدکاری کی طرف لے جاتا ہے اور بدکاری آگ کی طرف لے جاتی ہے اور آدمی جھوٹ بولتا چلا جاتا ہے اور جھوٹ بولنے کی جستجو کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے ہاں کذّاب لکھا جاتا ہے اور جب کذّاب لکھا جاتا ہے تو وہ آگ کی طرف جاتا ہے (حدیث نبوی ﷺ)

❁ حضرت ابوبکرؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: اللہ کی قسم! میں نے کبھی آپ کو جھوٹ بولتے ہوئے نہیں دیکھا۔ آپؐ یقیناً اپنی امانت کی عظمت، صلہ رحمی اور اچھے افعال کی وجہ سے نبوت کے زیادہ حقدار ہیں۔ اپنا ہاتھ بڑھائیں تاکہ میں آپؐ کی بیعت کروں

❁ ابوجہل جیسا معاند اور سیاہ باطن انسان کا دل بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھوٹا کہنے کے لیے تیار نہیں تھا۔ گویا جھوٹا کہتے ہوئے اس کی ضمیر بھی اسے ملامت کرتی تھی اور اس کا دل بھی دھڑکنے لگتا تھا کہ میں کیسی قبیح حرکت کر رہا ہوں مگر اس نے بہانہ یہ بنایا کہ میں تو محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیم کو جھٹلا رہا ہوں۔ آپ کو تو جھوٹا نہیں کہہ رہا۔ یہ ’’عذر گناہ بدتر از گناہ‘‘ والی بات ہے (حضرت مصلح موعودؓ)

❁ کہتے ہیں ’’جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے۔‘‘ محمدؐ کا یہ کتنا بڑا جادو ہے کہ آپؐ کے اپنے دشمنوں سے بھی اپنی صداقت اور راستبازی تسلیم کروالی (حضرت مصلح موعودؓ)

❁ جب میں نے آپؐ کا چہرہ اچھی طرح دیکھا تو مَیں نے پہچان لیا کہ آپؐ کا چہرہ جھوٹے کا چہرہ نہیں (ایک روایت)

❁ مَیں نے محمدؐ سے معاہدہ کیا ہوا ہے اور میں ہرگز اس معاہدے کو توڑنے والا نہیں ہوں اور میں نے آپ سے وفاداری اور صدق کے سوا کچھ نہیں دیکھا (ایک مخالف یہودی سردار)

❁ ہلاکت ہے اس شخص پر جو بات کرتا ہے اور جھوٹ بولتا ہے تاکہ اس کی وجہ سے لوگ ہنس پڑیں۔ اس کے لیے ہلاکت ہے۔ اس کے لیے ہلاکت ہے (حدیث نبوی ﷺ)

❁ اس ذات کی قَسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس سے حق اور سچ کے سوا اَور کچھ نہیں نکلتا (حدیث نبوی ﷺ)

❁ ’’رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذاتی مقام تو سچ کے متعلق اتنا بالا تھا کہ آپ کی قوم نے آپؐ کا نام ہی صدیق رکھ دیا تھا۔ آپؐ اپنی جماعت کو بھی سچ پر قائم رہنے کی ہمیشہ نصیحت فرماتے تھے۔ اور ایسے اعلیٰ درجہ کے سچ کے مقام پر کھڑا کرنے کی کوشش فرماتے تھے جو ہر قسم کے جھوٹ کے شائبوں سے پاک ہو‘‘ (حضرت مصلح موعودؓ)

❁ جہاں آپؐ نے سچائی اور صاف گوئی کے معیار قائم فرمائے کہ دشمن بھی اعتراف کیے بغیر نہ رہ سکے وہاں آپؐ نے اپنے ماننے والوں کو بھی سچائی کے اعلیٰ معیار کو حاصل کرنے کی تلقین فرمائی ہے

❁ آج ہر احمدی کا کام ہے کہ ہم اپنے جائزے لے لیں کہ ہمارے سچائی کے معیار کیا ہیں اور جو کمزوریاں ہیں انہیں ہم نے دور کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے

آنحضرت ﷺ کے خُلق صداقت، سچائی اور راستبازی کے حوالے سے سیرت النبی ﷺ کا ایمان افروز تذکرہ

❁ حضرت مسیح موعودؑ کی نواسی، حضرت نواب عبداللہ خان صاحبؓ اور حضرت صاحبزادی نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہؓ کی بیٹی مکرمہ شاہدہ احمد صاحبہ اہلیہ مکرم مرزا نسیم احمد صاحب مرحوم کی وفات پر مرحومہ کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

❁ بعض دفعہ لوگوں کی ایسی نیکیاں ہوتی ہیں جو عموماً چھپی رہتی ہیں لیکن جن سے کی ہوئی ہوں بعد میں ان سے پتہ چلتا ہے۔ یہ بھی ایسے ہی لوگوں میں سے تھیں

❁❁❁❁❁ ❁❁❁❁❁ ❁❁❁❁❁ ❁❁❁❁❁ ❁❁❁❁❁ ❁❁❁❁❁ ❁❁❁❁❁

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 17 / اپریل 2026ء بمطابق 17 / شہادت 1405 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○

قُلۡ لَّوۡ شَآءَ اللّٰہُ مَا تَلَوۡتُہٗ عَلَیۡکُمۡ وَلَاۤ اَدۡرٰىکُمۡ بِہٖ فَقَدۡ لَبِثۡتُ فِیۡکُمۡ عُمُرًا مِّنۡ قَبۡلِہٖ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ۔ فَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنِ افۡتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوۡ کَذَّبَ بِاٰیٰتِہٖ اِنَّہٗ لَا یُفۡلِحُ الۡمُجۡرِمُوۡنَ۔ (یونس:17-18)

ان آیات کا ترجمہ یہ ہے کہ (اور) تُو (انہیں) کہہ کہ اگر اللہ کی (یہی) مشیت ہوتی (کہ اس کی جگہ کوئی اور تعلیم دی جائے) تو مَیں اسے تمہارے سامنے پڑھ کر نہ سناتا اور نہ وہ (ہی) تمہیں اس (تعلیم) سے آگاہ کرتا۔ چنانچہ اس سے پہلے میں ایک عرصہ دراز تم میں گزار چکا ہوں کیا پھر (بھی) تم عقل سے کام نہیں لیتے۔ پھر (تم ہی بتاؤ کہ) جو اللہ پر بہتان باندھے یا اس کے نشانات کو جھٹلائے اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا (غرض) یہ یقینی بات ہے کہ مجرم لوگ کامیاب نہیں ہوتے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے مختلف پہلوؤں کا ذکر ہو رہا ہے۔

آج آپؐ کے خُلق صداقت، سچائی، راستبازی کے بارے میں ذکر ہوگا۔

آپؐ کی سیرت کے واقعات میں آپؐ کی سچائی کے واقعات کی اعلیٰ ترین مثالیں ملتی ہیں کہ دشمن بھی آپؐ کی راست گوئی اور سچائی کے اعلیٰ ترین معیار کا اقرار کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔

آپؐ کی سچائی کے اس معیار کو ہی اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمایا ہے جو میں نے تلاوت کی ہے۔ اور یہ اعلان آپؐ سے کروایا کہ ان کو کہو کہ مَیں نے کبھی کسی بھی صورت میں جھوٹ نہیں بولا۔ سچائی کا دامن نہیں چھوڑا اور تم لوگ اس کے گواہ ہو۔ تو کیا خدا تعالیٰ پر میں جھوٹ بولوں گا کہ مَیں ایک ایسا دین لے کے آیا ہوں جو خدا کی طرف سے نہیں ہے۔ یہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔ اور اس کے ساتھ ہی آپؐ نے اپنے ماننے والوں کو بھی یہ تلقین فرمائی کہ اب تم جو میری اتباع میں آئے ہو، میری پیروی کرنے کا عہد کیا ہے تو سچائی کے اعلیٰ معیار قائم کرو۔ پس آج ہم سب کو اس حوالے سے اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ یہ سچائی کے اعلیٰ معیار ہی ہیں جو ہماری زندگی کے ہر لمحے میں کامیابی کی ضمانت ہیں اور ہمارے لیے تبلیغ کے راستے کھولنے والے بھی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک جگہ لکھا یا خطبے میں فرمایا کہ

’’ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دیکھتے ہیں کہ آپؐ کے دشمنوں نے اقرار کیا کہ آپؐ صادق اور امین تھے اور آپؐ پر انہوں نے کوئی الزام نہ لگایا بلکہ دشمن سے دشمن نے بھی آپؐ کی طہارت اور پاکیزگی کی شہادت دی۔

چنانچہ مکہ میں ایک مجلس ہوئی کہ باہر سے جب لوگ مکہ میں آئیں گے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق پوچھیں گے تو ان کو کیا جواب دیں گے۔ سارے مل کر ایک جواب بنالو تا کہ اختلاف نہ ہو۔ آگے ہی ہم بدنام ہو رہے ہیں کہ ایک کچھ کہتا ہے اور دوسرا کچھ کہتا ہے۔ اس لیے حج پر جو لوگ آئیں گے انہیں کہنے کے لیے ایک بات کا فیصلہ کرلو۔ اس پر ان میں سے ایک نے کہا یہ کہہ دینا کہ جھوٹ کی عادت ہے۔ جو کچھ کہتا ہے سب جھوٹ ہے۔ یہ سن کر ایک شخص جس کا نام نضر بن حارث تھا کھڑا ہوا اور اس نے کہا یہ بات نہیں کہنی چاہیے۔ اگر یہ کہو گے تو کوئی نہیں مانے گا اور لوگ جواباً کہیں گے کہ...... محمد’’صلی اللہ علیہ وسلم‘‘ نے تم میں جوانی کی عمر بسر کی ہے اور اس وقت وہ تم سب سے زیادہ نیک سمجھا جاتا تھا اور سب سے زیادہ سچا سمجھا جاتا تھا اور سب سے زیادہ امانت کا پابند تھا یہاں تک کہ جب اس کی کنپٹیوں میں سفید بال آگئے اور وہ تمہارے پاس وہ تعلیم لایا جو وہ لایا ہے‘‘ یعنی اسلام کی تعلیم’’ تو تم کہنے لگ گئے کہ وہ جھوٹا ہے۔ خدا کی قسم! ان حالات میں وہ جھوٹا نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ اس شخص کے اس جواب پر سب نے اپنی غلطی کو تسلیم کیا اور اس اعتراض کی بجائے اَور بات سوچنے لگے۔ کیسی سچی بات تھی جو اس شخص نے پیش کی۔ اگر پہلے کبھی رسول کریمؐ کی طرف انہوں نے جھوٹ منسوب کیا ہوتا تو اب کوئی مان سکتا تھا لیکن جب پہلے وہ ساری عمر آپؐ کو صادق کہتے رہے تھے تو پھر یکدم جھوٹ کے الزام کو کون سچا مان سکتا تھا۔

اسی طرح ہرقل نے جب ابوسفیان سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پوچھا کہ انہوں نے کبھی جھوٹ بولا ہے تو اس نے کہا آج تک تو نہیں بولا اور کہا کہ آج تک کا لفظ میں نے اس لیے لگایا تا کہ شبہ پڑ سکے کہ شاید آئندہ بولے۔

ارشاد باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَخُوۡنُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوۡلَ وَتَخُوۡنُوۡۤا اَمٰنٰتِکُمۡ وَاَنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ اور (اسکے) رسول سے خیانت نہ کرو ورنہ تم اس کے نتیجہ میں خود اپنی امانتوں سے خیانت کرنے لگو گے جبکہ تم (اس خیانت کو) جانتے ہو گے۔ (سورۃ الانفال:28)

DAR FRUIT CO. KULGAM
B.O AHMED FRUITS
Prop. Khawaja Masood Ahmad Dar Asnoor (Kashmir)
Contact: 9622584733, 7006066375 (Saqib)

اسی طرح ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہاڑ پر چڑھ کر لوگوں کو بلایا۔‘‘ پہلے بھی یہ واقعہ مَیں نے بیان کیا ہے اور اب یہ سچائی کے حوالے سے ہے۔’’ اور جب وہ جمع ہو گئے تو فرمایا کیا اگر میں تمہیں کہوں کہ فلاں وادی میں ایک فوج جمع ہے جو تم پر حملہ کرنے والی ہے تو مان لو گے؟ انہوں نے کہا ہاں مان لیں گے۔ حالانکہ مکہ والوں کی بے خبری میں اس قدر فوج اس قدر قریب جمع نہیں ہوسکتی تھی۔ پس ان لوگوں کا اس قسم کی بات بھی جو بظاہر ناممکن الوقوع ہو‘‘ یعنی واقع ہو ہی نہیں سکتی، ممکن ہی نہیں ہے’’ آپؐ کے منہ سے سن کر ماننے کے لیے تیار ہو جانا بتاتا ہے کہ آپؐ کی صداقت پر ان لوگوں کو اس قدر یقین تھا کہ وہ یہ ناممکن خیال کرتے تھے کہ آپ جھوٹ بول سکیں یا دھوکہ دے سکیں۔‘‘

(ہستی باری تعالیٰ، انوار العلوم جلد 6 صفحہ 309، 310)

اسی حوالے سے مزید بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کون سی چیز تھی جو مخالفین پر اثر کرتی تھی؟ وہ قرآن کریم سے ابتداء متاثر نہیں ہوئے۔ قرآن کریم کی تعلیم تو انہیں متاثر نہیں کرسکی جو آپؐ کی تعلیم پر عمل کروانے کے لیے یا آپؐ کی بیعت میں لانے کے لیے ذریعہ بنتی بلکہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی زندگی تھی۔ آپؐ ان میں رہے۔ آپؐ کی دیانت، آپؐ کی راستبازی اور ہمدردیٔ خلائق اور ایثار تھا جو ان پر اثر کرتا تھا۔ دعویٰ سے پہلے آپؐ ان کو شرک سے منع نہیں کرتے تھے کیونکہ حکم خداوندی نہ تھا لیکن آپؐ خود مشرک نہ تھے۔ آپؐ کے طور طریقے کی خوبی ہی تھی جس کا اثر تھا اور یہ اثر اندر ہی اندر کھاتا جاتا تھا۔ یعنی لوگوں پہ اثر کر رہا تھا یہ۔ آپؐ کی نیکی کی جو کیفیت تھی، جو آپؐ کا اسوہ تھا وہ لوگوں پہ بہرحال اثر کر رہا تھا اور وہ اس کے مقابلے میں آنکھیں نہیں اٹھا سکتے تھے جیسا کہ پہلے بھی واقعہ میں نے بیان کیا ہے کہ مکہ میں پہاڑی پر چڑھ کر آپؐ نے جب لوگوں کو بلایا کہ اگر یہ کہوں کہ سارا لشکر ہے تو تم مان لو گے؟ حالانکہ یہ ممکن نہیں تھا لیکن پھر بھی لوگوں نے یہی کہا کہ ہاں! ہم مان لیں گے اور اس لیے کہ وہ جانتے تھے کہ آپؐ نے کبھی غلط بات نہیں کی اور یہی کہا کہ ہم نے کبھی تجھ کو جھوٹ بولتے نہیں سنا اور تُو ہمیشہ دیانتدار رہا ہے۔ ہمیشہ سچ بولتا رہا ہے۔ اس لیے اس بات کو بھی ہم مان لیں گے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا کہ اچھا! اگر تو یہ بات ہے تو مَیں پھر ایک اَور سچی بات تمہیں بتاتا ہوں اور وہ سچی بات یہ ہے کہ خدا ایک ہے اور شرک بُری چیز ہے۔ ایک خدا کی عبادت کرو۔ شرک چھوڑ دو ورنہ تم پہ عذاب آئے گا۔ اس بات نے ان پر اثر نہیں کیا۔ آپؐ کی زندگی نے اثر کیا تھا۔ آپؐ کے عمل نے اور آپؐ کی سچائی نے، آپؐ کی راستبازی نے، آپؐ کی نیکی نے ان پر اثر کیا تھا۔ لیکن یہ دعویٰ جب پیش کیا تو اس نے اثر نہیں کیا اور انہوں نے اس کا انکار کر دیا۔ پس اصل چیز یہ ہے کہ انسان کا اسوہ ایسا ہونا چاہیے، اس کا عمل ایسا ہونا چاہیے کہ جو لوگوں کو متاثر کر سکے۔ اور جب یہ ہوگا تو کسی نہ کسی وقت پھر اللہ تعالیٰ ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے کہ جب تبلیغ کے راستے بھی کھل جاتے ہیں اور وہی لوگ جو مخالف ہوتے ہیں وہ پھر اسلام کی آغوش میں بھی آنے لگ جاتے ہیں اور حقیقی اسلام کو جاننے بھی لگ جاتے ہیں۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 7 صفحہ 374، 375)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’خدا تعالیٰ نے ہمارے سیّد و مولیٰ، نبی آخر الزمان کو جو سیّد المتقین تھے انواع اقسام کی تائیدات سے مظفر اور منصور کیا۔ گو اوائل میں حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کی طرح داغِ ہجرت آپ کے بھی نصیب ہوا مگر وہی ہجرت فتح اور نصرت کے مبادی اپنے اندر رکھتی تھی۔ سو اَے دوستو! یقیناً سمجھو کہ متقی کبھی برباد نہیں کیا جاتا۔ جب دو فریق آپس میں دشمنی کرتے ہیں اور خصومت کو انتہا تک پہنچاتے ہیں تو وہ فریق جو خدا تعالیٰ کی نظر میں متقی اور پرہیزگار ہوتا ہے آسمان سے اس کے لیے مدد نازل ہوتی ہے اور اس طرح پر آسمانی فیصلہ سے مذہبی جھگڑے انفصال پا جاتے ہیں۔‘‘ یعنی مذہبی جھگڑوں کا فیصلہ ہو جاتا ہے۔

’’دیکھو ہمارے سید و مولیٰ نبیّنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیسے کمزوری کی حالت میں مکہ میں ظاہر ہوئے تھے اور ان دنوں میں ابوجہل وغیرہ کفار کا کیا کچھ عروج تھا اور لاکھوں آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن جانی ہو گئے تھے تو پھر کیا چیز تھی جس نے انجام کار ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح اور ظفر بخشی۔ یقیناً سمجھو کہ یہی راستبازی اور صدق اور پاک باطنی اور سچائی تھی‘‘ جس کی وجہ سے یہ کامیابیاں ہوئیں۔

(راز حقیقت، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 155-156)

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ’’اللہ جلشانہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ۔...... یعنی تُو ایک بزرگ خلق پر قائم ہے۔ سو اسی تشریح کے مطابق اس کے معنے ہیں یعنی یہ کہ تمام قسمیں اخلاق کی سخاوت، شجاعت، عدل، رحم، احسان، صدق، حوصلہ وغیرہ تجھ میں جمع ہیں۔ غرض جس قدر انسان کے دل میں قوّتیں پائی جاتی ہیں جیسا کہ ادب، حیا، دیانت، مروّت، غیرت، استقامت، عفّت، زہادت، اعتدال، مؤاسات یعنی ہمدردی۔ ایسا ہی شجاعت، سخاوت، عفو، صبر، احسان، صدق، وفا وغیرہ جب یہ تمام طبعی حالتیں عقل اور تدبر کے مشورہ سے اپنے اپنے محل اور موقع پر ظاہر کی جائیں گی تو سب کا نام اخلاق ہوگا۔‘‘

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 333)

پس اخلاق صرف یہ نہیں ہے کہ کسی سے خوش اخلاقی سے مل لیا یا سلام کرلیا بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کے مطابق تو ساری جو نیکیاں ہیں اور لوگوں سے جو معاملات ہیں ان میں ان کا اظہار جو ہے وہ اعلیٰ اخلاق

ہیں جس کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سچائی کو دنیا میں پھیلانے کے لیے آئے تھے۔ اس لیے مختلف موقعوں پر آپؐ پر ایمان لانے والوں کو بھی آپؐ نے سچائی پر قائم رہنے کی تلقین فرمائی۔

چنانچہ ایک روایت میں آتا ہے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم پر سچ فرض ہے کیونکہ سچ نیکی کی طرف لے جاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور کوئی شخص مسلسل سچ بولتا ہے اور سچ کی جستجو میں لگا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے ہاں صدیق لکھا جاتا ہے۔ اور تم لوگ جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ بدکاری کی طرف لے جاتا ہے اور بدکاری آگ کی طرف لے جاتی ہے اور آدمی جھوٹ بولتا چلا جاتا ہے اور جھوٹ بولنے کی جستجو کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے ہاں کذّاب لکھا جاتا ہے اور جب کذّاب لکھا جاتا ہے تو وہ آگ کی طرف جاتا ہے۔

پس یہ بڑے خوف کا مقام ہے۔

(جامع الترمذی کتاب البر و الصلة باب ما جاء فی الصدق والکذب، حدیث 1971)

حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے وہ اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بے شک جھوٹ کسی حال میں درست نہیں نہ سنجیدگی میں اور نہ مذاق میں۔

لوگ بعض مذاق میں کہتے ہیں کہ جی ہم نے مذاق کیا تھا جھوٹ بولا تھا۔ یہ مذاق میں بھی جائز نہیں ہے۔ اور نہ یہ کہ کوئی شخص اپنے بچے سے وعدہ کرے پھر اسے پورا نہ کرے۔ یقیناً سچائی نیکی کی طرف راہنمائی کرتی ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے۔ اور بے شک جھوٹ برائی کی طرف لے جاتا ہے اور برائی آگ یعنی جہنم کی طرف لے جاتی ہے۔ سچے شخص کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس نے سچ کہا اور نیکی کی اور جھوٹے کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس نے جھوٹ کہا اور برائی کی۔ (الجامع لشعب الایمان بیہقی جلد 6 صفحہ 441 حدیث: 4453 مکتبة الرشد)

سورہ توبہ کی آیت ایک سو انیس کہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ کہ اَے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور صادقوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ اس آیت کی تشریح میں علامہ رازیؒ کہتے ہیں کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مَیں ایسا شخص ہوں کہ جو چاہتا ہے کہ اپنی برائیوں سے بچے لیکن مجھے شراب، زنا، چوری اور جھوٹ بہت پسند ہیں۔ یہ عادتیں ایسی ہیں جو میرے میں بہت زیادہ پائی جاتی ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ آپؐ ان چیزوں کو حرام قرار دیتے ہیں۔ اب میں ایمان تو لے آیا ہوں، لانا چاہتا ہوں لیکن آپؐ کہتے ہیں یہ چیزیں حرام ہیں اور مجھ میں یہ بہت زیادہ ہیں اور مجھے پوری طاقت نہیں کہ ان سب کو چھوڑوں۔ اگر آپؐ صرف ایک پر قناعت کریں ایک بات مجھے بتا دیں کہ جس کو میں چھوڑوں تو میں آپؐ پر ایمان لے آؤں گا۔ آپؐ نے فرمایا پھر ٹھیک ہے پھر جھوٹ چھوڑ دو۔ اس نے یہ قول کر لیا اور مسلمان ہو گیا۔ پھر جب وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے نکلا تو اس کو شراب پیش کی گئی۔ اس نے کہا کہ اگر میں پیتا ہوں اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے پوچھیں اور مَیں جھوٹ بولوں تو میں بدعہدی کا مرتکب ہوں گا اور اگر سچ کہوں تو مجھ پر حد لگائی جائے گی۔ اس پر اس نے اسے چھوڑ دیا۔ پھر زنا پیش کیا گیا۔ پھر سب کچھ اس کے ذہن میں آیا اس نے اسے بھی ترک کر دیا اور اسی طرح چوری کو بھی۔ پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا:

جو آپؐ نے کیا وہ کیا ہی عمدہ تھا۔ جب آپؐ نے مجھے جھوٹ سے روکا تو باقی تمام گناہوں کے دروازے میرے لیے بند ہو گئے اور اس طرح اس نے ہر برائی سے توبہ کر لی۔

(التفسیر الکبیر امام رازی جزء 16 صفحہ 227 تفسیر سورة التوبة زیر آیت 119۔ دار الفکر بیروت 1981ء)

حضرت ابوبکرؓ کے قبول اسلام کے بارے میں لکھا ہے۔ امّ المومنین حضرت ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گہرے اور مخلص دوست تھے۔ جب آپؐ مبعوث ہوئے تو قریش کے لوگ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے اور کہا کہ اے ابوبکر! تمہارا یہ ساتھی دیوانہ ہو گیا ہے۔ نعوذ باللہ۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ ان کا کیا معاملہ ہے؟ تو لوگوں نے کہا کہ وہ مسجد حرام میں لوگوں کو توحید یعنی خدائے واحد کی طرف بلاتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ وہ نبی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا یہ بات انہوں نے کہی ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ہاں! اور وہ یہ بات مسجد حرام میں کہہ رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف گئے اور آپؐ کے دروازے پر دستک دی۔ آپؐ کو باہر بلایا۔ جب آپؐ ان کے سامنے آئے تو حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ اے ابوالقاسم! مجھے آپ کے متعلق کیا بات پہنچی ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر! تمہیں میرے متعلق کیا بات پہنچی ہے؟ حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ اللہ کی توحید کی طرف بلاتے ہیں اور آپ کہتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اے ابوبکر! یقیناً میرے ربّ عزّ وجلّ نے مجھے بشیر اور نذیر بنایا ہے اور مجھے ابراہیم کی دعا بنایا ہے اور مجھے تمام انسانوں کی طرف مبعوث کیا ہے۔

حضرت ابوبکرؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: اللہ کی قسم! میں نے کبھی آپ کو جھوٹ بولتے ہوئے نہیں دیکھا۔ آپؐ یقیناً اپنی امانت کی عظمت، صلہ رحمی اور اچھے افعال کی وجہ سے نبوت کے زیادہ حقدار ہیں۔ اپنا ہاتھ بڑھائیں تاکہ میں آپؐ کی بیعت کروں۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور حضرت ابوبکرؓ نے آپؐ کی بیعت کی اور آپؐ کی تصدیق کی اور اقرار کیا کہ آپؐ جو لے کر آئے ہیں وہ حق ہے۔ پس اللہ کی قَسم! جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کو اسلام کی طرف بلایا تو حضرت ابوبکرؓ نے کوئی توقّف اور تردّد نہیں کیا۔

(ریاض النضرة مترجم جلد 1 صفحہ 154 تا 156، چشتی کتب خانہ لاہور 2017ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام اس بارے میں فرماتے ہیں: ”جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہارِ نبوت فرمایا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ شام کی طرف گئے ہوئے تھے جب واپس آئے تو ابھی راستہ ہی میں تھے کہ ایک شخص ان سے ملا۔ اس سے مکہ کے حالات پوچھے اور کہا کہ کوئی تازہ خبر سناؤ۔ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب انسان سفر سے واپس آتا ہے تو اگر کوئی اہل وطن مل جاوے تو اس سے وطن کے حالات پوچھتا ہے۔ اس نے کہا کہ نئی بات یہ ہے کہ تیرے دوست محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پیغمبری کا دعویٰ کیا ہے۔ آپ نے سنتے ہی کہا اگر اس نے یہ دعویٰ کیا ہے تو بیشک وہ سچا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ پر کس قدر حسن ظن تھا۔“ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت ابوبکرؓ کو کتنا حسن ظن تھا۔ ”معجزے کی بھی ضرورت نہیں سمجھی اور حقیقت یہ ہے کہ معجزہ وہ شخص مانگتا ہے جو حالات سے واقف نہ ہو اور جہاں غیریت ہو اور وہ تسلّی پانے کے لیے کہتا ہو لیکن جس کو انکار ہی نہیں ہے اس کو معجزہ کی کیا ضرورت؟ غرض حضرت ابوبکر صدیق راستہ ہی میں سن کر ایمان لے آئے اور جب مکہ پہنچے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کیا کہ کیا آپ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں درست ہے۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیق نے کہا کہ آپ گواہ رہیں میں آپ کا پہلا مصدّق ہوں۔“

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 337، ایڈیشن 2022ء)

پھر ایک دوسری جگہ آپؑ نے اس رنگ میں بیان فرمایا کہ اس بات کو سمجھنا سعادت ہے جس نے اوّل زمانہ میں نہیں پایا اس کی کوئی قابلیت اور خوبی نہیں۔ جو شروع میں پیغام سن کے بیعت کر لے، قبول کر لے، وہی قابل انسان ہے۔ وہی حقیقت میں اس کی سعید فطرت ہے۔ جو حیل و حجت کرتا ہے اس کی تو کوئی قابلیت نہیں ہے۔ کوئی خوبی نہیں ہے۔ لیکن جب خدا نے کھول دیا اس وقت تو پتھر اور درخت بھی بولتے ہیں۔ یعنی جب سارا کچھ واضح ہو جائے، ہر چیز واضح ہو جائے۔ نشانات ظاہر ہونے لگ جائیں۔ پھر اگر قبول کر لیا تو پھر تو ہر چیز ہی قبول کرتی ہے۔ زیادہ قابل قدر وہ شخص ہے جو اوّل قبول کرتا ہے جیسے حضرت ابوبکرؓ نے قبول کیا۔ آپؓ نے کوئی معجزہ نہیں مانگا اور آپؐ کے منہ سے ابھی نہیں سنا تھا کہ ایمان لے آئے۔ یعنی کوئی دعویٰ بھی نہیں سنا تھا کہ ایمان لے آئے۔ لکھا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ اپنی تجارت پر گئے ہوئے تھے۔ یہ سارا واقعہ آپؑ نے بیان کیا کہ راستہ میں شخص ملا۔ اس سے پوچھا، تازہ خبر پوچھی تو اس نے بتایا کہ آپ کے دوست نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے سن کے یہ کہا کہ اگر نبوت کا دعویٰ کیا ہے تو وہ سچا ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں اب غور سے دیکھو کہ حضرت ابوبکرؓ نے اس وقت کوئی نشان یا معجزہ نہیں مانگا بلکہ سنتے ہی ایمان لے آئے اور دعویٰ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے بھی نہیں سنا بلکہ ایک اَور شخص کی زبانی سنا اور فوراً تسلیم کر لیا۔ یہ کیسا زبردست ایمان ہے۔ روایت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے سن کر۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے سن کر اس میں جھوٹ کا احتمال نہیں سمجھا۔ یہ روایت سنی کہ آپؐ نے دعویٰ کیا ہے تو اس پر ایمان لے آئے کیونکہ پتہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جھوٹ نہیں بول سکتے۔ دیکھو! حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوئی نشان نہیں مانگا۔ یہی وجہ تھی کہ آپؓ کا نام صدیق ہوا۔ سچائی سے بھرا ہوا۔ صرف منہ دیکھ کر ہی پہچان لیا کہ یہ جھوٹا نہیں ہے۔ پس صادقوں کی شناخت اور ان کو تسلیم کرنا کچھ مشکل امر تو نہیں ہوتا۔

ارشاد باری تعالیٰ

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ (سورة الانفال: 29)

ترجمہ: اور جان لو کہ تمہارے اموال اور تمہاری اولاد محض ایک آزمائش ہیں اور یہ (بھی) کہ اللہ کے پاس ایک بہت بڑا اجر ہے

طالب دعا: SUJAUDDIN SK صاحب مرحوم، شیخ شمس الدین صاحب مرحوم (KHARAGPUR صوبہ بنگال)

ارشاد باری تعالیٰ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ (الانفال: 30) ترجمہ: اَے لوگو جو ایمان لائے ہو! اگر تم اللہ سے ڈرو تو وہ تمہارے لئے ایک امتیازی نشان بنا دیگا اور تم سے تمہاری بُرائیاں دُور کر دیگا اور تمہیں بخش دیگا اور اللہ فضل عظیم کا مالک ہے۔

طالب دعا: سید بشیر الدین محمود احمد افضل مع فیملی و افراد خاندان (جماعت احمدیہ شموگہ، صوبہ کرناٹک)

ان کے نشانات ظاہر ہوتے ہیں۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 4 صفحہ 122-123، ایڈیشن 2022ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ اس بارے میں ایک جگہ بیان فرماتے ہیں کہ میں خدیجہؓ کی شہادت سے چشم پوشی نہیں کر سکتا جو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابتدائی دعویٰ نبوت میں دی ہے۔ حضور علیہ السلام نے جب ندائے الٰہی سنی اور دیکھا کہ تمام دنیا اس وعظ کی مخالفت کرے گی جب آپؐ نے فرمایا: خدیجہ! مجھے اپنی جان پر خوف بن گیا تو وہ کہتی ہیں کہ خوش ہو۔ پس خدا کی قَسم! کبھی تجھے اللہ ذلیل نہیں کرے گا۔

حضرت خدیجہؓ نے کہا: لوگ جو مرضی کہتے رہیں آپؐ خوش ہو جائیں۔ اگر یہ بات ہے تو اللہ آپ کو ذلیل نہیں کرے گا کیونکہ آپؐ تو ہمیشہ صلہ رحمی کرتے ہیں اور سچ بولتے ہیں اور دکھ والے کا دکھ برداشت کرتے ہیں اور مفلس کو دیتے ہیں اور مہمان نوازی کرتے ہیں اور بھلے کاموں میں وقتاً فوقتاً مدد کرتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں

غور کرو پچپن سالہ بی بی آپؐ کی ہم شہر، ہم قوم جو پندرہ سال سے آپؐ کے بیاہ میں ہے کیا گواہی دیتی ہے۔ خدیجہؓ کی گواہی ایسے وقت میں جبکہ آپؐ غمگین اور مضطرب تھے غور کے قابل ہے۔ اگر آپؐ میں یہ صفات نہ ہوتے تو خدیجہؓ کا یہ بیان اس وقت ہرگز تسلّی کا موجب نہ ہوتا۔

(ماخوذ از ارشادات نور جلد 2 صفحہ 330-331 وحاشیہ)

شعب ابی طالب میں محصوری کی حالت میں جب تیسرا سال ہونے کو آیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر اپنے چچا ابو طالب کو اطلاع دی کہ بنو ہاشم سے بائیکاٹ کا جو معاہدہ خانہ کعبہ میں لٹکایا گیا تھا اس کی ساری عبارت کو اللہ کے ذکر کے سوا دیمک کھا گئی ہے۔

ابو طالب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول پر ایسا یقین تھا کہ انہوں نے پہلے اپنے بھائیوں سے آپؐ کی اس بات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ خدا کی قسم! محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے آج تک کبھی جھوٹ نہیں بولا۔

چنانچہ وہ ان کے ساتھ سرداران قریش کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ میرے بھتیجے نے مجھے یہ بتایا ہے اور اس نے مجھ سے کبھی جھوٹ نہیں بولا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے معاہدے پر دیمک کو مسلط کر دیا ہے اور وہ اس میں سے سوائے اللہ کے ذکر کے سب کچھ کھا گئی ہے۔ اگر میرا بھتیجا سچا نکلا تو تمہیں اپنے بائیکاٹ کے فیصلے سے ہٹنا ہوگا اور اگر وہ جھوٹا ثابت ہوا تو میں اسے تمہارے حوالے کر دوں گا۔ چاہو تو اسے قتل کرو اور چاہو تو زندہ رکھو۔ انہوں نے کہا بالکل یہ انصاف کی بات ہے۔ پھر جب معاہدے کو دیکھا گیا تو وہ ایسا ہی تھا جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ چنانچہ قریش اپنی قوم کے سامنے شرمندہ ہو گئے۔

(الوفاء باحوال المصطفیٰ جلد 1 صفحہ 315-316 المؤسسة السعيدية، رياض)

قریش نے ایک دفعہ اپنے ایک سردار عتبہ کو نمائندہ بنا کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھجوایا۔ اس نے کہا کہ آپ ہمارے معبودوں کو کیوں بُرا بھلا کہتے ہیں اور ہمارے آباء کو کیوں گمراہ قرار دیتے ہیں؟ آپ کی جو بھی خواہش ہے ہم پوری کرتے ہیں۔ آپ ان باتوں سے باز آ جائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تحمل اور خاموشی سے ان کی باتیں سنتے رہے۔ جب وہ سب کہہ چکا تو آپؐ نے سورۃ **حٰم فصلت** کی چند آیات تلاوت کیں اور جب آپؐ اس آیت پر پہنچے کہ ''مَیں تمہیں عاد اور ثمود جیسے عذاب سے ڈراتا ہوں'' تو عتبہ نے آپؐ کو روک دیا کہ اب بس کریں اور عتبہ اٹھ کر اپنے ساتھیوں کے پاس آ گیا۔ اس نے قریش کو جا کر کہا کہ میں جانتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جب کوئی بات کہتا ہے تو وہ ہرگز جھوٹ نہیں کہتا۔ مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں تم پر وہ عذاب نہ آ جائے۔

(السیرۃ الحلبیۃ جلد اوّل صفحہ 428-429 مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 2002ء)

ابو جہل کی گواہی بھی ملتی ہے۔ حضرت علیؓ نے بیان فرمایا کہ ابو جہل نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: ہم آپ کو نہیں جھٹلاتے بلکہ اسے جھٹلاتے ہیں جو آپ لے کر آئے ہیں۔ یعنی آپؐ کے دین کو جھٹلاتے ہیں۔

(جامع الترمذی کتاب تفسیر القرآن باب ومن سورۃ الانعام حدیث 3064)

ایک روایت میں ہے۔ اَخْنَسْ بن شَرِیْق بدر کے دن ابو جہل سے ملا۔ اس نے کہا اے ابو الحکم! یہاں میرے اور تمہارے سوا کوئی نہیں ہے جو ہماری بات سن رہا ہو۔ مجھے محمد کے بارے میں سچ سچ بتاؤ کیا وہ سچے ہیں یا جھوٹے؟ ابو جہل نے جواب دیا: اللہ کی قَسم! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یقیناً سچے ہیں اور محمد نے کبھی بھی جھوٹ نہیں بولا۔

(شرح الشفا جلد 1 صفحہ 303-304 دار الکتب العلمیۃ 2001ء)

ارشاد باری تعالیٰ

هُوَالَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ (سورۃ یونس، آیت 68) ترجمہ: وہی ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی تا کہ تم اس میں تسکین پاؤ اور دن کو روشن کرنے والا بنایا۔ یقیناً اس میں ایسے لوگوں کیلئے بہت سے نشانات ہیں جو (بات) سنتے ہیں۔

طالبِ دعا : سید عارف احمد، والد و والدہ مرحومہ اور فیملی و مرحومین (ننگل باغبانہ، قادیان)

حضرت مصلح موعودؓ ایک جگہ بیان فرماتے ہیں کہ ''کیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں نے اپنے رسول کو نہیں پہچانا کہ وہ اس کا انکار کر رہے ہیں۔ یعنی یہ کتنے تعجب کی بات ہے کہ انہوں نے چالیس سال تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپؐ کے اخلاق اور عادات کا انہوں نے مشاہدہ کیا اور انہوں نے اپنی عینی شہادات سے اس امر کو تسلیم کیا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت راستباز انسان ہیں۔ مگر جب اس راستباز انسان نے یہ کہا کہ مَیں خدا کی طرف سے تمہاری ہدایت کے لیے مبعوث کیا گیا ہوں تو اس کی مخالفت کے لیے کھڑے ہو گئے۔ اگر کوئی غیر شخص یہ بات کہتا تو وہ معذور سمجھا جا سکتا تھا اور اس کے متعلق خیال کیا جا سکتا تھا کہ چونکہ اس نے محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا اس لیے وہ آپ کی طرف یہ بات منسوب کر رہا ہے کہ آپ نے خدا تعالیٰ پر افترا کیا ہے لیکن مکہ کے رہنے والے جن کے سامنے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی ایک کھلی کتاب کی طرح تھی آپ کو کس طرح مفتری قرار دینے لگ گئے......'' یہ کس طرح ممکن تھا کہ آپؐ کو جھوٹا کہتے حالانکہ دل میں مانتے تھے کہ آپؐ سچے ہیں۔ ''ابو جہل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کتنا شدید دشمن تھا۔'' ابھی پہلے بھی ایک گواہی ملی ہے۔ ''مگر اس نے بھی ایک موقعہ پر کہہ دیا'' جو حضرت مصلح موعودؓ نے بیان کیا ہے'' کہ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہم تجھ کو تو جھوٹا نہیں کہتے۔ ہم تو اس تعلیم کی تکذیب کرتے ہیں جسے تُو پیش کر رہا ہے۔ گویا ابو جہل جیسا معاند اور سیاہ باطن انسان کا دل بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھوٹا کہنے کے لیے تیار نہیں تھا۔ گویا جھوٹا کہتے ہوئے اس کی ضمیر بھی اسے ملامت کرتی تھی اور اس کا دل بھی دھڑکنے لگتا تھا کہ میں کیسی قبیح حرکت کر رہا ہوں مگر اس نے بہانہ یہ بنایا کہ میں تو محمد رسول اللہ'' صلی اللہ علیہ وسلم'' کی تعلیم کو جھٹلا رہا ہوں۔ آپ کو تو جھوٹا نہیں کہہ رہا۔ یہ ''عذر گناہ بدتر از گناہ'' والی بات ہے

مگر بہرحال اس سے اُس اثر کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے جو شدید ترین معاندین کے دلوں پر بھی آپؐ کی صداقت اور راستبازی کی وجہ سے قائم ہو چکا تھا۔

اُمَیّہ ابنِ خَلَف بھی آپؐ کا ایک شدید معاند تھا مگر ایک موقعہ پر اس کی زبان سے بھی یہ الفاظ نکل گئے کہ خدا کی قسم! جب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بات کرتا ہے تو سچی ہی کرتا ہے جھوٹ نہیں بولتا۔

کہتے ہیں ''جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے۔'' محمدؐ کا یہ کتنا بڑا جادو ہے کہ آپؐ کے اپنے دشمنوں سے بھی اپنی صداقت اور راستبازی تسلیم کروالی۔''

(تفسیر کبیر جلد 8 صفحہ 363-364، ایڈیشن 2023)

حضرت عبداللہ بن سلام نے بیان کیا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو لوگ تیزی سے آپؐ کی طرف گئے اور لوگ کہنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے ہیں۔ تین دفعہ یہ کہا گیا۔ کہتے ہیں مَیں بھی لوگوں میں ہو کر آیا تا کہ دیکھوں۔

جب میں نے آپؐ کا چہرہ اچھی طرح دیکھا تو مَیں نے پہچان لیا کہ آپؐ کا چہرہ جھوٹے کا چہرہ نہیں۔ اور پہلی بات جو آپؐ نے بیان فرمائی اور مَیں نے سنا آپؐ نے فرمایا: اے لوگو! سلام کو رواج دو۔ کھانا کھلاؤ اور رحمی رشتہ داروں سے حسن سلوک کرو اور رات کے وقت نماز پڑھو جب لوگ سو رہے ہوں تو تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الأطعمة باب اطعام الطعام، حدیث 3251)

مدینہ کے یہودی بھی گواہی دینے لگے۔ ان کی بھی گواہی ملتی ہے۔

مسلمانوں اور یہودی قبیلہ بنو قریظہ کے درمیان باہمی تعاون کا معاہدہ تھا۔ جنگِ احزاب کے دوران بنو نضیر کا سردار حُیَیّ بن اَخْطَب بنو قریظہ کے ساتھ سردار کعبِ بن اسد قرظی کے پاس گیا اور اسے مسلمانوں سے معاہدہ توڑنے اور قریش کی مدد کرنے پر آمادہ کرنے کی کوشش کی تا کہ مسلمانوں کو شکست سے دوچار کیا جائے۔ اس موقع پر کعب بن اسد جو بنو قریظہ کا سردار اور مسلمانوں کا دشمن تھا کہہ اٹھا:

مَیں نے محمد سے معاہدہ کیا ہوا ہے اور میں ہرگز اس معاہدے کو توڑنے والا نہیں ہوں اور میں نے آپ سے وفاداری اور صدق کے سوا کچھ نہیں دیکھا۔

(البدایۃ والنہایۃ جلد 6 صفحہ 35-36 مطبوعہ دار هجر للطباعة والنشر 1997ء)

اسی طرح ایک روایت ہے۔ عُبَید بن عُمَیر بیان کرتے ہیں انہوں نے ایک شخص کو حضرت ابن عمرؓ سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا کہ میں مزاح ضرور کرتا ہوں مگر اس میں بھی صرف سچی بات کرتا ہوں۔ انہوں نے جواب دیا۔ ہاں۔

(المعجم الکبیر للطبرانی جلد 12 صفحہ 391، حدیث: 13443، مکتبہ ابن تیمیہ)

بَہْز بن حکیم اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ہلاکت ہے اس شخص پر جو بات کرتا ہے اور جھوٹ بولتا ہے تا کہ اس کی وجہ سے لوگ ہنس پڑیں۔ اس کے لیے ہلاکت ہے۔ اس کے لیے ہلاکت ہے۔

پس ہلکے سے بھی جھوٹ سے آپؐ نے سختی سے منع فرمایا ہے اور بڑی تنبیہ فرمائی۔

(سنن ابوداؤد، کتاب الادب باب التشديد في الكذب، حدیث: 4990)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ روایت کرتے ہیں کہ میں جو بات بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتا اسے لکھ لیتا۔ مَیں اسے یاد رکھنا چاہتا تھا۔ پھر مجھے قریش نے روک دیا اور کہا کہ کیا تم ہر چیز لکھ لیتے ہو جو تم سنتے ہو حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بشر ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غصہ میں بھی کلام فرماتے ہیں اور خوشی میں بھی۔ چنانچہ مَیں تحریر کرنے سے رک گیا۔ پھر میں نے اس بات کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپؐ نے اپنی انگلی سے اپنے منہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا تم لکھا کرو۔ پس اپنے منہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس سے حق اور سچ کے سوا اَور کچھ نہیں نکلتا۔

(سنن ابوداؤد، کتاب العلم باب کتابة العلم، حدیث:3646)

سچائی اور حق ہی اس منہ سے نکلے گا۔ اس لیے بے شک لکھا کرو۔ بڑی باریکی سے آپؐ جھوٹ کے خلاف نصیحت کیا کرتے تھے۔

پہلے بھی ذکر آیا ہے۔ ایک روایت میں آتا ہے حضرت عبداللہ بن عامرؓ نے بیان کیا کہ ایک روز مجھے میری والدہ نے بلایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت ہمارے گھر میں تشریف فرما تھے۔ میری والدہ نے کہا ادھر آؤ میں تمہیں کچھ چیز دوں گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: تم نے اسے کیا چیز دینے کا ارادہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ مَیں اسے کھجور دوں گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: گر تم اسے کوئی چیز نہ دیتی تو تم پر ایک جھوٹ لکھا جاتا۔ یہ باریکی ہے۔

(سنن ابوداؤد، کتاب الادب باب التشدید فی الکذب، حدیث:4991)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

”رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذاتی مقام تو سچ کے متعلق اتنا بالا تھا کہ آپ کی قوم نے آپؐ کا نام ہی صدیق رکھ دیا تھا۔ آپؐ اپنی جماعت کو بھی سچ پر قائم رہنے کی ہمیشہ نصیحت فرماتے تھے۔“

اپنا مقام تو تھا لیکن جماعت کو بھی سچائی پر قائم رہنے کی نصیحت فرماتے تھے

”اور ایسے اعلیٰ درجہ کے سچ کے مقام پر کھڑا کرنے کی کوشش فرماتے تھے جو ہر قسم کے جھوٹ کے شائبوں سے پاک ہو۔

آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ سچ ہی نیکی کی طرف توجہ دلاتا ہے اور نیکی ہی انسان کو جنت دلاتی ہے اور سچ کا اصل مقام یہ ہے کہ انسان سچ بولتا چلا جائے یہاں تک کہ خدا کے حضور بھی وہ سچا سمجھا جائے۔

ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص قید ہو کر آیا جو بہت سے مسلمانوں کے قتل کا موجب ہو چکا تھا۔ حضرت عمرؓ سمجھتے تھے کہ یہ شخص واجب القتل ہے اور وہ بار بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ کی طرف دیکھتے تھے کہ اگر آپؐ اشارہ کریں تو اسے قتل کر دیں۔ جب وہ شخص اٹھ کر چلا گیا تو حضرت عمرؓ نے کہا۔ یا رسول اللہ!“ صلی اللہ علیہ وسلم ”یہ شخص تو واجب القتل تھا۔ آپؐ نے فرمایا۔ واجب القتل تھا تو تم نے اسے قتل کیوں نہ کیا؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہؐ! آپ اگر آنکھ سے اشارہ کر دیتے تو میں ایسا کر دیتا۔ آپؐ نے فرمایا نبی دھوکے باز نہیں ہوتا۔ یہ کس طرح ہو سکتا تھا کہ میں منہ سے تو اس سے پیار کی باتیں کر رہا ہوتا اور آنکھ سے اسے قتل کرنے کا اشارہ کرتا۔“ (دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد20 صفحہ 418)

یہ نہیں ہو سکتا۔ یہ تو ویسے ہی دھوکہ ہے اور میرے سے یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ پس جہاں آپؐ نے سچائی اور صاف گوئی کے معیار قائم فرمائے کہ دشمن بھی اعتراف کیے بغیر نہ رہ سکے، وہاں آپ نے اپنے ماننے والوں کو بھی سچائی کے اعلیٰ معیار کو حاصل کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔

پس آج ہر احمدی کا کام ہے کہ ہم اپنے جائزے لے لیں کہ ہمارے سچائی کے معیار کیا ہیں اور جو کمزوریاں ہیں انہیں ہم نے دور کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

نماز کے بعد ایک جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا جو شاہدہ احمد صاحبہ کا ہے۔ یہ مرزا نسیم احمد صاحب (مرحوم) کی اہلیہ تھیں۔ گذشتہ دنوں اکانوے (91) سال کی عمر میں فوت ہوئی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نواسی، حضرت نواب عبداللہ خان صاحبؓ اور حضرت صاحبزادی امۃ الحفیظ بیگم صاحبہؓ کی بیٹی تھیں۔ ان کے چار بیٹے تھے۔

ان کے بڑے بیٹے نعمان نے لکھا ہے کہ ہر کوئی کہہ رہا ہے کہ مجھ سے یہ بہت پیار کرتی تھیں۔ بڑا اچھا حسن سلوک تھا ان کا لوگوں کے ساتھ۔ پھر گھر کی بات کے بارے میں کہتے ہیں کہ ہر وقت گھر میں لوگ ہوں یہ ان کی خواہش ہوتی تھی اور مہمان نوازی کا بڑا شوق تھا بلکہ ان کو افسوس تھا کہ مجھے توفیق ہو تو میں گھر اَور بڑا کر لوں تا کہ گھروں میں مہمان آتے رہیں اور ان کے لیے کمرے میسر آ جائیں۔

اسی طرح ان کے چھوٹے بیٹے رضوان نے لکھا ہے کہ وہ بڑی خوبیوں کی مالک تھیں۔ امیر، غریب، چھوٹے، بڑے لوگوں کے اب ان کی وفات پہ پیغام آ رہے ہیں کہ کس طرح انہوں نے سب سے اپنا پیار بانٹا اور ذاتی تعلق قائم کیا اور ان کی بے ساختہ طبیعت تھی۔ محبت کرنے والی تھیں اور سب کے دلوں میں گھر کر جاتی تھیں۔ خاص طور پر جو لوگ کسی بھی وجہ سے کسی پریشانی یا مصیبت میں ہوتے تھے ان کا وہ خاص طور پر خیال رکھتی تھیں۔ کمزور کے ساتھ وہ ہمیشہ کھڑی رہیں۔ کہتے ہیں ہمیں بھی، بچوں کو بھی تلقین کرتی تھیں کہ کمزور کا ہمیشہ ساتھ دو۔ قوّتِ ارادی اور ہمت بہت تھی۔

یہ تو مَیں نے بھی دیکھا ہے ماشاء اللہ۔ بڑی باہمت اور قوّتِ ارادی والی تھیں۔

ان کی ہمشیرہ فوزیہ شمیم صاحبہ جو لاہور میں صدر لجنہ بھی رہی ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ اگر چند الفاظ میں بیان کروں تو کہوں گی کہ قربانی، صبر، ہمت اور محبت کا مرقع تھیں۔

ان کی بہو امۃ الوکیل کہتی ہیں کہ ان کا مہمان نوازی کا وصف بہت نمایاں تھا۔ یہ تو سارے بچوں نے بھی لکھا ہے اَور لوگوں نے بھی مجھے لکھا ہے کہ مہمان نوازی کا طریق بالکل تکلّف سے عاری ہوتا تھا۔ آخری عمر میں یہ گر گئی تھیں۔ ان کے کولہے میں چوٹ بھی لگ گئی تھی۔ وہیل چیئر پہ چلی گئی تھیں لیکن نہایت صبر اور شکر سے بیماری کو بھی گزارا اور کبھی ہلکا سا بھی شکوہ نہیں کیا۔ کہتی ہیں بڑی ہمت والی مریضہ تھیں اور کبھی ہمیں تنگ نہیں کیا۔

ان کی پوتی خدیجہ ہیں وہ کہتی ہیں وہی مہمان نوازی کا تعلق تو انہوں نے لکھا ہی ہے۔ لیکن یہ کہ پیار کرنے والی، شفقت کرنے والی خاتون تھیں اور گذشتہ چند سالوں سے تو قرآن کریم کا دور دو تین دفعہ مہینے میں ختم کرتی تھیں۔ غریبوں کی بڑی ہمدرد تھیں اور کہتی ہیں ہمیں بھی نصیحت کیا کرتی تھیں کہ غریبوں کے لیے دعا کیا کرو۔

ان کی بھانجی کی بیٹی عزیزہ Neha ہے۔ یہاں رہتی ہیں۔ کہتی ہیں ہر حال میں مثبت سوچ رکھتی تھیں۔ زندگی کے ہر لمحے کی قدر کرتی تھیں اور گھر میں کام کرنے والے ملازمین کا بھی بہت خیال رکھتی تھیں جیسا کہ وہ اپنے ہوں۔ بہرحال یہ میں نے بھی دیکھا ہے اور یہ بھی مثبت سوچ رکھنے والی بات ہے کہ عموماً اس بات سے بچ کے رہتی تھیں کہ کسی کے متعلق کوئی منفی بات کریں یا جذبات کو تکلیف پہنچانے والی بات کریں۔ لوگوں کے جذبات کا بہت خیال رکھا کرتی تھیں۔

کہتی ہیں کہ ایک بار ان کی ایک ملازمہ شادی کی وجہ سے گھر سے رخصت ہو رہی تھیں تو افسردہ ہوئیں جس طرح اپنی بیٹیوں کے رخصت ہونے پر لوگ افسردہ ہوتے ہیں کہ اب گھر بے رونق ہو جائے گا۔

بعض دفعہ لوگوں کی ایسی نیکیاں ہوتی ہیں جو عموماً چھپی رہتی ہیں لیکن جن سے کی ہوئی ہوں بعد میں ان سے پتہ چلتا ہے۔ یہ بھی ایسے ہی لوگوں میں سے تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

(مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل ۸ر مئی ۲۰۲۶ء، صفحہ ۲ تا ۸)

* * *

ارشادنبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ابوقتادہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بعض اوقات مَیں نماز پڑھانے کیلئے کھڑا ہوتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ لمبی نماز پڑھاؤں لیکن جب میں کسی بچّے کا رونا سنتا ہوں تو اپنی نماز مختصر کر دیتا ہوں اس ڈر سے کہ کہیں اس کی ماں کو گھبراہٹ نہ ہو۔ (بخاری کتاب الصّلوٰۃ باب اخف الصلوٰۃ عند بکاء الصّبیّ)

طالب دُعا: مجلس انصار اللہ کلکتہ (صوبہ بنگال)

ارشادنبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جو لوگ بُرے لوگوں میں رہتے ہیں اور باوجود قدرت کے ان کو برائی سے نہیں روکتے اللہ تعالیٰ اُن کو ان کے مرنے سے پہلے سخت عذاب میں مبتلا کرے گا۔

(ابوداؤد، کتاب الملاحم، باب الامر والنہی)

طالب دُعا: خورشید احمد گنائی صاحب و اہل خانہ (امیر جماعت احمدیہ رشی نگر، صوبہ جموں کشمیر)

ارشادنبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص تم میں سے امام الصلوٰۃ سے پہلے سر اُٹھا لیتا ہے وہ اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کے سر کی طرح بنا دے۔

(مسلم کتاب الصلوٰۃ باب النھی عن سبق الامام برکوع)

طالب دعا: سید وسیم احمد و افراد خاندان (جماعت احمدیہ سورو ضلع بالاسور، صوبہ اڈیشہ)

ارشادنبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت علی بن ابی طالبؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ دل سے خدا کی شناخت ہو، زبان سے اس کا اقرار ہو اور اس کے احکام پر عمل ہو۔

(ابن ماجہ باب فی الایمان)

طالب دعا: شیخ صادق علی و افراد خاندان (جماعت احمدیہ تالبرکوٹ، صوبہ اڈیشہ)

خطبہ جمعہ

- انسان کے جھوٹے ہونے کے لیے یہی علامت کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات لوگوں میں بیان کرتا پھرے (حدیث نبوی ﷺ)
- ”اس سے بڑھ کر اَور کیا بدقسمتی ہوگی جھوٹ پر اپنی زندگی کا مدار سمجھتے ہیں۔ مگر مَیں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ آخر سچ ہی کامیاب ہوتا ہے بھلائی اور فتح اسی کی ہے۔“ (حضرت مسیح موعودؑ)
- یہ عادت عموماً لوگوں میں ہوتی ہے۔ جماعت میں بھی یہ برائی بعض لوگوں میں بہت زیادہ ہے۔ مجھے بھی بعض لوگ کسی کے بارے میں لکھ دیتے ہیں کہ اس نے یہ کیا اور وہ کیا۔ اور جب تحقیق کرو تو بات غلط نکلتی ہے۔ اور جب لکھنے والے سے پوچھا جائے کہ تمہیں کس نے کہا؟ یہ بات تو غلط ہے تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے سنا تھا اور اس سننے پر ہی وہ دنیا میں شور مچا دیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو غور کرنا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں کو جھوٹا قرار دیا ہے
- بعض لوگ بعض باتیں صرف اپنے زبان کے مزے کے لیے یا لطف اٹھانے کے لیے کرتے ہیں اور بعض دفعہ کسی کو معاشرے میں بدنام کرنے کے لیے بھی باتیں ہو رہی ہوتی ہیں، کسی بھی صورت میں نقصان پہنچانے کے لیے بات کر رہے ہوتے ہیں۔ پس ایسے لوگوں کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ یہ قابل مؤاخذہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی پکڑ کرتا ہے۔ اس کی سزا دیتا ہے۔ پس بہت خوف کا مقام ہے اور بہت استغفار کی ضرورت ہے
- بہت سے کاروباری جھگڑے جھوٹ پر مبنی باتوں کی وجہ سے ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پھر ایسے لوگوں کی باتوں اور کاروباروں میں برکت نہیں ڈالتا۔ دنیا میں تو جو نقصان انہوں نے اٹھانا ہوتا ہے اٹھاتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی گنہگار ٹھہرتے ہیں اور سزا پاتے ہیں
- جب کوئی بندہ جھوٹ بولتا ہے تو فرشتہ اس سے ایک میل دور ہو جاتا ہے اس کی بدبو کی وجہ سے جس کا اس نے ارتکاب کیا ہے (حدیث نبوی ﷺ)
- آج ہم جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حقیقی ایمان لانے کا اعلان کرتے ہیں تو ہمارے ہر قول اور فعل میں سچائی کا اعلیٰ معیار ہونا چاہیے ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ نہیں تو تم مجھ میں سے نہیں ہو۔ پھر میرا تمہارے سے کوئی تعلق نہیں۔ بے شمار نصائح اور ہدایات سچائی کو باریکی سے دیکھتے ہوئے اختیار کرنے کی آپؐ نے تلقین فرمائی۔ اور کوئی شخص حقیقی مسلمان ہو ہی نہیں سکتا جب تک وہ سچائی پر مکمل طور پر کاربند نہ ہو
- آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ سچ بولنے اور امانت و دیانت میں سب سے نمایاں ہونے کی وجہ سے لوگوں میں صادق اور امین مشہور تھے
- ”عرب کی سینکڑوں سال کی تاریخ میں صرف ایک ہی مثال محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملتی ہے کہ آپؐ کو اہل عرب نے امین اور صدیق کا خطاب دیا۔ پس عرب کی سینکڑوں سال کی تاریخ میں قوم کا ایک ہی شخص کو امین اور صدیق کا خطاب دینا بتاتا ہے کہ اس کی امانت اور اس کا صدق دونوں اتنے اعلیٰ درجہ کے تھے کہ ان کی مثال عربوں کے علم میں کسی اَور شخص میں نہیں پائی جاتی تھی۔ عرب اپنی باریک بینی کی وجہ سے دنیا میں ممتاز تھے۔ پس جس چیز کو وہ نادر قرار دیں وہ یقیناً دنیا میں نادر ہی سمجھے جانے کے قابل تھی“ (حضرت مصلح موعودؓ)
- ”میرا نفس خود مجھ پر گواہ ہے اور میری زندگی مجھ پر شاہد ہے۔ اگر تم میں سے ہر شخص اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھے تو اس کا دل اور اس کا دماغ بھی اس امر کی شہادت دے گا کہ صداقت اس میں قائم ہے اور یہ صداقت سے قائم ہے۔ راستی کو اس پر فخر ہے اور اس کو راستی پر فخر ہے۔ یہ اپنی سچائی ثابت کرنے کے لیے دوسری چیزوں کا محتاج نہیں۔ اس کی مثال آفتاب آمد دلیل آفتاب کی سی ہے“ (حضرت مصلح موعودؓ)
- ”غرض نبی کی صداقت کی پہلی اندرونی دلیل اس کا نفس ہوتا ہے جو بزبان حال اس کی سچائی پر گواہ ہوتا ہے اور اس کی گواہی ایسی زبردست ہوتی ہے کہ اس کی موجودگی میں کسی اَور معجزہ یا آیت کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی“ (حضرت مصلح موعودؓ)
- ”ہمارے سیّد و مولا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی صدق و وفا دیکھئے! آپؐ نے ہر ایک قسم کی بدتحریک کا مقابلہ کیا۔ طرح طرح کے مصائب و تکالیف اٹھائے لیکن پروا نہ کی۔ یہی صدق و وفا تھا جس کے باعث اللہ تعالیٰ نے فضل کیا“ (حضرت مسیح موعودؑ)

❁ آنحضرت ﷺ کے خُلق صداقت، سچائی اور راستبازی کے حوالے سے سیرت النبی ﷺ کا ایمان افروز تذکرہ ❁

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 24/ اپریل 2026ء بمطابق 24/ شہادت 1405 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سچائی کے اعلیٰ معیار کے حوالے سے آپؐ کے اسوۂ حسنہ اور مومنوں کو نصیحت اور ہدایت کا ذکر گذشتہ خطبہ میں ہوا تھا۔ اس حوالے سے آج بھی مزید کچھ کہوں گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں سچائی کے کن اعلیٰ معیاروں پر پہنچانا چاہتے ہیں اس بارے میں ایک روایت میں یہ آتا ہے۔ حفص بن عاصم سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انسان کے جھوٹے ہونے کے لیے یہی علامت کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات لوگوں میں بیان کرتا پھرے۔

(صحیح مسلم مقدمہ باب النھی عن الحدیث بکل ما سمع حدیث 05)

اب دیکھیں! یہ عادت عموماً لوگوں میں ہوتی ہے۔ جماعت میں بھی یہ برائی بعض لوگوں میں بہت زیادہ ہے۔ مجھے بھی بعض لوگ کسی کے بارے میں لکھ دیتے ہیں کہ اس نے یہ کیا اور وہ کیا۔ اور جب تحقیق کرو تو بات غلط نکلتی ہے۔ اور جب لکھنے والے سے پوچھا جائے کہ تمہیں کس نے کہا؟ یہ بات تو غلط ہے تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے سنا تھا اور اس سننے پر ہی وہ دنیا میں شور مچا دیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو غور کرنا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں کو جھوٹا قرار دیا ہے۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کو جھوٹ سے بڑھ کر کوئی خصلت زیادہ ناپسند نہ تھی۔ اگر کوئی شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جھوٹ بول دیتا تو وہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں رہتی۔ آپؐ کو پتہ ہوتا کہ جھوٹ بولا ہے اور آپ کو اس کا بڑا درد ہوتا اور اس کو محسوس کرتے اور دل میں بھی رکھتے تھے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہو جاتا کہ اس نے اس سے توبہ کر لی ہے، اصلاح کر لی ہے اور جھوٹ بولنے سے اس نے مکمل طور پر اجتناب شروع کر دیا ہے۔

(مسند الامام احمد بن حنبل جلد 8 صفحہ 280 حدیث 25698 مکتبہ عالم الکتب)

ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت اسماءؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کیا: میری ایک سَوت ہے۔ یعنی دوسری بیوی ہے میرے خاوند کی تو کیا مجھ پر کوئی گناہ ہے کہ میں اپنے خاوند کے مال سے خوب سیر ہونے کا اظہار کروں۔ مَیں اس کے سامنے یہ اظہار کروں کہ مجھے تو خاوند بڑا دیتا ہے۔ یہ دیتا ہے وہ دیتا ہے جو اس نے مجھے نہیں دیا ہوتا۔ صرف اس کو چڑانا چاہتی ہوں، اس کو تنگ کرنا چاہتی ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اس چیز سے جو اس کو نہیں دی گئی سیر ہونے کا اظہار کرتا ہے وہ ایسا ہے جیسے جھوٹ کے دو کپڑے پہننے والا کیونکہ اس کو جذباتی تکلیف پہنچانے اور چڑانے کے لیے اس نے بات کی تھی۔ بہرحال آپؐ نے فرمایا یہ بالکل غلط بات ہے۔

(صحیح مسلم کتاب اللباس و الزینة باب النھی عن التزویر ......مترجم جلد 11 صفحہ 233 حدیث 3959 شائع کردہ نور فاؤنڈیشن)

اس کی شرح میں لکھا ہے کہ کپڑے کا لفظ یہاں بطور مثال استعمال ہوا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ شخص جھوٹ اور فریب سے کام لینے والا ہے۔ اس نے جھوٹ کے دو کپڑے پہن رکھے ہیں۔ ایک کو اوڑھا ہوا ہے اور دوسرے کو تہ بند بنایا ہوا ہے۔ یعنی نیچے باندھا ہوا ہے۔ یعنی سر سے پاؤں تک وہ جھوٹا ہے۔

(عمدة القاری جلد 20 صفحہ 289-290 مکتبہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، فتح الباری جلد 9 صفحہ 228-229 مکتبہ دار الریان للتراث)

پس بڑی باریکی سے آپؐ نے جھوٹ سے بچنے کی اپنے ماننے والوں کو تلقین فرمائی۔

ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چار خصلتیں جس میں ہوں وہ پورا منافق ہوتا ہے اور جس میں ان خصلتوں میں سے ایک ہی خصلت ہو اس میں نفاق کی بھی ایک خصلت ہوگی جب تک وہ اسے نہ چھوڑ دے۔ اگر اس کے پاس امانت رکھی جائے تو وہ خیانت کرتا ہے۔ اور جب وہ بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے۔ اور جب عہد کرتا ہے تو عہد شکنی کرتا ہے۔ اور جب جھگڑتا ہے تو گالی بکتا ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الایمان باب علامة المنافق مترجم جلد 1 صفحہ 80-81 حدیث 34 شائع کردہ نظارت اشاعت)

یہ ساری باتیں ایسی ہیں جو کسی نہ کسی طرح براہ راست یا بالواسطہ جھوٹ کی طرف لے کے جانے والی باتیں ہیں یا ان سے جھوٹ کا اظہار ہوتا ہے۔ پس یہ اخلاقی کمزوریاں نفاق کی علامت ہیں۔ اب اس کو سامنے رکھ کر ہمیں اپنا جائزہ لینا چاہیے کہ کس حد تک ہم میں یہ کمزوریاں ہیں کیونکہ یہ چیزیں تو پھر نفاق کی طرف لے جانے والی ہیں اور منافق کہلانے کو انسان کبھی پسند نہیں کرتا۔

پھر غلط باتیں پھیلانے والوں کے بارے میں آپؐ نے بہت انذار فرمایا۔

ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت سمرہ بن جندبؓ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہؓ سے اکثر یہ بھی پوچھا کرتے تھے کہ کیا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا؟ حضرت سمرہؓ کہتے تھے یہ بات پوچھتے تھے پھر وہ آگے بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے جب پوچھتے تھے تو لوگ جن کے متعلق اللہ چاہتا ہے کہ بیان کریں آپؐ سے بیان کرتے تھے۔ یعنی جنہوں نے کوئی خواب دیکھی ہوتی تھی وہ بیان کر دیتے تھے۔ ایک دن صبح کے وقت آپؐ نے فرمایا: آج رات مَیں نے اپنے بارے میں یہ نظارہ دیکھا ہے کہ دو آنے والے میرے پاس آئے انہوں نے مجھے اٹھایا اور مجھ سے کہنے لگے چلو۔ مَیں ان کے ساتھ چل پڑا اور ایک شخص کے پاس آئے جو اپنی گُدّی کے بل چِت لیٹا ہوا تھا اور ایک اَور شخص ہے جو اس کے پاس لوہے کا کانٹا لیے کھڑا تھا۔ ایک آنکڑا سا تھا پلائر کی طرح کا وہ لیے کھڑا تھا اور وہ اس کے منہ کے ایک طرف جا کر اس کی باچھیں اس کی گُدّی تک چیر ڈالتا تھا۔ اس کا نتھنا بھی گُدّی تک اور اس کی آنکھ بھی گُدّی تک چیر ڈالتا تھا۔ یعنی پورا دہانہ ایک طرف سے چیر ڈالتا تھا۔ اس کے بعد وہاں سے ہٹ کر دوسرے رخسار کی طرف جاتا تھا۔ پہلے دائیں طرف کیا۔ پھر بائیں طرف وہی کرتا جو اس نے اس کے منہ کے پہلے رخسار سے کیا تھا۔ اس طرف سے ابھی فارغ نہ ہوتا کہ وہ پہلی طرف ویسے ہی اچھی بھلی ہو جاتی جس کو پہلے اس نے چیرا تھا جیسے پہلی تھی۔ پھر اس کے پاس آتا اور ویسے ہی کرتا۔ پھر دوبارہ اس کو اسی طرح چیرتا۔ کیونکہ وہ پہلی طرح ٹھیک ہو گئی۔ فرماتے تھے میں نے کہا سبحان اللہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سبحان اللہ یہ کون لوگ ہیں؟ تو ان دونوں نے مجھ سے کہا: سنو! ہم تمہیں اصل حقیقت بتلاتے ہیں۔ وہ شخص جس کے پاس تم آئے تھے جس کی باچھ اس کی گُدّی تک اور اس کا نتھنا بھی گُدّی تک اور اس کی آنکھ بھی گُدّی تک چیری جا رہی تھی تو وہ شخص وہ ہے جو اپنے گھر سے صبح نکلتا ہے اور ایک جھوٹی بات بناتا ہے جو چاروں طرف پہنچ جاتی ہے۔

(صحیح البخاری کتاب التعبیر بَابُ تَعْبِيرِ الرُّؤْيَا بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ مترجم جلد 16 صفحہ 246 تا 252

حدیث: 7047 شائع کردہ نظارت اشاعت)

افواہیں پھیلانے والا اور لوگوں کے متعلق غلط باتیں کرنے والا۔

بعض لوگ بعض باتیں صرف اپنے زبان کے مزے کے لیے یا لطف اٹھانے کے لیے کرتے ہیں اور بعض دفعہ کسی کو معاشرے میں بدنام کرنے کے لیے بھی باتیں ہو رہی ہوتی ہیں، کسی بھی صورت میں نقصان پہنچانے کے لیے بات کر رہے ہوتے ہیں۔ پس ایسے لوگوں کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ یہ قابل مؤاخذہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی پکڑ کرتا ہے۔ اس کی سزا دیتا ہے۔ پس بہت خوف کا مقام ہے اور بہت استغفار کی ضرورت ہے۔

عبداللہ بن حارث سے ایک روایت ہے۔ انہوں نے یہ روایت حضرت حکیم بن حزامؓ سے پہنچائی۔ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیچنے والا اور خریدنے والا دونوں بیع فسخ کر دینے کا اختیار رکھتے ہیں۔ یعنی جو بھی سودا کیا ہے اس کو ختم کرنے کا اختیار رکھتے ہیں جب تک کہ وہ جدا ہو جائیں۔ جب اکٹھے ہیں اس وقت تک ہو سکتا ہے لیکن جب علیحدہ ہو گئے اس وقت نہیں۔ یا فرمایا اس وقت تک کہ وہ جدا ہو جائیں۔ اگر ان دونوں نے سچائی سے کام لیا اور صاف صاف بات کی تو دونوں کی خرید و فروخت میں ان دونوں کے لیے برکت دی جائے گی۔ اور اگر ان دونوں نے چھپایا اور جھوٹ بولا تو ان کی خرید و فروخت کی برکت مٹ جائے گی۔

(صحیح البخاری کتاب البیوع بَابٌ إِذَا بَيَّنَ الْبَيِّعَانِ وَلَمْ يَكْتُمَا وَنَصَحَا مترجم جلد 4 صفحہ 38-39

حدیث: 2079 شائع کردہ نظارت اشاعت)

بہت سے کاروباری جھگڑے جھوٹ پر مبنی باتوں کی وجہ سے ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پھر ایسے لوگوں کی باتوں اور کاروباروں میں برکت نہیں ڈالتا۔ دنیا میں تو جو نقصان انہوں نے اٹھانا ہوتا ہے اٹھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی گنہگار ٹھہرتے ہیں اور سزا پاتے ہیں۔

پھر حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جب کوئی بندہ جھوٹ بولتا ہے تو فرشتہ اس سے ایک میل دور ہو جاتا ہے اس کی بدبو کی وجہ سے جس کا اس نے ارتکاب کیا ہے۔ (جامع الترمذی کتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ بَابُ مَا جَاءَ فِي الصِّدْقِ وَالْكَذِبِ حدیث: 1972)

ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اناج کے ایک ڈھیر کے پاس سے گزرے۔ آپؐ نے اپنا ہاتھ اس کے اندر ڈالا تو آپؐ کی انگلیوں کو نمی لگی۔ گیلا گیلا لگا۔ احساس ہوا۔ آپؐ نے فرمایا: اے اناج والے! یہ جو تم اناج بیچ رہے ہو، گندم تھا یا مکئی تھی یا جو بھی تھا۔ یہ کیا معاملہ ہے؟ یہ اندر سے گیلی ہے۔ اس نے کہا یا رسول اللہؐ! اس پر بارش ہو گئی تھی۔ آپؐ نے فرمایا: تو تُو نے اسے پھر اناج کے اوپر کیوں نہ کر دیا بجائے اس کے کہ تم چھپا کے نیچے کر دیتے۔ اگر اس پر بارش ہو گئی تھی تو اس کو اوپر رکھتے تاکہ لوگ اس کو دیکھ سکتے۔ آپؐ نے فرمایا:

جس نے دھوکا دیا وہ مجھ سے نہیں ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ''مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا'' ......مترجم جلد 01 صفحہ 93

حدیث 139 شائع کردہ نور فاؤنڈیشن)

پس اتنی باریکی سے کاروباری لوگوں کو بھی دیکھنا چاہیے۔ یہ وہ معیار ہے جو آپؐ ایک مسلمان میں پیدا کرنا چاہتے تھے۔ لیکن بدقسمتی سے آج مسلمان ہی دھوکے کے کاروبار اور جھوٹ کی وجہ سے دنیا میں بدنام ہیں۔

پس آج ہم جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حقیقی ایمان لانے کا اعلان کرتے ہیں تو ہمارے ہر قول اور فعل میں سچائی کا اعلیٰ معیار ہونا چاہیے ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ نہیں تو تم مجھ میں سے نہیں ہو۔ پھر میرا تمہارے سے کوئی تعلق نہیں۔ بے شمار نصائح اور ہدایات سچائی کو باریکی سے دیکھتے ہوئے اختیار کرنے کی آپؐ نے تلقین فرمائی۔ اور کوئی شخص حقیقی مسلمان ہو ہی نہیں سکتا جب تک وہ سچائی پر مکمل طور پر کاربند نہ ہو۔

آپؐ کی سیرت کے حوالے سے اب میں بعض باتیں پیش کرتا ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ سچ بولنے اور امانت و دیانت میں سب سے نمایاں ہونے کی وجہ سے لوگوں میں

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

خدا کی راہ میں سختی کا برداشت کرنا، مصائب اور مشکلات کے جھیلنے کے لئے ہمہ تن تیار ہو جانا ایمانی تحریک سے ہی ہوتا ہے۔ ایمان ایک قوت ہے جو سچی شجاعت اور ہمت انسان کو عطا کرتا ہے۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 40 ایڈیشن 2018)

طالب دُعا: افراد خاندان محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ ارول (بہار)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

جو لوگ معاصی میں ڈوب کر دعا کی قبولیت سے مایوس رہتے ہیں اور توبہ کی طرف رجوع نہیں کرتے آخر وہ انبیاء اور ان کی تاثیرات کے منکر ہو جاتے ہیں

(ملفوظات، جلد اول صفحہ 4، مطبوعہ 2018 قادیان)

Courtesy:Alladin Builders e-mail: khalid@alladinbuilders.com

صادق اور امین مشہور تھے۔

چنانچہ ایک مصنف نے لکھا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جاہلیت کے زمانے میں مبعوث ہوئے۔ ان کے پاس ان سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا۔ یعنی ان کی قوم میں کوئی نبی نہیں آیا تھا۔ لوگ بتوں، مورتیوں اور طاغوتوں کی عبادت کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو انہی کے درمیان بچپن ہی میں فہم و حکمت عطا کی گئی حالانکہ آپؐ شیطان کے گروہ اور بت پرستوں کے درمیان تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی بت کی طرف رغبت نہیں کی، نہ کبھی ان لوگوں کے ساتھ کسی تہوار میں شریک ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی جھوٹ نہیں سنا گیا۔ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صدوق یعنی بہت زیادہ سچ بولنے والا۔ امین بردبار اور نہایت مہربان سمجھتے تھے

(امتاع الاسماع جلد 4 صفحہ 212 مکتبہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

بلکہ روایت میں آتا ہے کہ اسلام سے قبل زمانۂ جاہلیت میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیصلے کروائے جاتے تھے۔ (سبل الهدیٰ والرشاد جلد 2 صفحہ 147 مکتبہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

اس بات کو ایک جگہ حضرت مصلح موعودؓ نے اس طرح بیان کیا ہے کہ

’’آپؐ کے اخلاق حسنہ کے متعلق مجموعی شہادت وہ ہے جو آپؐ کی قوم نے دی کہ آپؐ کی نبوت کے دعویٰ سے پہلے آپؐ کی قوم نے آپؐ کا نام امین اور صدیق رکھا۔ دنیا میں ایسے لوگ بہت ہوتے ہیں جن کی نسبت بد دیانتی کا ثبوت نہیں ملتا۔ ایسے لوگ بھی بہت ہوتے ہیں جن کو کسی کڑی آزمائش میں سے گزرنے کا موقع نہیں ملتا۔ ہاں وہ معمولی آزمائشوں سے گزرتے ہیں اور ان کی امانت قائم رہتی ہے لیکن اس کے باوجود ان کی قوم ان کو کوئی خاص نام نہیں دیتی۔ اس لیے کہ خاص نام اسی وقت دیے جاتے ہیں جب کوئی شخص کسی خاص صفت میں دوسرے تمام لوگوں پر فوقیت لے جاتا ہے۔ لڑائی میں شامل ہونے والا ہر سپاہی اپنی جان کو خطرہ میں ڈالتا ہے لیکن نہ انگریزی قوم ہر سپاہی کو وکٹوریا کراس دیتی ہے نہ جرمن قوم ہر سپاہی کو آئرن کراس دیتی ہے۔ فرانس میں علمی مشغلہ رکھنے والے لوگ لاکھوں ہیں لیکن ہر شخص کو لیجن آف آنر (LEGION OF HONOUR) کا فیتہ نہیں ملتا۔ پس محض کسی شخص کا امانت دار اور صادق ہونا اس کی عظمت پر خاص روشنی نہیں ڈالتا لیکن کسی شخص کو ساری قوم کا امین اور صدیق کا خطاب دے دینا یہ ایک غیر معمولی بات ہے۔ اگر مکہ کے لوگ ہر نسل کے لوگوں میں سے کسی کو امین اور صدیق کا خطاب دیا کرتے تب بھی امین اور صدیق کا خطاب پانے والا بہت بڑا آدمی سمجھا جاتا۔ لیکن عرب کی تاریخ بتاتی ہے کہ عرب لوگ ہر نسل میں کبھی کسی آدمی کو یہ خطاب نہیں دیا کرتے تھے بلکہ عرب کی سینکڑوں سال کی تاریخ میں صرف ایک ہی مثال محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملتی ہے کہ آپؐ کو اہل عرب نے امین اور صدیق کا خطاب دیا۔ پس عرب کی سینکڑوں سال کی تاریخ میں قوم کا ایک ہی شخص کو امین اور صدیق کا خطاب دینا بتاتا ہے کہ اس کی امانت اور اس کا صدق دونوں اتنے اعلیٰ درجہ کے تھے کہ ان کی مثال عربوں کے علم میں کسی اَور شخص میں نہیں پائی جاتی تھی۔ عرب اپنی باریک بینی کی وجہ سے دنیا میں ممتاز تھے۔ پس جس چیز کو وہ نادر قرار دیں وہ یقیناً دنیا میں نادر ہی سمجھے جانے کے قابل تھی۔‘‘ (دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 374، 375)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’آج دنیا کی حالت بہت نازک ہوگئی ہے جس پہلو اور رنگ سے دیکھو جھوٹے گواہ بنائے جاتے ہیں جھوٹے مقدمہ کرنا تو بات ہی کچھ نہیں۔ جھوٹے اسناد بنا لیے جاتے ہیں۔‘‘ کاغذ بھی جھوٹے بنا لیے جاتے ہیں ’’کوئی امر بیان کریں گے تو سچ کا پہلو بچا کر بولیں گے‘‘ جس سے فائدہ ہوتا ہوا گر تو سچ کو چھوڑ دیں گے اور جھوٹی باتیں ہوں گی۔ ’’اب کوئی ان لوگوں سے جو اس سلسلہ کی ضرورت نہیں سمجھتے پوچھے کہ کیا یہی وہ دین تھا‘‘ یعنی آپؑ فرما رہے ہیں کہ جماعت میں نے شروع کی ہے تو سچائی پہ قائم رہنے کے لیے شروع کی ہے۔ فرمایا کہ کوئی ان سے پوچھے کیا یہی وہ دین تھا’’ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے تھے؟ اللہ تعالیٰ نے تو جھوٹ کو نجاست کہا تھا کہ اس سے پرہیز کرو۔ اِجۡتَنِبُوا الرِّجۡسَ مِنَ الۡاَوۡثَانِ وَ اجۡتَنِبُوۡا قَوۡلَ الزُّوۡرِ۔ (الحج: 31) بت پرستی کے ساتھ اس جھوٹ کو ملایا ہے جیسا احمق انسان اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر پتھر کی طرف سر جھکاتا ہے‘‘ مطلب یہی ہے کہ ناپاکی سے تم اجتناب اس لیے کرو جس طرح یہ بہت بڑی برائی ہے کیونکہ جھوٹ بولنا بھی اسی طرح ہے جس طرح تم ناپاکی میں پڑ گئے ہو، غلط کام میں پڑ گئے ہو۔ پس فرمایا کہ بت پرستی بھی غلط کام ہے۔ گندا کام ہے۔ فرمایا کہ بت پرستی کے ساتھ اس جھوٹ کو ملایا ہے جیسا احمق انسان اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر پتھر کی طرف جھکتا ہے ’’ویسے ہی صدق و راستی کو چھوڑ کر اپنے مطلب کے لیے جھوٹ کو بت بناتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بت پرستی کے ساتھ ملایا اور اس سے نسبت دی۔‘‘ بت پرستی سے اجتناب کرو کیونکہ یہ بہت بڑا گناہ ہے اور جھوٹ بولنا بھی اس کے برابر ہے۔ فرمایا: ’’جیسے ایک بت پرست بت سے نجات چاہتا ہے۔ جھوٹ بولنے والا بھی اپنی طرف سے بت بناتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس بت کے ذریعہ نجات ہو جاوے گی۔ کیسی خرابی آ کر پڑی ہے اگر کہا جاوے کہ کیوں بت پرست ہوتے ہو۔ اس نجاست کو چھوڑ دو تو کہتے ہیں کہ کیونکر چھوڑ دیں اس کے بغیر گزارا نہیں ہو سکتا۔‘‘ یہ گند اور نجاست جو ہے بت کی اس کو چھوڑ دو۔ کہا جائے تو چھوڑتے کیوں نہیں تو کہتے ہیں اس کے بغیر گزارا نہیں ہوتا۔ جھوٹ بولنا پڑتا ہے ہمیں اپنے فائدے اٹھانے کے لیے۔ آپؑ نے فرمایا کہ

’’اس سے بڑھ کر اَور کیا بدقسمتی ہوگی جھوٹ پر اپنی زندگی کا مدار سمجھتے ہیں۔ مگر مَیں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ آخر سچ ہی کامیاب ہوتا ہے بھلائی اور فتح اسی کی ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 181 ایڈیشن 2022ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے ایک جگہ لکھا ہے کہ

’’رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیوی کو اطلاع دیتے ہیں کہ مجھ پر یوں وحی ہوئی ہے تو بیوی یہ نہیں کہتی کہ یہ کیا پاکھنڈ بنانے لگے ہو بلکہ وہ کہتی ہے...... آپؐ گھبرائیں نہیں۔ آپؐ نے جو کچھ دیکھا ٹھیک دیکھا۔ اللہ تعالیٰ آپؐ کو ضائع نہ کر سکتا تھا کیونکہ آپؐ صلہ رحمی کرتے ہیں۔ نادار کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ گمشدہ نیکیوں کو قائم کرتے ہیں۔ مہمانوں کی مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق کی مدد کرتے ہیں۔‘‘ سچائی اور حق کی مدد کرتے ہیں ’’پھر بیوی آپؐ کو اپنے بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے جاتی ہے جو اسرائیلی علوم کے عالم تھے تو وہ سنتے ہی فرماتے ہیں کہ یہ ویسی ہی وحی ہے جیسے موسیٰؑ پر نازل ہوئی تھی اور ویسے ہی احکام اور فرامین اس وحی میں پائے جاتے ہیں جیسے موسیٰؑ کی وحی میں پائے جاتے تھے۔‘‘ گواہیاں بتا رہے ہیں اس وقت۔ مَیں پہلے بھی ایک دفعہ گذشتہ خطبے میں اس کا تھوڑا مختصر بیان کر چکا ہوں۔ پھر اگلی گواہی آپ دیتے ہیں۔ ایک تو یہ ورقہ بن نوفل کی تھی۔ پھر آپؓ نے لکھا: ’’گھر میں ایک چچیرا بھائی جو جوانی کی عمر کو پہنچنے والا ہے اور نوجوانوں میں تبلیغ کا اچھا ذریعہ بن سکتا ہے جب وہ اپنے بھائی اور بھاوج کو‘‘ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت خدیجہؓ کو ’’نہایت سنجیدگی سے ایک اہم تغیر کی نسبت باتیں کرتے ہوئے سنتا ہے تو بڑی متانت سے آگے بڑھ کر کہتا ہے کہ مَیں بھی یقین رکھتا ہوں کہ آپؐ سچے ہیں اور ضرور خدا تعالیٰ نے آپؐ سے یہ باتیں کی ہیں اور آپؐ کو دنیا کی اصلاح کے لیے مامور کیا ہے۔ ایک آزاد کردہ غلام‘‘ کی گواہی دیتے ہیں ’’جو آپؐ کے اخلاق کا شکار ہو کر ماں باپ کو چھوڑ کر آپؐ کے دروازہ پر بیٹھ گیا تھا۔ جب ان آہستہ آہستہ ہونے والی باتوں کو سنتا ہے اور اپنے آقا کے چہرہ پر فکر و اندیشہ کے آثار دیکھتا ہے تو آگے بڑھ کر اپنے آقا کے دامن کو تھام لیتا ہے اور کہتا ہے میرے آقا! وہی ہوگا جو آپؐ نے دیکھا‘‘۔ یہ جو آپؐ نے کہا ہے سچ ہے اور جو دیکھا وہ سچ ہے۔ ’’آپؐ جیسے انسان سے قدرت دھوکا بازی نہیں کر سکتی۔‘‘ آپؐ تو مکمل طور سر تا پا حق اور سچ ہیں۔ آپؐ سے قدرت کس طرح دھوکا کر سکتی ہے ’’اب وہ وقت آ گیا ہے کہ آپؐ کے ہاتھوں دنیا کی اصلاح ہو۔ مجھے بھی اپنے ساتھ رہنے اور خدمت کرنے کی اجازت دیجئے۔

ایک ہی گہرا دوست جو‘‘ پھر ایک اَور گواہی ہے گہرے دوست کی ’’گویا ایک ہی صدف میں پلنے والا دوسرا موتی تھا۔ جب سنتا ہے کہ اس کے دوست نے بے پر کی اڑانی شروع کر دی ہے اور شاید اس کے دماغ میں خلل آ گیا ہے‘‘ لوگ کہتے ہیں ’’تو بھاگا ہوا جاتا ہے اور دروازہ کھلوا کر پوچھتا ہے کہ کیا جو کچھ سنتا ہوں سچ ہے؟ جب آپؐ اس کے سامنے تشریح کرنے لگتے ہیں تو کہتا ہے خدا کی قسم! دلیلیں نہ دیجئے۔ صرف یہ بتائیے کیا یہ باتیں سچ ہیں اور آپؐ کی تصدیق کرنے پر کہتا ہے میرے سچے دوست! مَیں آپؐ کی رسالت پر ایمان لایا۔ آپؐ تو غضب ہی کرنے لگے تھے کہ دلیلیں دے کر میرے ایمان کو مشتبہ کرنے لگے تھے۔‘‘ آپؐ کی سچائی میں نے اس قدر دیکھ لی ہے کہ دلیلوں کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ پھر اس نے کہا یعنی حضرت ابوبکرؓ نے کہ ’’میرے دوست! جس نے تیرے چہرہ کو دیکھا وہ کب تیری بات میں شبہ کر سکتا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مخالفت ہونی ہی چاہیے تھی کیونکہ بقول ورقہ بن نوفل کے لَمۡ یَاۡتِ رَجُلٌ قَطُّ بِمِثۡلِ مَا جِئۡتَ بِهٖ اِلَّا عُوۡدِیَ۔ یعنی جو شخص بھی ایسا پیغام لایا لوگوں کی مخالفت سے نہیں بچا۔ مگر خدا تعالیٰ کی تدبیر دیکھو کہ اس مخالفت کا طوفان آنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کس طرح آپؐ کے ساتھی پیدا کر دیے۔ ساکنین مکہ میں سے ایک ہی اسرائیلیات کا عالم ورقہ پہلے حملہ

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

خدا کے حضور اس کی خشیت سے متاثر ہو کر رونا دوزخ کو حرام کر دیتا ہے

اِس بات کو کبھی اپنے دل سے محو نہ کرو کہ خدا تعالیٰ کے حضور اخلاص اور راستبازی کی قدر ہے۔

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 371، مطبوعہ 2018 قادیان)

طالبِ دُعا: صبیحہ کوثر و افراد خاندان (جماعت احمدیہ بھونیشور، صوبہ اڈیشہ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

مخالفین کے ساتھ دشمنی سے پیش نہیں آنا چاہیے

بلکہ زیادہ تر دعا سے کام لینا چاہیے اور دیگر وسائل سے کوشش کرنی چاہیے۔

(ملفوظات، جلد اول صفحہ 7، مطبوعہ 2018 قادیان)

طالبِ دُعا: جے عظیم احمد ولد مکرم جے وسیم احمد صاحب امیر ضلع محبوب نگر (صوبہ تلنگانہ)

میں ہی آپؐ کے آگے گھٹنے ٹیک گیا۔ رفیقہ حیات خدیجہؓ نے وحی سنتے ہی آپؐ کی بلائیں لیں۔ نوعمر بھائی علیؓ جو ہر وقت آپؐ کے عائلی اخلاق کو دیکھتا تھا اپنی خدمات پیش کرنے لگا۔ وہ آزاد غلام زیدؓ جس نے آپؐ کے لین دین اور غرباء سے سلوک کا گہرا اور لمبا مطالعہ کیا تھا آپؐ کی صداقت کی قسمیں کھانے لگا۔ بچپن کا دوست، مکہ کا محسن، شرافت کا پتلا ابوبکرؓ صرف اتنا سن کر کہ آپؐ نے وحی کا دعویٰ کیا ہے اپنے گلے میں غلامی کا پٹکہ ڈال کر دروازہ پر آ بیٹھا۔ اس عقیدت و اخلاص کے بے نظیر مظاہرہ نے آپؐ کے دل میں کس قدر خوشی نہ پیدا کر دی ہوگی۔ مکہ والوں کی ہاؤ ہو، ان کے طعنہ سن کر آپؐ کس طرح مسکرا دیتے ہوں گے اور کہتے ہوں گے یہ تمہارا فتویٰ ہے جو مجھے نہیں جانتے۔‘‘ جو مجھے کہتے ہو کہ ساحر ہے، جادوگر ہے، فلاں ہے، فلاں ہے’’ اب ذرا اس فتویٰ کو بھی تو سنو جو مجھے جاننے والوں نے دیا ہے۔ کس طرح جانیں دے کر وہ میرے دائیں بائیں کھڑے ہیں۔ موسیٰؑ نے دعا مانگ کر ایک وزیر بوجھ اٹھانے کے لیے مانگا تھا‘‘ اب یہاں آیت کی تفسیر میں موازنہ کر رہے ہیں حضرت موسیٰؑ کے ساتھیوں کا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کا۔ اس لیے آپؓ نے موسیٰؑ کی مثال دی ہے کہ موسیٰؑ نے دعا مانگ کر ایک وزیر بوجھ اٹھانے کے لیے مانگا تھا’’ مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے پانچ وزیر بِن مانگے ہی دے دیے اور ایسے وزیر جنہوں نے آپؐ کا بوجھ بٹانے میں کمال کر دکھایا۔

ورقہ بے شک جلدی فوت ہو گئے مگر ایک نہ مٹنے والی شہادت آپؐ کی صداقت پر دے گئے۔ حضرت خدیجہؓ نے بارہ سال تک اس کے بعد عورت ہو کر وہ کام کر دکھایا کہ بہادر سے بہادر مرد کی بھی آنکھیں نیچی ہوتی ہیں۔ زیدؓ نے بیس سال تک اس کے بعد قربانی کا بے مثال نمونہ دکھایا اور آخر تلواروں کی دھاروں کے سامنے اپنا خون بہا کر ثابت کر دیا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر کیسے ہونے چاہئیں۔ ابوبکرؓ اور علیؓ تو آپ کی وفات کے بعد بھی رہے اور خلیفہ بن کر وزارت کا ایک نئے رنگ میں ثبوت دے گئے۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد 13 صفحہ 201-202، ایڈیشن 2023ء)

پھر آپؓ کا اسوہ بیان کرتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں:

’’صادق اور راستباز کی صداقت کے دلائل میں سے ایک زبردست دلیل اس کا اپنا نفس ہے جو پکار پکار کر کہتا ہے، مخالفوں اور موافقوں کو مخاطب کر کے کہتا ہے، ناواقفوں اور واقفوں سے کہتا ہے، اجنبیوں اور رازداروں سے کہتا ہے کہ مجھے دیکھو اور مجھے جھوٹا کہنے سے پہلے سوچ لو کہ کیا تم مجھے جھوٹا کہہ سکتے ہو؟ کیا مجھے جھوٹا کہہ کر تمہارے ہاتھ سے وہ تمام ذرائع نہیں نکل جائیں گے جن کے ساتھ تم کسی چیز کی حقیقت معلوم کیا کرتے ہو؟ اور کیا مفتری قرار دے کر تم پر وہ سب دروازے بند نہیں ہو جائیں گے جن میں سے گزر کر تم شاہد مقصود کو پایا کرتے ہو۔ دنیا کی ہر چیز تسلسل چاہتی ہے اور ہر شئے مدارج رکھتی ہے۔ نہ نیکی درمیانی مدارج کو ترک کر کے اپنے کمال تک پہنچ سکتی ہے اور نہ بدی درمیانی منازل کو چھوڑ کر اپنی انتہا کو پا سکتی ہے۔ پھر یہ کس طرح ممکن ہے کہ مغرب کی طرف دوڑنے والا اچانک اپنے آپ کو مشرق کے دور کنارے پر دیکھے؟‘‘ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ دوڑ کسی طرف رہا ہے اور پہنچ کسی طرف جائے’’ اور جنوب کی طرف جانے والا افق شمال میں اپنے آپ کو کھڑا پائے؟‘‘ فرمایا کہ ’’مَیں نے اپنی سب زندگی تم میں گزاری ہے۔‘‘ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو فرمایا ’’مَیں چھوٹا تھا اور تمہارے ہاتھوں میں بڑا ہوا۔ میں جوان تھا اور تمہارے ہاتھوں میں ادھیڑ ہوا۔ میری خلوت و جلوت کے واقف بھی تم میں موجود ہیں۔ میرا کوئی کام تم سے پوشیدہ نہیں اور کوئی قول تم سے مخفی نہیں پھر کوئی تم میں سے ہے جو یہ کہہ سکے کہ میں نے کبھی جھوٹ بولا ہو۔‘‘ یہ اعلان فرما رہے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ کوئی ہے جو یہ کہہ سکے کہ میں نے کبھی جھوٹ بولا ہے’’ یا ظلم کیا ہو یا فریب کیا ہو یا دھوکا دیا ہو یا کسی کا حق مارا ہو یا اپنی بڑائی چاہی ہو یا حکومت حاصل کرنے کی کوشش کی ہو۔ ہر میدان میں تم نے مجھے آزمایا اور ہر حالت میں تم نے مجھے پرکھا مگر ہمیشہ میرے قدم کو جادۂ اعتدال پر دیکھا‘‘ ہمیشہ اعتدال پر چلتے دیکھا’’ اور ہر کھوٹ سے مجھے پاک پایا حتّٰی کہ دوست اور دشمن سے میں نے امین و صادق کا خطاب پایا۔ پھر یہ کیا بات ہے کہ کل شام تک تو مَیں امین تھا۔ صادق تھا۔ راستباز تھا۔ جھوٹ سے کوسوں دور تھا۔ راستی پر فدا تھا بلکہ راستی مجھ پر فخر کرتی تھی۔ ہر بات اور ہر معاملہ میں تم مجھ پر اعتبار کرتے تھے اور میرے ہر قول کو تم قبول کرتے تھے مگر آج ایک دن میں ایسا تغیر ہو گیا کہ میں بدتر سے بدتر اور گندے سے گندا ہو گیا‘‘ صرف ایک دعوے سے کہ ’’یا تو کبھی آدمیوں پر جھوٹ نہ باندھا تھا‘‘ میں نے ’’یا اب اللہ پر جھوٹ باندھنے لگا۔ اس قدر تغیر اور اس قدر تبدیلی کی کیا قانون قدرت میں کہیں بھی مثال ملتی ہے؟ ایک دو دن کی بات ہوتی تو تم کہہ دیتے کہ تکلّف سے ایسا بن گیا۔ سال دو سال کا معاملہ ہوتا تو تم کہتے ہمیں دھوکا دینے کو اس نے یہ طریق اختیار کر رکھا تھا مگر ساری کی ساری عمر تم میں گزار چکا ہوں۔ بچپن کو تم نے دیکھ لیا۔ جوانی کو تم نے مشاہدہ کیا۔ کہولت کا زمانہ‘‘ یعنی بڑھاپا جب شروع ہوتا ہے اس کا زمانہ ’’تمہاری نظروں کے سامنے گزرا۔ اس قدر تکلّف اور اس قدر بناوٹ کس طرح ممکن تھی۔ بچپن کے زمانے میں جب اپنے بھلے برے کی بھی خبر نہیں ہوتی میں نے بناوٹ کس طرح کی۔ جوانی جو دیوانی کہلاتی ہے اس میں مَیں نے فریب سے اپنی حالت کو کس طرح چھپایا۔ آخر کچھ تو سوچو کہ یہ فریب کب ہوا اور کس نے کیا اور اگر غور و فکر کر کے میری زندگی کو بے عیب اور بے لوث ہی نہ پاؤ بلکہ تم اسے نیکی کا مجسمہ اور صداقت کی تمثال دیکھو‘‘ یعنی سچائی کی شکل میں دیکھو’’ تو پھر سورج کو دیکھتے ہوئے رات کا اعلان نہ کرو۔‘‘ دن چڑھا ہوا ہے تو پھر یہ نہ کہو کہ رات ہوئی ہے۔ اس طرح میری باتیں روز روشن کی طرح واضح ہیں’’ اور نور کی موجودگی میں ظلمت کے شاکی نہ بنو۔ تم کو میرے نفس کے سوا اور کس دلیل کی ضرورت ہے؟‘‘ میرا نفس ہی ہے جو سب سے بڑی دلیل ہے’’ اور میرے پچھلے چال چلن کو چھوڑ کر اور کس حجت کی حاجت ہے؟‘‘ میرا سارا ماضی تمہارے سامنے ہے۔ پھر بھی تم کہتے ہو کوئی حجّت پیش کرو۔

’’میرا نفس خود مجھ پر گواہ ہے اور میری زندگی مجھ پر شاہد ہے۔ اگر تم میں سے ہر شخص اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھے تو اس کا دل اور اس کا دماغ بھی اس امر کی شہادت دے گا کہ صداقت اس میں قائم ہے اور یہ صداقت سے قائم ہے۔ راستی کو اس پر فخر ہے اور اس کو راستی پر فخر ہے۔ یہ اپنی سچائی ثابت کرنے کے لیے دوسری چیزوں کا محتاج نہیں۔ اس کی مثال آفتاب آمد دلیل آفتاب کی سی ہے‘‘

یعنی سورج کا چڑھنا سورج کے ہونے کی دلیل ہوتی ہے۔’’ یہی وہ زبردست دلیل ہے جس نے ابوبکرؓ کے دل میں گھر کر لیا اور یہی وہ طاقتور دلیل ہے جو ہمیشہ صداقت پسند لوگوں کے دلوں میں گھر کرتی چلی جائے گی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعویٰ کیا تھا اس وقت حضرت ابوبکرؓ اپنے ایک دوست کے گھر پر تشریف رکھتے تھے۔ وہیں آپؓ کی ایک آزاد لونڈی نے اطلاع دی کہ آپ کے دوست کی بیوی کہتی ہے کہ اس کا خاوند اس قسم کا نبی ہو گیا ہے جس قسم کا نبی موسیٰؑ کو بیان کرتے ہیں۔ آپؓ اسی وقت اٹھ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر پر تشریف لے گئے اور آپؐ سے دریافت کیا۔ آپؐ نے فرمایا مَیں خدا کا رسول ہوں۔‘‘ حضرت ابوبکرؓ کی اس بات پر آپؐ نے حضرت ابوبکرؓ کو فرمایا کہ ہاں! مَیں خدا کا رسول ہوں۔’’ حضرت ابوبکرؓ نے اس بات کو سنتے ہی آپؐ کے دعویٰ کو تسلیم کر لیا۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی آپؓ کے ایمان کے متعلق فرماتے ہیں...... مَیں نے کسی کو اسلام کی طرف نہیں بلایا مگر اس کی طرف سے کچھ روک اور فکر اور تردّد ظاہر ہوا لیکن ابوبکرؓ کے سامنے جب اسلام پیش کیا تو وہ بالکل متردّد نہیں ہوا بلکہ اس نے خود اسلام کو قبول کر لیا۔

یہ کیا چیز تھی جس نے حضرت ابوبکرؓ کو بغیر کسی نشان کے دیکھے رسول کریمؐ پر ایمان لانے کے لیے مجبور کر دیا۔ یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نفس ناطقہ تھا جو اپنی سچائی کا آپ شاہد ہے......‘‘

اسی طرح حضرت خدیجہؓ، حضرت علیؓ اور حضرت زید بن حارثؓ کے بارے میں گواہی بتا چکا ہوں سب آپؐ کی سچائی کو دیکھ کر آپؐ کی اس بات کے گواہ تھے۔

’’غرض نبی کی صداقت کی پہلی اندرونی دلیل اس کا نفس ہوتا ہے جو بزبان حال اس کی سچائی پر گواہ ہوتا ہے اور اس کی گواہی ایسی زبردست ہوتی ہے کہ اس کی موجودگی میں کسی اَور معجزہ یا آیت کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی۔‘‘

(دعوۃ الامیر، انوار العلوم جلد 07 صفحہ 425 تا 428)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’خدا کے کلام سے پایا جاتا ہے کہ متقی وہ ہوتے ہیں جو حلیمی اور مسکینی سے چلتے ہیں۔ وہ مغرورانہ گفتگو نہیں کرتے۔ ان کی گفتگو ایسی ہوتی ہے جیسے چھوٹا بڑے سے گفتگو کرے۔ ہم کو ہر حال میں وہ کرنا چاہیے جس سے ہماری فلاح ہو۔ اللہ تعالیٰ کسی کا اجارہ دار نہیں۔ وہ خالص تقویٰ کو چاہتا ہے۔ جو تقویٰ کرے گا وہ مقام اعلیٰ کو پہنچے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کسی وراثت سے تو عزّت نہیں پائی۔ گو ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد عبداللہ مشرک نہ تھے‘‘ یہ بھی لوگ سوال اٹھاتے ہیں۔ اس کا بھی آپؑ نے یہاں جواب دیا کہ ہمارا ایمان ہے کہ والد ماجد عبداللہ مشرک نہ تھے’’ لیکن اس نے نبوت تو نہیں دی۔ یہ تو فضل الٰہی تھا ان صدقوں کے باعث جو ان کی فطرت میں تھے۔ یہی فضل کے محرک تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام جو ابوالانبیاء تھے انہوں نے اپنے صدق و تقویٰ سے ہی بیٹے کو قربان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

آزمائش کے لیے کوئی نہ آیا ہر چند ✡ ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے
آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے ✡ لو تمہیں طور تسلّی کا بتایا ہم نے

طالب دعا: آٹو ٹریڈرز (16 مینگو لین کلکتہ 70001) دکان: 2248-5222 رہائش: 2237-8468

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

تجھے حمد و ثنا زیبا ہے پیارے ✡ کہ تو نے کام سب میرے سنوارے
ہوا میں تیرے فضلوں کا منادی ✡ فسبحان الذی اَخزی الاعادی

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مرحوم مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، ننگل باغبانہ، قادیان

کرنے میں دریغ نہ کیا۔ خود آگ میں ڈالے گئے۔" آگ میں بھی اسی بات پہ پڑے۔ فرماتے ہیں کہ

"ہمارے سیّد و مولا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی صدق و وفا دیکھئے! آپؐ نے ہر ایک قسم کی بدتحریک کا مقابلہ کیا۔ طرح طرح کے مصائب و تکالیف اٹھائے لیکن پروا نہ کی۔ یہی صدق و وفا تھا جس کے باعث اللہ تعالیٰ نے فضل کیا۔

اسی لیے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (الاحزاب: 57)

......اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام فرشتے رسول پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم درود و سلام بھیجو نبیؐ پر۔ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اکرمؐ کے اعمال ایسے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف یا اوصاف کی تحدید کرنے کے لیے کوئی لفظ خاص نہ فرمایا" ان کو محدود نہیں کیا کسی خاص لفظ میں۔ "لفظ تو مل سکتے تھے لیکن خود استعمال نہ کیے۔ یعنی آپؐ کے اعمال صالحہ کی تعریف تحدید سے بیرون تھی۔" اعمال صالحہ ایسے تھے جن کو ہم محدود کر ہی نہیں سکتے۔ "اس قسم کی آیت کسی اَور نبی کی شان میں استعمال نہ کی۔ آپؐ کی روح میں وہ صدق وصفا تھا اور آپؐ کے اعمال خدا کی نگاہ میں اس قدر پسندیدہ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لیے یہ حکم دیا کہ آئندہ لوگ شکرگزاری کے طور پر درود بھیجیں۔ ان کی ہمت وصدق وہ تھا کہ اگر ہم اوپر یا نیچے نگاہ کریں تو اس کی نظیر نہیں ملتی۔ خود مسیح کے وقت کو دیکھ لیا جاوے کہ ان کی ہمّت یا روحانی صدق وصفا کا کہاں تک اثر ان کے پیروؤں پر ہوا۔ ہر ایک سمجھ سکتا ہے کہ ایک بد روش کو درست کرنا کس قدر مشکل ہے۔ عادات راسخہ کا گنوانا کیسا محالات سے ہے۔" جب عادتیں پکی ہو جائیں تو ان کو ٹھیک کرنا بہت مشکل کام ہے "لیکن ہمارے مقدس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ہزاروں انسانوں کو درست کیا جو حیوانوں سے بدتر تھے۔ بعض ماؤں اور بہنوں میں حیوانات کی طرح فرق نہ کرتے تھے۔ یتیموں کا مال کھاتے، مُردوں کا مال کھاتے۔ بعض ستارہ پرست، بعض دھریہ، بعض عناصر پرست تھے۔ جزیرۂ عرب کیا تھا ایک مجموعہ مذاہب اپنے اندر رکھتا تھا۔ اس سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ قرآن کریم ہر ایک قسم کی تعلیم اپنے اندر رکھتا ہے۔ ہر ایک غلط عقیدہ یا بُری تعلیم جو دنیا میں ممکن ہے اس کے استیصال کے لیے کافی تعلیم اس میں موجود ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی عمیق حکمت وتصرف ہے۔" (ملفوظات جلد اول صفحہ 31 تا 33 ایڈیشن 2022ء)

جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا اور ایسے زمانے میں بھیجا جب جاہلیت کی انتہا ہوئی ہوئی تھی اور پھر ان جانوروں کو انسان بنایا۔

اللّٰھم صل علی محمد وعلی اٰل محمد وبارك وسلم انك حمید مجید۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی آپؐ کے اسوۂ حسنہ پر چلتے ہوئے قرآن کریم اور آپؐ کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے سچائی کے معیاروں کو بلند تر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل ۱۵ر مئی ۲۰۲۶ء صفحہ ۲ تا ۸)

* * *

صدر انجمن احمدیہ، انجمن تحریک جدید، انجمن وقف جدید و ذیلی تنظیمات قادیان کے ادارہ اجات میں مددگار/ مالی/ کیئر ٹیکر/ چوکیدار/ باورچی/ نانبائی/ خادم مسجد گریڈ درجہ چہارم کی ضرورت ہے

شرائط

(1) اُمیدوار کی عمر 40 سال سے زائد اور 18 سال سے کم نہ ہو۔

(2) اُمیدوار کی تعلیم کی کوئی شرط نہیں ہے۔ البتہ تعلیم یافتہ اُمیدوار کو ترجیح دی جائے گی۔

(3) اس اعلان کے بعد 2 ماہ کے اندر جو درخواستیں موصول ہوں گی انہیں پر غور ہوگا۔

(4) وہی اُمیدوار خدمت کیلئے لئے جائیں گے جو مرکزی کمیٹی برائے بھرتی کارکنان کے انٹرویو میں کامیاب ہوں گے۔

(5) انٹرویو میں کامیابی کی صورت میں اُمیدوار کو نور ہسپتال قادیان سے طبی معائنہ کروانا ہوگا اور صرف وہی اُمیدوار خدمت کے اہل ہوں گے جو نور ہسپتال کے طبی بورڈ کی رپورٹ کے مطابق صحت مند اور تندرست ہوں گے۔

(6) سلیکشن کی صورت میں اُمیدوار کو قادیان میں اپنی رہائش کا انتظام خود کرنا ہوگا۔

(7) سفر خرچ قادیان آمد و رفت و طبی معائنہ کے اخراجات اُمیدوار کے اپنے ذمہ ہوں گے۔

نوٹ انٹرویو کی تاریخ سے اُمیدواران کو بعد میں مطلع کیا جائے گا۔

مزید معلومات کے لئے رابطہ کریں
نظارت دیوان صدر انجمن احمدیہ قادیان پن کوڈ: 143516
موبائل: 09888232530,09682627592 دفتر: 01872-501130
E-mail: diwan@qadian.in

داخلہ دار الصناعت قادیان
سیشن 2026-27ء

(احمدی طلباء متوجہ ہوں داخلہ شروع ہے)

(Ahmadiyya Vocational Training Centre)

دار الصناعت قادیان کا قیام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری و خصوصی راہ نمائی سے 2010ء میں ہوا۔ ادارہ کا خاص مقصد احمدی طلباء کو ہنرمند بنانا اور ٹیکنکل کورس سکھا کر روزگار کے مواقع پیدا کرنا ہے۔ دار الصناعت قادیان سرکاری ادارہ NSIC دہلی اور ISO رجسٹرڈ ہے۔ جس میں ایک سال کے مندرجہ ذیل کورسز کروائے جاتے ہیں:

(1.)Computer applications (2.)Plumbing (3.)Electrician
(4.)Motor vehicle mechanic (5.)Diesel mechanic (6.)Welding
(7.)A.C & Refrigerator

بیرون قادیان سے آنے والے احمدی طلباء کے لئے Hostel و Mess کا انتظام موجود ہے۔ رہائش اور Food کی کوئی فیس نہیں ہے۔ صرف کورس کی بورڈ فیس آسان اقساط میں لی جاتی ہے۔ ایسے احمدی نوجوان جو اپنے اسکول کی تعلیم مکمّل نہیں کر سکے یا 8th اور 10th کے بعد ٹیکنیکل کورس کرنے کے خواہشمند ہوں داخلہ کے لئے جلد رابطہ کریں۔ احمدی بچّوں کی دینی تعلیم کا بھی انتظام موجود ہے۔ نئے سیشن 2026-27ء کے لئے داخلہ شروع ہو گیا ہے۔ جس کی کلاسز 01 اگست 2026ء سے شروع ہوں گی۔

مزید معلومات کے لئے مندرجہ ذیل نمبرز و email.id پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

darulsanaat.qadian@gmail.com
*9872725895,*8604024043

(پرنسپل دار الصناعت قادیان)

سالانہ فنکشن دار الصناعت قادیان

مورخہ 24ر اپریل کو دار الصناعت قادیان میں بعد نماز مغرب وعشاء دار الصناعت کا سالانہ فنکشن منعقد ہوا۔ فنکشن و تقسیم اسناد کے پروگرام کا آغاز ٹھیک 8:00 بجے ہوا۔ مکرم ناظر تعلیم کی زیر صدارت پروگرام کا آغاز ہوا۔ عزیز عاقب احمد بٹ طالب علم پلمبنگ ٹریڈ کی تلاوت قرآن مجید سے پروگرام شروع ہوا۔ اس کے بعد مکرم شیخ حمد احمد طالب علم کمپیوٹر ٹریڈ نے نظم پیش کی۔ پرنسپل دار الصناعت سال 2025-26ء سالانہ کارگزاری رپورٹ پیش کی۔ صدارتی خطاب کے بعد 23 طلباء کو Provisional Certificate تقسیم ہوئے نیز 07 طلباء کو سال بھر میں بہترین کارکردگی کے لئے خصوصی انعامات تقسیم ہوئے۔ دعا کے ساتھ فنکشن اختتام پزیر ہوا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اسناد حاصل کرنے والے سبھی طلباء دار الصناعت کا بہترین مستقبل ہو اور وطن وقوم کے لئے مفید وجود بنے۔ نیز اس کے ساتھ ہی نئے سیشن 2026-27ء سے نئے داخلے دار الصناعت میں شروع کر دئے گئے ہیں۔ خواہشمند نوجوان رابطہ کر سکتے ہیں۔

(پرنسپل دار الصناعت قادیان)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

اگر دِل میں تمہارے شر نہیں ہے ۞ تو پھر کیوں ظنِّ بد سے ڈر نہیں ہے
کوئی جو ظنِّ بد رکھتا ہے عادت ۞ بدی سے خود وہ رکھتا ہے اِرادت

طالب دعا: محمد نور اللہ شریف صاحب مرحوم وافراد خاندان (جماعت احمدیہ شموگہ، صوبہ کرناٹک)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

دیں کی نصرت کیلئے اِک آسماں پر شور ہے ۞ اَب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن
خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے ۞ جب آتی ہے تو پھر عالَم کو اِک عالَم دکھاتی ہے

طالب دعا: ضیاء الدین خان صاحب مع فیملی (حلقہ محمود آباد، جماعت احمدیہ کیرنگ صوبہ اڈیشہ)

سیرت النبی ﷺ

از تحریرات و فرمودات
(سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

(تحقیق و ترتیب: مکرم آصف احمد خان صاحب)

باب اول (قسط نمبر 7)

عرب و عجم قبل از اسلام
آنحضور ﷺ کے آباء و اجداد

عیسائیوں کا بدکاری میں اول نمبر ہونے کا سبب:

کنواری مریم کی پرستش کے ساتھ ساتھ مقدسوں اور فرشتوں کی پرستش بھی شروع ہوگئی۔ جن سے خدا کے حضور سفارش کی درخواست کی جاتی تھی کہ خطرات سے محفوظ رکھیں۔ پانچویں صدی میں اس کی تصاویر گرجاؤں میں لگائی گئیں۔ ان کے سامنے بتیاں جلانا، بخور جلانا اور ان کا بوسہ دینا، آخرکار پرستش ہونے لگ گئی۔ کلیسیا کے اکثر بزرگوں نے ایسی رسومات اور توہمات کی مخالفت کی۔ چنانچہ سیپرین (Cyprian) نے اس بات پر زور دیا کہ شہیدان کارتھج کی عزت حد سے زیادہ نہ کرنی چاہئے۔ نیسیہ کے گریگوری (Gregory) اور جیروم (Jerome) نے تیرتھ گاہوں کی بڑی مخالفت کی۔ ویلنٹین (Valentinian) نے مقدس مرحوموں کی پرستش ناجائز قرار دی۔ ہیلویڈس (Helvidius) نے مقدس مریم کی پرستش کی سخت مخالفت کی۔ ان کے علاوہ اوروں نے بھی ان توہمات کے بارے بہت کچھ کہا سنا۔ لیکن کسی نے بھی ان کے حال پکار کی پرواہ نہ کی۔ مشرقی کلیساؤں میں بت پرستی بہت بڑھ گئی۔ چنانچہ ساتویں صدی میں محمدی حملوں سے کسی قدر اس کی صفائی بھی ہوئی۔ چوتھی صدی خادمان دین کے تجرد کا خیال پیدا ہوا کہ ان کو شادی نہیں کرنی چاہئے راہب خانوں اور درویشوں کا میلان اس طرف زیادہ ہوگیا..... مشرق میں تو اس کی بہت پابندی نہ ہوئی مگر مغرب مین اس کا قانون بن گیا۔ اس قاعدے سے بہت سی خرابیاں پیدا ہوئیں..... تیسری صدی میں پریسٹ کے سامنے گناہوں کے اقرار کی رسم جاری ہوئی..... رفتہ رفتہ یہ اقرار (کونفیشن) ایک قانون بن گیا اور خیال ہونے لگا کہ ایسے اقراروں کے بغیر گناہوں کی معافی نہیں ہوتی ایسے اقرارات سے کئی قسم کی خرابیاں پیدا ہونے لگیں۔‘‘

چوتھی اور پانچویں صدی عیسویں میں Spain میں گاتھ قوم حکمران تھی۔ ان کا مذہب عیسائیت تھا اور رومی حکومت کا ہی ایک حصہ سمجھی جاتی تھی۔ اس قوم کے سرداروں اور پادریوں کی عیاشیوں اور بدکرداریوں اور مظالم کا ذکر متعدد کتب میں مذکور ہے، مثلاً Edward Gribb نے اپنی کتاب The Decline and Fall of Empire Roman کے باب 18 میں بڑی تفصیل سے کیا ہے۔ سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جس شخص اخطل عیسائی کا ذکر کیا ہے اس کے متعلق بڑی تفصیل سے مختلف کتب میں بیان کیا گیا ہے۔ دلچسپی رکھنے والے اس کا مکمل تعارف اردو دائرہ معارف اسلامی۔ زیر لفظ اخطل۔ جلد 1 صفحہ 181 تا 183 دیکھ سکتے ہیں۔

نیک راہب:

عرب کے اہل کتاب میں بعض نیک راہب بھی تھے جن میں سے کچھ الہام اور کشوف میں سے بھی حصہ پاتے تھے۔ آپؑ نے تاریخ میں مذکور ان نیک راہبوں کا بھی ذکر اپنی تحریرات میں فرمایا ہے جیسا کہ ایک جگہ فرمایا:

’’جیسا کہ آنحضرت ﷺ کے ظہور کے وقت ہزاروں راہب ملہم اور اہل کشف تھے اور نبی آخرالزمان کے قرب ظہور کی بشارت سنایا کرتے تھے لیکن جب انہوں نے امام الزمان کو جو خاتم الانبیاء تھے قبول نہ کیا تو خدا کے غضب کے صاعقہ نے ان کو ہلاک کر دیا اور ان کے تعلقات خدا تعالیٰ سے بکلی ٹوٹ گئے اور جو کچھ ان کے بارے میں قرآن شریف میں لکھا گیا اس کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہ وہی ہیں جن کے حق میں قرآن شریف میں فرمایا گیا وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ اس آیت کے یہی معنے ہیں کہ یہ لوگ خدا تعالیٰ سے نصرت دین کیلئے مدد مانگا کرتے تھے اور ان کو الہام اور کشف ہوتا تھا اگرچہ وہ یہودی جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نافرمانی کی تھی خدا تعالیٰ کی نظر سے گر گئے تھے لیکن جب عیسائی مذہب بوجہ مخلوق پرستی کے مر گیا اور اس میں حقیقت اور نورانیت نہ رہی تو اس وقت کے یہود اس گناہ سے بری ہو گئے کہ وہ عیسائی کیوں نہیں ہوتے۔ تب ان میں دوبارہ نورانیت پیدا ہوئی اور اکثر ان میں سے صاحب الہام اور صاحب کشف پیدا ہونے لگے اور ان کے راہبوں میں اچھے اچھے حالات کے لوگ تھے اور وہ ہمیشہ اس بات کا الہام پاتے تھے کہ نبی آخرزمان اور امام دوران جلد پیدا ہوگا اور اسی وجہ سے بعض ربانی علماء خدا تعالیٰ سے الہام پا کر ملک عرب میں آ رہے تھے اور ان کے بچہ بچہ کو خبر تھی کہ عنقریب آسمان سے ایک نیا سلسلہ قائم کیا جائے گا۔ یہی معنے اس آیت کے ہیں کہ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ یعنی اس نبی کو وہ ایسی صفائی سے پہچانتے ہیں جیسا کہ اپنے بچوں کو۔ مگر جب کہ وہ نبی موعود اس پر خدا کا کلام ظاہر ہوگیا تب خود بینی اور تعصب نے اکثر راہبوں کو ہلاک کر دیا اور ان کے دل سیہ ہو گئے۔ مگر بعض سعادتمند مسلمان ہو گئے اور ان کا اسلام اچھا ہوا۔ پس یہ ڈرنے کا مقام ہے اور سخت ڈرنے کا مقام ہے۔ خدا تعالیٰ کسی مومن کی بلعم کی طرح بدعاقبت نہ کرے۔ الٰہی تو اس امت کو فتنوں سے بچا اور یہودیوں کی نظریں ان سے دور رکھ۔ آمین ثم آمین۔‘‘

(ضرورت الامام۔ روحانی خزائن، جلد 13 صفحہ 476،475)

قرآن کریم اور احادیث نیز کتب تاریخ و سیرت سے یہ بات بالبداہت ثابت شدہ ہے کہ اسلام کے ظہور کے زمانہ تک اہل کتاب میں بعض نیک راہب موجود تھے۔ ان میں سے کچھ صاحب الہام بھی تھے اور کچھ نے اسلام بھی قبول کیا۔ مثلاً قرآن کریم میں سورۃ البقرہ آیت 147، آل عمران آیت 76، المائدہ آیت 83، 84۔ میں اس قسم کے نیک راہبوں کا ذکر موجود ہے۔ اسی طرح آنحضور ﷺ کے بچپن میں شام کی طرف ایک سفر میں بحیرا نامی عیسائی راہب سے ملاقات اور اس کے کشوف کا بھی ذکر ملتا ہے۔ ورقہ بن نوفل بھی اسی قسم کے راہبوں میں شمار ہوتا ہے جس کا ذکر تاریخ اسلام کی متعدد کتب میں موجود ہے۔ اس مضمون سے متعلق آپؑ کا ایک پُر معارف ارشاد ذیل میں درج ہے جس میں آپؑ نے دنیا کی اس حالت کو آنحضور ﷺ کی صداقت کی ایک بیّن دلیل قرار دیا ہے۔ فرمایا:

’’پس آنحضرتؐ کا ایسی عام گمراہی کے وقت میں مبعوث ہونا کہ جب خود حالت موجودہ زمانہ کی ایک بزرگ معالج اور مصلح کو چاہتی تھی اور ہدایت ربانی کی کمال ضرورت تھی اور پھر ظہور فرما کر ایک عالم کو توحید اور اعمال صالحہ سے منور کرنا اور شرک اور مخلوق پرستی کا جواُمّ الشرُور ہے قلع قمع فرمانا اس بات پر صاف دلیل ہے کہ آنحضرتؐ خدا کے سچے رسول اور سب رسولوں سے افضل تھے۔ سچا ہونا ان کا تو اس سے ثابت ہے کہ اس عام ضلالت کے زمانہ میں قانون قدرت ایک سچے ہادی کا متقاضی تھا اور سنت الٰہیہ ایک رہبر صادق کی مقتضی تھی۔ کیونکہ قانون قدیم حضرت رب العالمین کا یہی ہے کہ جب دنیا میں کسی نوع کی شدت اور صعوبت اپنے انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو رحمت الٰہی اس کے دور کرنے کی طرف متوجہ ہوتی ہے جیسے جب امساک باران سے غایت درجہ کا قحط پڑ کر خلقت کا کام تمام ہونے لگتا ہے تو آخر خداوند کریم بارش کر دیتا ہے اور جب وبا سے لاکھوں آدمی مرنے لگتے ہیں تو کوئی صورت اصلاح ہوا کی نکل آتی ہے یا کوئی دوا ہی پیدا ہو جاتی ہے اور جب کسی ظالم کے پنجہ میں کوئی قوم گرفتار ہوتی ہے تو آخر کوئی عادل اور فریادرس پیدا ہو جاتا ہے۔ پس ایسا ہی جب لوگ خدا کا راستہ بھول جاتے ہیں اور توحید اور حق پرستی کو چھوڑ دیتے ہیں تو خداوند تعالیٰ اپنی طرف سے کسی بندہ کو بصیرت کامل عطا فرما کر اور اپنے کلام اور الہام سے مشرف کر کے بنی آدم کی ہدایت کے لئے بھیجتا ہے کہ تا جس قدر بگاڑ ہو گیا ہے اس کی اصلاح کرے۔ اس میں اصل حقیقت یہ ہے کہ پروردگار جو قیوم عالم کا ہے اور بقا اور وجود عالم کا اسی کے سہارے اور آسرے سے ہے کسی اپنی فیضان رسانی کی صفت کو خلقت سے دریغ نہیں کرتا اور نہ بیکار اور معطل چھوڑتا ہے بلکہ ہر یک صفت اس کی اپنے موقعہ پر فی الفور ظہور پذیر ہو جاتی ہے۔ پس جبکہ از روئے تجویز عقلی کے اس بات پر قطع واجب ہوا کہ ہر یک آفت کا غلبہ توڑنے کے لئے خدا تعالیٰ کی وہ صفت جو اس کے مقابلہ پر پڑی ہے ظہور کرتی ہے اور یہ بات تواریخ سے اور خود مخالفین کے اقرار سے اور خاص فرقان مجید کے بیان واضح سے ثابت ہو چکی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے ظہور کے وقت میں یہ آفت غالب ہو رہی تھی کہ دنیا کی تمام قوموں نے سیدھا راستہ توحید اور اخلاص اور حق پرستی کا چھوڑ دیا تھا اور نیز یہ بات بھی ہر یک کو معلوم ہے کہ اس فساد موجودہ کے اصلاح کرنے والے اور ایک عالم کو ظلمات شرک اور مخلوق پرستی سے نکال کر توحید پر قائم کرنے والے صرف آنحضرت ہی ہیں کوئی دوسرا نہیں۔ تو ان سب مقدمات سے نتیجہ یہ نکلا کہ آنحضرت خدا کی طرف سے سچے ہادی ہیں۔ چنانچہ اس دلیل کی طرف اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں آپ ارشاد فرمایا ہے اور وہ یہ ہے: تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○ وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ○ (سورۃ النحل: 64-66)

یعنی ہم کو اپنی ذات الوہیت کی قسم ہے جو مبدءِ فیضان ہدایت اور پرورش اور جامع تمام صفات کاملہ ہے جو ہم نے تجھ سے پہلے دنیا کے کئی فرقوں اور قوموں میں پیغمبر بھیجے۔ پس وہ لوگ شیطان کے دھوکا دینے سے بگڑ گئے۔ سو وہی شیطان آج ان سب کا رفیق ہے۔ اور یہ کتاب اس لئے نازل کی گئی کہ تا ان لوگوں کا رفع اختلافات کیا جائے اور جو امر حق ہے وہ کھول کر سنایا جائے اور حقیقت حال یہ ہے کہ زمین ساری کی ساری مر گئی تھی۔ خدا نے آسمان سے پانی اتارا اور نئے سرے اس مردہ زمین کو زندہ کیا۔ یہ ایک نشان صداقت اس کتاب کا ہے۔ پر ان لوگوں کے لئے جو سنتے ہیں یعنے طالب حق ہیں‘‘

(روحانی خزائن جلد 1۔ براہین احمدیہ بقیہ حاشیہ نمبر 10 صفحہ 113 تا 115)

(سیرت النبی ﷺ، صفحہ 20 تا 23، مطبوعہ کینیڈا 2018)

⁂

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ ہم احمدی ہیں اور ہم نے زمانے کے امام کے ہاتھ پر عہدِ بیعت کیا ہے۔ ہم نے اپنے ہر قول و فعل کو خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق ڈھالنے کا عہد کیا ہے۔ ہم نے عُسر اور یسر، تنگی اور آسائش میں خدا تعالیٰ سے ہی مدد مانگنے اور غیر اللہ سے بیزاری کا عہد کیا ہے۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 28 نومبر 2014ء)

طالب دعا: مصدق احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

تذکار مہدی

سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی سیرت طیبہ سے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی روایات

مرتبہ مکرم حبیب الرحمٰن زیروی صاحب

کپتان ڈگلس اور مولوی محمد حسین بٹالوی کی گواہی

پھر اس پر ہی بس نہیں سر ڈگلس کو خدا تعالیٰ نے اور نشانات بھی دکھائے جو مرتے دم تک انہیں یاد رہے اور انہوں نے خود مجھ سے بھی بیان کئے۔ 1924ء میں جب میں انگلینڈ گیا تو انہوں نے یہ سارا قصہ مجھ سے بیان کیا۔ سر ڈگلس کے ایک ہیڈ کلرک تھے جن کا نام غلام حیدر تھا وہ راولپنڈی کے رہنے والے تھے بعد میں وہ تحصیلدار ہو گئے تھے معلوم نہیں وہ اب زندہ ہیں یا نہیں اور زندہ ہیں تو کہاں ہیں پہلے وہ سرگودھا میں ہوتے تھے انہوں نے خود مجھے یہ قصہ سنایا اور کہا جب ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک والا مقدمہ ہوا تو میں ڈپٹی کمشنر صاحب گورداسپور کا ہیڈ کلرک تھا۔ جب عدالت ختم ہوئی تو ڈپٹی کمشنر صاحب نے کہا ہم فوراً گورداسپور جانا چاہتے ہیں تم ابھی جا کر ہمارے لئے ریل کے کمرہ کا انتظام کرو چنانچہ میں مناسب انتظامات کرنے کے لئے ریلوے اسٹیشن پر آ گیا۔ میں اسٹیشن سے باہر نکل کر برآمدہ میں کھڑا تھا تو میں نے دیکھا کہ سر ڈگلس سڑک پر ٹہل رہے ہیں وہ کبھی ادھر جاتے ہیں اور کبھی ادھر۔ ان کا چہرہ پریشان ہے۔ میں ان کے پاس گیا اور کہا صاحب آپ باہر پھر رہے ہیں میں نے ویٹنگ روم میں کرسیاں بچھائی ہوئی ہیں آپ وہاں تشریف رکھیں۔ وہ کہنے لگے منشی صاحب آپ مجھے کچھ نہ کہیں میری طبیعت خراب ہے۔ میں نے کہا کچھ بتائیں تو سہی آخر آپ کی طبیعت کیوں خراب ہوگئی ہے تا کہ اس کا مناسب علاج کیا جا سکے۔ اس پر وہ کہنے لگے جب سے میں نے مرزا صاحب کی شکل دیکھی ہے اس وقت سے مجھے یوں نظر آتا ہے کہ کوئی فرشتہ مرزا صاحب کی طرف ہاتھ کر کے مجھ سے کہہ رہا ہے کہ مرزا صاحب گنہگار نہیں ان کا کوئی قصور نہیں۔ پھر میں نے عدالت کو ختم کر دیا اور یہاں آیا تو اب ٹہلتا ٹہلتا جب اس کنارے کی طرف نکل جاتا ہوں تو وہاں مجھے مرزا صاحب کی شکل نظر آتی ہے اور وہ کہتے ہیں میں نے یہ کام نہیں کیا یہ سب جھوٹ ہے پھر میں دوسری طرف جاتا ہوں تو وہاں بھی مرزا صاحب کھڑے نظر آتے ہیں اور وہ کہتے ہیں یہ سب جھوٹ ہے میں نے یہ کام نہیں کیا۔ اگر میری یہی حالت رہی تو میں پاگل ہو جاؤں گا۔ میں نے کہا صاحب آپ چل کر ویٹنگ روم میں بیٹھئے۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس بھی آئے ہوئے ہیں وہ بھی انگریز ہیں ان کو بلا لیتے ہیں شاید ان کی باتیں سن کر آپ تسلی پا جائیں۔ سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس کا نام لیمار چنڈ تھا۔ سر ڈگلس نے کہا انہیں بلوا لو۔ چنانچہ میں انہیں بلا لایا۔ جب وہ آئے تو سر ڈگلس نے ان سے کہا دیکھو یہ حالات ہیں میری جنون کی سی حالت ہو رہی ہے میں اسٹیشن پر ٹہلتا ہوں اور گھبرا کر اس طرف جاتا ہوں تو وہاں کنارے پر مرزا صاحب کھڑے نظر آتے ہیں اور ان کی شکل مجھے کہتی ہے کہ میں بے گناہ ہوں مجھ پر جھوٹا مقدمہ کیا گیا ہے پھر دوسری طرف جاتا ہوں تو وہاں کنارے پر مجھے مرزا صاحب کی شکل نظر آتی ہے اور وہ کہتی ہے کہ میں بے گناہ ہوں یہ سب کچھ جھوٹ ہے جو کیا جا رہا ہے۔ میری یہ حالت پاگلوں کی سی ہے اگر تم اس سلسلہ میں کچھ کر سکتے ہو تو کرو ورنہ میں پاگل ہو جاؤں گا۔ لیمار چنڈ نے کہا اس میں کسی اور کا قصور نہیں آپ کا اپنا قصور ہے آپ نے گواہ کو پادریوں کے حوالہ کیا ہوا ہے۔ وہ لوگ جو کچھ اسے سکھاتے ہیں وہ عدالت میں آ کر بیان کر دیتا ہے آپ اسے پولیس کے حوالہ کریں اور پھر دیکھیں کہ وہ کیا بیان دیتا ہے۔ چنانچہ اسی وقت سر ڈگلس نے کاغذ قلم منگوایا اور حکم دے دیا کہ عبدالحمید کو پولیس کے حوالہ کیا جائے اور حکم کے مطابق عبدالحمید کو پادریوں سے لے لیا گیا اور پولیس کے حوالہ کر دیا گیا۔ دوسرے دن یا اسی دن اس نے فوراً اقرار کر لیا کہ میں جھوٹ بولتا رہا ہوں۔ لیمار چنڈ کا بیان ہے کہ میں نے اسے سچ سچ بیان دینے کے لئے کہا تو اس نے پہلے تو اصرار کیا کہ واقعہ بالکل سچا ہے۔ مرزا صاحب نے مجھے ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک کے قتل کرنے کے لئے بھیجا تھا لیکن میں نے سمجھ لیا کہ یہ شخص پادریوں سے ڈرتا ہے چنانچہ میں نے کہا۔ میں نے ڈپٹی کمشنر صاحب سے حکم لے لیا ہے کہ اب تمہیں پادریوں کے پاس نہیں جانے دیا جائے گا اب تم پولیس کی حوالات میں ہی رہو گے تو وہ میرے پاؤں پر گر گیا اور کہنے لگا۔ صاحب مجھے بچا لو میں اب تک جھوٹ بولتا رہا ہوں اس نے مجھے بتایا کہ صاحب آپ دیکھتے نہیں تھے کہ جب میں گواہی کے لئے عدالت میں پیش ہوتا تھا تو میں ہمیشہ ہاتھ کی طرف دیکھتا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ جب پادریوں نے مجھے کہا کہ جاؤ اور عدالت میں بیان دو کہ مجھے مرزا صاحب نے ہنری مارٹن کلارک کے قتل کے لئے بھیجا تھا اور امرتسر میں مجھے فلاں مستری کے گھر میں جانے کے لئے ہدایت دی تھی (یہ دوست مستری قطب الدین صاحب تھے جن کا ایک پوتا اس وقت جامعہ احمدیہ میں پڑھتا ہے) تو میں نے کہا میں تو وہاں کے احمدیوں کو جانتا بھی نہیں مجھے اس کا نام یاد نہیں رہے گا (اس پر مستری صاحب کا نام کوئلہ کے ساتھ میری ہتھیلی پر لکھ دیتے تھے جب میں گواہی دینے آتا تھا اور ڈپٹی کمشنر صاحب مجھ سے دریافت کرتے تھے کہ تمہیں امرتسر میں کسی کے گھر بھیجا گیا تھا تو میں ہاتھ اٹھاتا تھا اور اس پر سے نام دیکھ کر کہہ دیتا تھا کہ مرزا صاحب نے مجھے فلاں احمدی کے پاس بھیجا تھا۔ غرض اس نے ساری باتیں بتا دیں اور سر ڈگلس نے اگلی پیشی پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بری کر دیا۔

تو دیکھو یہ سب واقعات ہمارے لئے آیات بینات ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے سر ڈگلس کے لئے اور آیات بینات بھی پیدا کیں۔ ایک آیت بینہ یہ تھی کہ انہیں ٹہلتے ٹہلتے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر نظر آتی تھی اور وہ تصویر کہتی تھی کہ میں بے گناہ ہوں میرا کوئی قصور نہیں پھر انہوں نے خود مجھے سنایا کہ ایک دن میں گھر میں بیٹھا ہوا تھا اور ایک ہندوستانی آئی سی ایس آیا ہوا تھا اس نے مجھ سے دریافت کیا کہ آپ اپنی زندگی کے عجیب حالات میں سے کوئی ایک واقعہ بتائیں تو میں نے اسے یہی مرزا صاحب والا واقعہ سنایا میں یہ واقعہ سنا رہا تھا کہ بہرے نے ایک کارڈ لا کر دیا اور کہا باہر ایک آدمی کھڑا ہے جو آپ سے ملنا چاہتا ہے۔ میں نے کہا اس کو اندر بلا لو جب وہ شخص اندر آیا تو میں نے کہا نوجوان میں آپ کو جانتا نہیں آپ کون ہیں۔ اس نوجوان نے کہا آپ میرے والد کو جانتے ہیں آپ ان کے واقف ہیں ان کا نام پادری وارث دین تھا۔ میں نے کہا ہاں میں ابھی ان کا ذکر کر رہا تھا۔ وہ نوجوان کہنے لگا ابھی تار آئی ہے کہ وہ فوت ہو گئے ہیں۔ وارث دین ایک پادری تھا جس نے ڈاکٹر مارٹن کلارک کو خوش کرنے کے لئے اس کی طرف سے یہ ساری کارروائی کی تھی مگر خدا تعالیٰ نے ڈپٹی کمشنر صاحب پر حق کھول دیا اور خود جو گواہ تھا اس نے بھی اقرار کر لیا کہ جو کچھ کیا جا رہا ہے یہ سب جھوٹ ہے۔ مگر عین اس وقت جب سر ڈگلس وارث دین کا ذکر کر رہے تھے اس کے بیٹے کا وہاں آنا اور اپنے والد کی وفات کی خبر دینا عجیب اتفاق تھا۔ سر ڈگلس اپنی موت تک جس احمدی کو بھی ملتے رہے، اسے یہ واقعہ بتاتے رہے۔ انہوں نے مجھے بھی یہ واقعہ سنایا۔ چوہدری فتح محمد صاحب اور چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کو بھی یہ واقعہ سنایا۔ 1924ء میں جب میں وہاں گیا تھا تو ان کی صحت اچھی تھی۔ یہ 32 سال قبل کی بات ہے۔ اب وہ 93 سال کی عمر میں فوت ہوئے ہیں۔ اس لحاظ میں 1924ء میں ان کی عمر 61 سال تھی۔ اس دفعہ جب میں انگلینڈ گیا تو میں نے انہیں بلایا تو انہوں نے معذرت کر دی اور کہا میں اب بڈھا ہو گیا ہوں اور بہت کمزور ہوں۔ اب میرے لئے چلنا پھرنا مشکل ہے۔ اب سنا ہے کہ وہ فوت ہو گئے ہیں تو مجھے افسوس ہوا کہ موٹر ہمارے پاس تھی ہم موٹر میں ہی انہیں منگوا لیتے یا ان کے گھر چلے جاتے تو یہ آیات بینات ہیں جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ دنیا میں اپنے انبیاء کی سچائی ظاہر کرتا رہتا ہے۔ مومن کو چاہئے کہ وہ سچے معنوں میں مومن بننے کی کوشش کرے۔ اگر وہ حقیقی مومن بنے تو اللہ تعالیٰ ضرور غیب سے ایسے حالات پیدا کرتا ہے جس سے اس کا ایمان تازہ ہوتا رہتا ہے اور درحقیقت ایسے ایمان کے بغیر کوئی مزہ بھی نہیں جس ایمان نے آنکھیں نہ کھولیں اور انسان کو اندھیرے میں رکھا اس کا کیا فائدہ۔ جو اس جہاں میں اندھا رہے گا وہ دوسرے جہاں میں بھی اندھا رہے گا اور جسے اس جہان میں آیات بینات نظر نہیں آتیں اس کو اگلے جہان میں بھی آیات بینات نظر نہیں آئیں گی۔ اس دنیا میں آیات بینات نظر آئیں تو دوسری دنیا میں بھی آیات بینات نظر آتی ہیں۔ پس مومن کو ہمیشہ دعاؤں اور ذکر الٰہی میں لگے رہنا چاہئے کہ وہ دن اسے نصیب ہو جب اللہ تعالیٰ اسلام اور اپنے ذات کی سچائی اس کے لئے کھول دے اور اس کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منور چہرہ اور خدا تعالیٰ کا نورانی چہرہ نظر آ جائے۔ جب یہ ہو جائے تو پھر رات اور دن اور سال تکلیف کے سال ہوں یا خوشی کے سال ہوں اس کے لئے برابر ہو جاتے ہیں اور چاہے کچھ بھی ہو ایسا آدمی ہمیشہ خوش رہتا ہے اور مطمئن رہتا ہے۔ وہ کسی سے ڈرتا نہیں۔

(تذکار مہدی صفحہ 176 تا 180، ایڈیشن 2020، یوکے)

⁂

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

تمہیں اپنے کاموں کی تکمیل کیلئے اگر کسی کی مدد کی ضرورت ہے تو وہ صرف خدا تعالیٰ کی ذات ہے جو حقیقی رنگ میں تمہاری مدد کر سکتی ہے، مدد کرنے کی طاقت رکھتی ہے اور مدد کرتی ہے اور یہ بات اتنی اہم ہے کہ ایک حقیقی مومن کو ہر وقت اسے اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ (خطبہ جمعہ 28 نومبر 2014)

طالب دعا: ناصر احمد ایم.بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم.اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑا وہی ہے جس میں تقویٰ ہے، جو اللہ تعالیٰ کا خوف اپنے دل میں رکھتا ہے، جو دوسروں کے حقوق ادا کرتا ہے، جو جھوٹی اناؤں اور تکبر سے پاک ہے۔ (خطاب جلسہ سالانہ برطانیہ 2023ء)

طالب دعا: بی.ایس. عبدالرحیم ولد مکرم شیخ علی صاحب مرحوم (صدر جماعت احمدیہ منگلور، کرناٹک)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

ہم جو احمدی کہلاتے ہیں حقیقی احمدی اُسی وقت بن سکتے ہیں

جب ہم عارضی اور دنیاوی خواہشات اور لذّات کو اپنا مقصد نہ بنائیں

(خطبہ جمعہ مورخہ 05 مئی 2017ء)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم شکیل احمد گنائی صاحب مرحوم (دار الرحمت، جماعت احمدیہ ریشی نگر، کشمیر)

خطبہ جمعہ بطرز سوال و جواب

غزوۂ تبوک: سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں ایمان، حکمت اور نصرتِ الٰہی کا عظیم درس

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 21 نومبر 2025ء بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: غزوۂ تبوک کے پس منظر میں مخالفین کی کیا حکمتِ عملی تھی؟

جواب: غزوۂ تبوک کے پس منظر میں یہود، نصاریٰ اور منافقین کی ایک مشترکہ اور منظم سازش کارفرما تھی۔ جب وہ اسلام کو کھلے مقابلہ میں شکست نہ دے سکے تو انہوں نے خفیہ تدبیروں کا سہارا لیا اور یہ منصوبہ بنایا کہ مسلمانوں کو یا تو اس کٹھن سفر میں تباہ کر دیا جائے یا واپسی پر ختم کر دیا جائے۔

سوال: آنحضرت ﷺ کے خلاف منافقین کی سب سے خطرناک سازش کیا تھی؟

جواب: منافقین نے واپسی کے سفر میں ایک تنگ اور خطرناک گھاٹی پر رات کے اندھیرے میں یہ منصوبہ بنایا کہ آپ ﷺ کی اونٹنی کو ڈرا کر یا اس کی رسی کاٹ کر آپؐ کو کھائی میں گرا دیا جائے تاکہ اس قتل کو ایک حادثہ ظاہر کیا جا سکے۔

سوال: اللہ تعالیٰ کی نصرت نے اس سازش کو کس طرح ناکام بنایا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو بذریعہ وحی اس سازش سے آگاہ فرمایا۔ چنانچہ آپؐ نے حکمت عملی اختیار کرتے ہوئے لشکر کو محفوظ راستے پر روانہ کیا اور خود محدود صحابہؓ کے ساتھ گھاٹی سے گزرے، یوں دشمن کی پوری تدبیر ناکام ہوگئی۔

سوال: اس نازک موقع پر کون سے جاں نثار صحابہؓ آپؐ کے ساتھ تھے؟

جواب: حضرت حذیفہ بن یمانؓ، حضرت عمار بن یاسرؓ اور حضرت حمزہ بن عمرو اسلمیؓ اس موقع پر آپؐ کے ساتھ تھے، جنہوں نے بہادری سے منافقین کو پسپا کیا اور آپؐ کی حفاظت کا حق ادا کیا۔

سوال: اتنی بڑی سازش کے باوجود آنحضرت ﷺ نے منافقین کو سزا کیوں نہ دی؟

جواب: آپ ﷺ نے غیر معمولی حکمت اور وسیع ظرفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نہیں چاہتا کہ لوگ یہ کہیں کہ محمد ﷺ اپنے ہی لوگوں کو قتل کرتے ہیں۔ اس طرح آپؐ نے معاشرتی فساد اور غلط فہمی کے دروازے بند کر دیے۔

سوال: اس واقعہ سے سیرتِ نبوی ﷺ کا کون سا عظیم پہلو نمایاں ہوتا ہے؟

جواب: یہ واقعہ آنحضرت ﷺ کی بے مثال رحمت، عفو و درگزر، برداشت اور اعلیٰ اخلاق کو نمایاں کرتا ہے کہ آپؐ نے شدید دشمنی کے باوجود بھی درگزر کا راستہ اختیار فرمایا۔

سوال: مسجدِ ضرار کی حقیقت کیا تھی؟

جواب: مسجدِ ضرار دراصل ایک سازشی مرکز تھا جسے منافقین نے عبادت کے نام پر تعمیر کیا تاکہ وہاں بیٹھ کر اسلام کے خلاف منصوبہ بندی کریں، مسلمانوں میں تفرقہ ڈالیں اور دشمنانِ اسلام کو سہولت فراہم کریں۔

سوال: قرآن کریم نے مسجدِ ضرار کے بارے میں کیا فیصلہ سنایا؟

جواب: سورۃ التوبہ (آیت 107) میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا کہ یہ مسجد نقصان پہنچانے، کفر کو فروغ دینے اور مومنوں میں پھوٹ ڈالنے کے لیے بنائی گئی ہے اور اس کے بنانے والے جھوٹے ہیں۔

سوال: آنحضرت ﷺ نے مسجدِ ضرار کے فتنہ کا کیا حل کیا؟

جواب: آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے صحابہؓ کو بھیج کر اس مسجد کو منہدم کروا دیا اور اسے جلا دیا، تاکہ اس فتنہ کی جڑ مکمل طور پر ختم ہو جائے۔

سوال: ابو عامر راہب کا کردار کیا تھا؟

جواب: ابو عامر راہب ایک منافق اور اسلام کا سخت دشمن تھا۔ اس نے بیرونی طاقت (قیصر روم) سے مدد لینے کی کوشش کی اور مسلمانوں کے خلاف مسلسل سازشیں کرتا رہا، مگر آخرکار اللہ کی پکڑ سے بچ نہ سکا اور ذلت و تنہائی کی موت مرا۔

سوال: جو لوگ غزوۂ تبوک میں شریک نہ ہو سکے، ان کے بارے میں کیا تعلیم دی گئی؟

جواب: آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ لوگ جو مجبوری (بیماری یا غربت) کی وجہ سے شامل نہ ہو سکے مگر نیک نیت تھے، وہ بھی اجر میں شریک ہیں کیونکہ ان کے دل اور دعائیں مجاہدین کے ساتھ تھیں۔

سوال: اس سے دعا کی کیا اہمیت اجاگر ہوتی ہے؟

جواب: یہ واضح ہوتا ہے کہ اخلاص سے کی گئی دعا اللہ تعالیٰ کے ہاں انتہائی مؤثر ہوتی ہے اور بعض اوقات میدانِ عمل میں کیے جانے والے کام سے بھی بڑھ کر اثر رکھتی ہے۔

سوال: مدینہ واپسی پر آنحضرت ﷺ کا استقبال کس انداز میں کیا گیا؟

جواب: اہلِ مدینہ، جن میں مرد، عورتیں اور بچے سب شامل تھے، محبت اور عقیدت کے جذبات سے سرشار ہو کر ثنیۃ الوداع پر جمع ہوئے اور خوشی سے یہ اشعار پڑھتے ہوئے استقبال کیا:

”طلع البدر علینا...“

سوال: آنحضرت ﷺ کی مدینہ اور اہلِ مدینہ سے محبت کیسے ظاہر ہوئی؟

جواب: آپ ﷺ نے مدینہ کو ”طابہ“ (پاکیزہ شہر) قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ ”یہ اُحد پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں“، جو آپؐ کی اپنے وطن اور اس کے لوگوں سے گہری محبت کا اظہار ہے۔

سوال: اس خطبہ کا جامع اور عملی پیغام کیا ہے؟

جواب: عفو و درگزر اور برداشت کو اپنی زندگی کا حصہ بنانا، منافقت اور سازشوں سے ہوشیار رہنا، اخلاص، قربانی اور وفاداری کو اپنانا، دعا کی طاقت پر کامل یقین رکھنا، امت میں اتحاد، محبت اور بھائی چارہ قائم کرنا

سوال: منافقین کی سب سے بڑی کمزوری کیا تھی؟

جواب: ان کی سب سے بڑی کمزوری یہ تھی کہ وہ بزدل اور دوغلے تھے، سامنے کچھ اور اور دل میں کچھ اور رکھتے تھے، اسی لیے ان کی تمام سازشیں ناکام ہوئیں۔

سوال: آنحضرت ﷺ کی سیرت سے ہمیں برداشت کا کون سا سبق ملتا ہے؟

جواب: یہ سبق ملتا ہے کہ شدید مخالفت اور تکلیف کے باوجود بھی صبر، درگزر اور اعلیٰ اخلاق کا دامن نہیں چھوڑنا چاہیے۔

سوال: غزوۂ تبوک کا روحانی پہلو کیا ہے؟

جواب: یہ غزوہ ایمان، اخلاص، قربانی اور اللہ تعالیٰ پر کامل توکل کا عملی مظاہرہ ہے، جس میں ظاہری وسائل کم ہونے کے باوجود کامیابی حاصل ہوئی۔

سوال: اس واقعہ میں اللہ تعالیٰ کی کون سی صفات نمایاں ہوتی ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی نصرت، حفاظت، علمِ غیب اور اپنے بندوں کی مدد کرنے کی صفات نمایاں طور پر ظاہر ہوتی ہیں۔

⁂

احبابِ جماعت احمدیہ عالمگیر کے لیے

ایک ضروری یاددہانی!

اپنے پیارے امام امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بابرکت ارشاد کے زیرِ تابع اپنے آپ کو روحانی آہنی قلعے میں محفوظ کرنے کے لیے

کیا آج ہم نے درج ذیل دعاؤں کا وِرد کر لیا ہے؟

200 دفعہ دُرود شریف

(بڑی عمر کے افراد 200 دفعہ-15 سے 25 سال کے افراد، (کم از کم) 100 دفعہ- بچے 33 دفعہ- چھوٹے بچے، 3 سے 4 دفعہ- والدین کے ساتھ)

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

(ترجمہ: پاک ہے اللہ اپنی حمد کے ساتھ۔ پاک ہے اللہ جو بہت عظمت والا ہے۔

اے اللہ! رحمتیں بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور محمدؐ کی آل پر)

(Holy is Allah and worthy of all praise. Holy is Allah,the Great. O Allah! bestow Your blessings on Muhammad^{sa} and on the people of Muhammad^{sa}.)

100 دفعہ اِستغفار

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ

(ترجمہ: میں اللہ سے ہر گناہ کی بخشش مانگتا ہوں جو میرا رب ہے اور میں اُسی کی طرف جھکتا ہوں)

100 دفعہ درج ذیل دعا

رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ

(ترجمہ: اے میرے ربّ! ہر ایک چیز تیری خادم ہے۔ اے میرے ربّ! پس مجھے محفوظ رکھ اور میری مدد فرما اور مجھ پر رحم فرما)

(O my Lord! Everything serves You. So, O my Lord, protect me and help me and have mercy on me.)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو انفرادی اور اجتماعی ہر لحاظ سے اس روحانی آہنی قلعے میں داخل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

⁂

خطبہ جمعہ بطرز سوال وجواب

جلسہ سالانہ کی روح، اسلامی اخلاق اور دعاؤں کی اہمیت

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 27/جولائی 2007ء بطرز سوال وجواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: اس خطبہ کے آغاز میں حضور انور نے کیا اعلان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ سالانہ کا آغاز ہو رہا ہے اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اسے ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور تمام شاملین اور انتظامیہ کی پریشانیاں دور کرے۔

سوال: موسم کے حوالے سے کیا خدشات اور دعائیں بیان ہوئیں؟

جواب: موسم کی خرابی کے باعث انتظامیہ اور شاملین میں تشویش تھی، اس لیے حضور نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ موسم کو جلسہ میں رکاوٹ نہ بننے دے اور سب کے لیے آسانیاں پیدا فرمائے۔

سوال: جلسہ سالانہ کے قیام کا بنیادی مقصد کیا بیان کیا گیا؟

جواب: حضور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے جلسہ سالانہ اس لیے جاری فرمایا تا کہ احمدی چند دن اکٹھے ہو کر اپنی دینی، علمی اور روحانی حالت کو بہتر بنائیں۔

سوال: جلسہ میں شامل ہونے والوں کو کس نیت کے ساتھ آنا چاہیے؟

جواب: خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے، روحانی ترقی کرنے اور دین کی خدمت کے جذبہ کے ساتھ شامل ہونا چاہیے۔

سوال: ماضی کے جلسوں کی کون سی ایمان افروز مثالیں بیان ہوئیں؟

جواب: ربوہ، قادیان، گھانا اور تنزانیہ کے جلسوں کی مثالیں دی گئیں جہاں شدید سردی، بارش اور مشکلات کے باوجود لوگوں نے انتہائی صبر اور ایمان کے ساتھ جلسہ میں شرکت کی۔

سوال: ان مثالوں سے کیا سبق حاصل ہوتا ہے؟

جواب: ایک سچے مومن کا ایمان موسمی سختیوں سے متاثر نہیں ہوتا بلکہ وہ ہر حالت میں دین کو ترجیح دیتا ہے۔

سوال: مشکل موسم میں آنحضرت ﷺ کی کون سی دعا سکھائی گئی؟

جواب: یہ دعا سکھائی گئی کہ:

’’ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَيْرَھَا...وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّھَا...‘‘

یعنی اے اللہ! میں اس کی خیر مانگتا ہوں اور اس کے شر سے پناہ چاہتا ہوں۔

سوال: جلسہ کے دنوں میں خصوصی طور پر کس چیز پر زور دیا گیا؟

جواب: دعا، عبادت، اور اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنے پر خاص زور دیا گیا۔

سوال: مہمان نوازی کے متعلق آنحضرت ﷺ کی کیا تعلیم بیان کی گئی؟

جواب: فرمایا کہ مہمان کی عزت وتکریم کرنا ایمان کا حصہ ہے، ایک دن خاص اہتمام اور تین دن تک عمومی مہمان نوازی کرنی چاہیے۔

سوال: مہمان کے لیے کیا ہدایت دی گئی؟

جواب: مہمان کو چاہیے کہ میزبان پر بوجھ نہ بنے اور ضرورت سے زیادہ قیام نہ کرے۔

سوال: جلسہ میں آنے والوں کو کن اخلاقی اصولوں کی پابندی کرنی چاہیے؟

جواب: خوش اخلاقی، عاجزی، احترام، اور دوسروں کے حقوق کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

سوال: سلام کے متعلق کیا ہدایت دی گئی؟

جواب: سلام کو عام کیا جائے، چاہے کسی کو جانتے ہوں یا نہ جانتے ہوں، تا کہ محبت اور بھائی چارہ بڑھے۔

سوال: سلام کی اہمیت کیا بیان ہوئی؟

جواب: سلام دلوں کو جوڑتا ہے، نفرتیں ختم کرتا ہے اور محبت کو فروغ دیتا ہے۔

سوال: صحابہؓ کا سلام کو رواج دینے کا کیا انداز تھا؟

جواب: وہ بازار میں صرف اس لیے جاتے تھے کہ لوگوں سے ملیں اور سلام کا تبادلہ کریں، تا کہ دعائیں اور محبت بڑھے۔

سوال: مزید کون سے اعمال جنت کے حصول کا ذریعہ بتائے گئے؟

جواب: کھانا کھلانا، صلہ رحمی کرنا، اور رات کو نوافل ادا کرنا۔

سوال: جلسہ میں عبادت کے حوالے سے کیا نصیحت کی گئی؟

جواب: فرض نمازوں کے ساتھ نوافل کا بھی اہتمام کیا جائے اور وقت ضائع کرنے سے بچا جائے۔

سوال: انتظامی امور میں کس چیز پر زور دیا گیا؟

جواب: نظم وضبط، صبر، اور انتظامیہ سے مکمل تعاون کرنے کی تاکید کی گئی۔

سوال: پارکنگ کے مسئلہ کے بارے میں کیا ہدایت دی گئی؟

جواب: دور پارکنگ سے آنے جانے کے انتظام کو قبول کیا جائے اور انتظامیہ سے تعاون کیا جائے۔

سوال: سیکیورٹی کے حوالے سے کیا ہدایات دی گئیں؟

جواب: شناختی کارڈ ساتھ رکھیں، چیکنگ میں تعاون کریں، اور کسی مشکوک شخص کی اطلاع متعلقہ شعبہ کو دیں۔

سوال: چیکنگ کے بارے میں کیا رویہ اختیار کرنا چاہیے؟

جواب: اسے برا نہیں ماننا چاہیے بلکہ اسے اپنی حفاظت کے لیے ضروری سمجھنا چاہیے۔

سوال: اسلامی معاشرے کے قیام کے لیے کیا اصول بیان کیے گئے؟

جواب: باہمی احترام، حقوق کی ادائیگی، محبت، اور تعاون کو فروغ دینا۔

سوال: جلسہ میں شامل ہونے والوں کے لیے حضرت مسیح موعودؑ کی کیا دعا بیان ہوئی؟

جواب: اللہ تعالیٰ ان کے سفر کو بابرکت کرے، مشکلات آسان کرے، اور انہیں اجر عظیم عطا فرمائے۔

سوال: سفر کے دوران کون سی دعا کا ذکر کیا گیا؟

جواب: سفر کی مشکلات، نقصان، اور اہل وعیال کے بارے میں بری حالت سے اللہ کی پناہ مانگنے کی دعا۔

سوال: اس خطبہ کا مرکزی پیغام کیا ہے؟

جواب: اخلاص کے ساتھ جلسہ میں شرکت

دعا اور عبادت پر زور

اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ

نظم وضبط اور تعاون

محبت، بھائی چارہ اور سلام کو فروغ دینا

سوال: ایک مومن کے لیے جلسہ سالانہ کی اصل روح کیا ہے؟

جواب: روحانی ترقی، اللہ تعالیٰ سے تعلق مضبوط کرنا، اور دین کی خدمت کے لیے نئے عزم کے ساتھ واپس جانا۔

⁂

نہ حسن مدعا پر ہے نہ شان ارتقا پر ہے
بقائے عزت انساں خلافت کی بقا پر ہے
خلافت کشتی ملت کی امیدوں کا یارا ہے
جو سچ پوچھو تو یہ ملت کا اک واحد سہارا ہے
نہ جب تک کارواں میں ہو امام کارواں کوئی
نہیں ہوتا کسی کا اس جہاں میں پاسباں کوئی
کلی جب شاخ گل پر ہو تو کھل کر پھول ہوتی ہے
ہو جڑ سے ربط قائم تو دعا مقبول ہوتی ہے
پراگندہ اگر ربط باہم انجمن اسکو نہیں کہتے
کہیں گل ہو کہیں لالہ چمن اسکو نہیں کہتے
خلافت کیا ہے خود نور خدا کا جلوہ گر ہونا
بشر کا بزم موجودات میں خیر البشر ہونا

(جناب چوہدری عبدالسلام صاحب اختر ایم اے)

⁂

GRIZZLY
BE ALWAYS AHEAD

Manufacturer and Retailer of Leather Fashion Accessories and Bags.
Specialized in the Desing and Production of Quality & Sale Online Platform
Like Flipkart, Amazon, Meesho. & Product Key Word is "*Grizzly Wallet*"
6294738647 mygrizzlyindia@gmail.com,Web:www.mygrizzlyindia.com
mygrizzlyindia mygrizzlyindia mygrizzlyindia

طالب دعا : عطاء الرحمٰن (بھاٹ پوٹا، ضلع ساؤتھ 24 پرگنہ) مغربی بنگال

HOTEL
HOTEL FIRDOUS
SALANDI BY PASS (BHADRAK)
Nearest to Bus Stand & Railway Station
A/C & Non A/C Rooms, Marriage & Confrence Hall, Laundry Facility
Landline : 06784-240620 Mobile : 9078517843, 7852974737

طالب دعا : شیخ طاہر احمد (جماعت احمدیہ بھدرک، صوبہ اڈیشہ)

خلافت ہے سراسر مہبط الطاف ربانی

خلافت نے کیا کونین کا مقصود آدم کو	خلافت نے فرشتوں کا کیا مسجود آدم کو
خدا کا ہاتھ ہوتا ہے خلافت کے ارادوں میں	مرادیں حق کی شامل ہیں خلافت کی مرادوں میں
خلافت شہپر پرواز آدم کی توانائی	ید بیضا خلافت ہے ، خلافت ہے مسیحائی
خلافت نا تواں کی توانائی کا سرمایہ ہے	خلافت سے غریبوں پر خدا کے فضل کا سایہ
خلافت سے میسر دین کو تمکین ہوتی ہے	خلافت میں سراسر قوت تکوین ہوتی ہے
خلافت مرکز پر کار جوش کامرانی	خلافت کیا ہے اکسیر حیات جاودانی ہے
خلافت ہے دلیل ایمان کی اور نیکو کاری کی	خلافت ہے دلیل امت پہ لطف وفضل باری کی
خلافت میں نہاں راز دوام شادکامی ہے	فدا ہے حریت جس پر خلافت کی غلامی ہے
خلافت سے عبادت زندگی کا نور پاتی ہے	نشاط جانفروز جلوہ ہائے طور پاتی ہے
خلافت عصمت صغریٰ عطا کرتی ہے ملت کو	ہلاکت سے مصیبت سے بچالیتی ہے امت کو
خلافت کے وسیلے سے جہاں زیر نگیں کر لو	جہاں کا ذکر کیا کون و مکاں زیر نگیں کر لو
خلافت ہی بالفاظ و گر ہے قدرت ثانی	جہاں کی بزم میں آئینہ دار شان رحمانی
ہیں پھل نخل خلافت کے جہانگیر جہانبانی	خلافت ہے سراسر مہبط الطاف ربانی
خلافت سے اشاعت حق کی دنیا کے کناروں تک	صداقت پھیلتی ہے ریگ زاروں کہساروں تک
خلافت مذہب اسلام میں موعود ربانی	بغیر اسکے پنپ سکتی نہیں شاخ مسلمانی
خلافت شاہبازوں سے ممولوں کو لڑاتی ہے	یہی آئین فطرت ہے خلافت غالب آتی ہے
خلافت سے شعور قوم کو تابندگی حاصل	اسی کے فیض سے تنظیم کو ہے زندگی حاصل
خلافت ضامن امن حقیقی خوف سے خالی	اسی سے وحدت باری کی پاتی ہے نمو ڈالی
خلافت سے خزف ریزے بہا پاتے ہیں گوہر کی	چمک ذروں میں ہوتی ہے نمایاں مہرانور کی
حصار عافیت ہے خیر و خوبی کا خزانہ ہے	خلافت سے جدا ہونا شعار فاسقانہ ہے

(میر اللہ بخش تسنیم)

اسٹوڈنٹ کارنر

UGC-NET جون 2026 کا نوٹیفکیشن جاری

احمدی طلباء سے درخواست ہے کہ 20 مئی 2026 سے پہلے درخواست جمع کریں

نیشنل ٹیسٹنگ ایجنسی (NTA) نے University Grants Commission National Eligibility (UGC-NETTest) جون 2026 کا باضابطہ نوٹیفکیشن جاری کر دیا ہے، جو ملک بھر کے طلباء/ طالبات کے لیے ایک نہایت اہم امتحان ہے۔ رجسٹریشن کی آخری تاریخ 20 مئی 2026 مقرر کی گئی ہے، اس لیے خواہشمند طلباء بغیر کسی تاخیر کے اپنی آن لائن درخواست مکمل کریں۔

UGC-NET ایک معیاری قومی سطح کا امتحان ہے، جو درج ذیل کے لیے اہلیت کا تعین کرتا ہے:

- Ph.D پی پروگرامز میں داخلہ
- ملک بھر کی یونیورسٹیوں اور کالجوں میں اسسٹنٹ پروفیسر کے طور پر تقرری
- جونیئر ریسرچ فیلوشپ (JRF) کا حصول

یہ امتحان ان طلباء کے لیے ایک اہم موقع فراہم کرتا ہے جو اعلیٰ تعلیم، تدریس اور تحقیق کے میدان میں اپنا مستقبل بنانا چاہتے ہیں۔ UGC-NET میں کامیابی تعلیمی اور تحقیقی شعبوں میں ترقی کے دروازے کھولتی ہے۔

ملک بھر کے احمدی طلباء، خصوصاً پوسٹ گریجویٹ اور آخری سال کے ماسٹرز کے طلباء کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اس موقع سے بھرپور فائدہ اٹھائیں اور امتحان کی تیاری سنجیدگی اور محنت سے کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے مساعی میں برکت عطا فرمائے۔ آمین

Submission of Online Application Form	29 April 2026 to 20 May 2026
Last date for submission of Examination fee (through Credit Card/Debit Card/Net Banking/UPI	20 May 2026 (upto 11:50 P.M.)
Correction in the Particulars in Online Application Form	22 May 2026 to 24 May 2026 (upto 11:50 P.M.)
Announcement of Exam City	By 10 June 2026
Downloading of Admit Card	By 15 June 2026
Date of Examination	22 June 2026 to 30 June 2026
Centre, Date and Shift	As indicated on Admit Card
Display of Recorded Responses and Answer Key(s)	To be announed later on the website
Website	https://ugcnet.nta.nic.in/www.nta.ac.in
Application Fee	General/Unreserved Rs.1150/- General-EWS/OBC-NCL Rs.600/- SC/ST/PwD Third Gender Rs.325/-

وصایا

منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر 12585: میں امۃ الشکور زوجہ مکرم پرویز احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: یکم جنوری 1990ء پیدائشی احمدی ساکن: حلقہ مسرور قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 2 اپریل 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر -/35,000 روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : پرویز احمد الامۃ : امۃ الشکور گواہ : ناصر احمد زاہد

مسل نمبر 12586: میں سیدہ روبینہ عزیز زوجہ مکرم Min Thunaing Abubakar صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش: 22 جون 2000ء پیدائشی احمدی ساکن: ننگل باغبانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 10 اکتوبر 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ایک رنگ، ایک چین۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/12,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : سید عزیز احمد الامۃ : سیدہ روبینہ عزیز گواہ : سید اعزاز احمد

مسل نمبر 12587: میں یاسر بشارت ڈار ولد مکرم طاہر بشارت ڈار صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش: 22 جولائی 2007ء دائشی احمدی ساکن: آسنور تحصیل دمحال ہانجی پورہ کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1 نومبر 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : بشارت احمد ڈار العبد : یاسر بشارت ڈار گواہ : طاہر بشارت ڈار

مسل نمبر 12588: میں این عرفان احمد ولد مکرم کے نور محمد صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش 14 فروری 2006ء پیدائشی احمدی موجودہ پتہ: جامعہ احمدیہ قادیان مستقل پتہ: جماعت کوئمبٹور صوبہ تامل ناڈو بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 13 دسمبر 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1,500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : زبیر احمد نائک العبد : این عرفان احمد گواہ : ایم احمد سالک

مسل نمبر 12589: میں حبیبہ خاتون زوجہ مکرم شیخ آفتاب الدین صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: 27 اگست 1998ء پیدائشی احمدی ساکن: ڈی ایل نارائن پور pathar pratima ساؤتھ 24 پرگنہ صوبہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 13 ستمبر 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: کان کی بالی دو جوڑی 6 گرام، ہاتھ کے کنگن 5 گرام، ناک کی نتھنی 1 گرام (تمام زیورات 22 کیریٹ) حق مہر -/36,000 روپے ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : شیخ آفتاب الدین الامۃ : حبیبہ خاتون گواہ : محمد صغیر عالم

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 5 نومبر 2025ء بروز بدھ 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

(نماز جنازہ حاضر)

(1) مکرمہ مسرت اقبال بھٹی صاحبہ

اہلیہ مکرم محمد اقبال بھٹی صاحب (لیسٹر۔یوکے)

یکم نومبر ۲۰۲۵ء کو ۶۹ سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ اور احکام شریعت پر پابندی سے عمل کرنے والی ایک صاحب رؤیا، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ حضور انور کی خدمت میں دُعائیہ خطوط لکھنے میں بڑی باقاعدہ تھیں۔ مرحومہ نے اسلام آباد پاکستان میں لجنہ اماء اللہ میں خدمت کی توفیق پائی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ ایک بیٹی اور دو بیٹے شامل ہیں۔ آپ کے بچے مختلف رنگ میں جماعت کی خدمت کی توفیق پارہے ہیں۔

(2) مکرم چودھری حمید اللہ کاہلوں صاحب

ابن مکرم چودھری محمد عبد اللہ کاہلوں صاحب مرحوم

(آکسفورڈ۔یوکے)

۲/نومبر ۲۰۲۵ء کو ۸۷ سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم کا تعلق چھور مغلیاں سے تھا اور وہاں آپ نے مسجد کی توسیع اور مربی ہاؤس کے لیے اپنا آبائی گھر جماعت کو ہبہ کرنے کی توفیق پائی۔ آپ ۱۹۶۲ء میں پاکستان سے یوکے آئے۔ آکسفورڈ جماعت کے ابتدائی ممبران میں سے تھے۔ آکسفورڈ مشن ہاؤس کی خریداری سے پہلے ۱۹۷۰ء۔ ۸۰ء کی دہائی میں آپ کا گھر نماز سنٹر کے طور پر بھی استعمال ہوتا رہا۔ جہاں جماعتی میٹنگز، نمازیں اور جمعہ کی ادائیگی ہوتی تھی۔ آکسفورڈ مشن ہاؤس کے حصول میں بھی آپ کو خدمت کا موقع ملا۔ آپ ایک فعال داعی الی اللہ تھے اور آکسفورڈ جماعت میں سیکرٹری تبلیغ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ آپ صوم وصلوٰۃ کے پابند، بڑے ہنس مکھ، ہمدرد، ملنسار، مالی قربانی میں پیش پیش رہنے والے ایک مخلص اور باوفا انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کی بیٹی مکرمہ لبنیٰ ارشد صاحبہ آکسفورڈ کی لارڈ میئر بنیں اور آپ کے بیٹے مکرم سلیم اللہ کاہلوں صاحب کو مختلف جماعتی خدمات کی توفیق مل رہی ہے۔

(نماز جنازہ غائب)

(1) مکرمہ نعیمۃ المسعودی صاحبہ

اہلیہ مکرم محمد السعیدی صاحب (Morocco)

۲۲/اکتوبر ۲۰۲۵ء کو ۳۸ سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ دو سال سے کینسر کے مرض میں مبتلا تھیں لیکن بڑے صبر و حوصلہ کے ساتھ بیماری کا مقابلہ کیا۔ مرحومہ خلافت سے گہری عقیدت رکھنے والی ایک مخلص اور نیک خاتون تھیں۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ تین بچے شامل ہیں۔

(2) مکرم محمد ابراہیم صاحب

ابن مکرم مرزا عبد الکریم صاحب

(دار النصر وسطی ربوہ)

۲۱/اگست ۲۰۲۵ء کو ۹۲ سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم کے والد نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی سعادت پائی۔ مرحوم کے والد اور آپ خود بھی جماعتی تعمیرات میں خدمت سرانجام دیتے رہے۔ ۱۹۴۸ء میں فرقان بٹالین میں بھی ۶ ماہ خدمت کی توفیق پائی۔ آپ پنجوقتہ نمازوں کے پابند، تہجد گزار، ایک نیک اور ملنسار انسان تھے۔ ایک عرصہ تک اپنی نصف آمد چندہ میں ادا کرتے رہے۔ آپ کو ابوظبی میں نماز کی امامت اور تبلیغ دین کی توفیق ملی۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ مکرم حاشر نعمان بشیر صاحب کے نانا تھے۔

(3) مکرم چودھری محمود احمد ملہی صاحب

ابن مکرم چودھری نصر اللہ خان ملہی صاحب

(بدوملہی ضلع نارووال)

۲۳/جون ۲۰۲۵ء کو ۸۷ سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم نے ۲۲ سال کی عمر میں بیعت کی توفیق پائی۔ آپ اپنے خاندان میں اکیلے احمدی تھے۔ بہن بھائیوں کی مخالفت کے باوجود جماعت سے منسلک رہے اور آخری دم تک جماعت کے ساتھ مضبوط تعلق رکھا۔ بچوں کو بھی جماعت سے مضبوطی سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتے رہے۔ مرحوم عرصہ دراز تک اپنی لوکل جماعت میں نائب صدر رہے۔ اسی طرح سیکرٹری امور خارجہ، سیکرٹری امور عامہ اور جماعت کے قاضی کے طور پر بھی خدمت کی توفیق پائی۔ اولین وقت میں مالی قربانی کرتے اور بڑھ چڑھ کر وعدہ لکھواتے تھے۔ جب بھی جماعت کو ٹارگٹ پورا کرنے کے لیے پیسوں کی ضرورت پیش آتی تو فوراً ادائیگی کردیتے۔ رمضان میں زیادہ سے زیادہ راشن احمدیوں اور غیر احمدیوں میں تقسیم کرتے اور بیوہ عورتوں کا خیال رکھتے تھے۔ مرحوم تہجد گزار اور نمازیں بروقت ادا کرتے اور روزانہ باقاعدگی سے تلاوت کرتے تھے۔ پسماندگان میں تین بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔

(4) مکرمہ نسرین اختر صاحبہ

اہلیہ مکرم محمد اسلم صاحب (دار الفضل غربی طاہر ربوہ)

۲۳/اگست ۲۰۲۵ء کو ۴۹ سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ کے پڑنانا حضرت میاں عبد اللہ صاحب رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے جبکہ آپ کے دادا مکرم اللہ دتہ صاحب نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ مرحومہ نے مقامی سطح پر سیکرٹری وقف جدید اور صدر لجنہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ حلقہ کی ممبرات سے بڑی شفقت سے پیش آیا کرتی تھیں۔ مرحومہ پنجوقتہ نمازوں کی پابند ایک تہجد گزار خاتون تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ تین بیٹیاں اور تین بیٹے شامل ہیں۔ آپ کا ایک بیٹا جامعہ احمدیہ میں زیر تعلیم ہے۔

(5) مکرم نعیم الدین صاحب

ابن مکرم محمد دین صاحب (فیصل آباد)

۹/جولائی ۲۰۲۵ء کو ۶۳ سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ لوکل سطح پر مجلس خدام الاحمدیہ اور مجلس انصار اللہ میں خدمت کرنے کے علاوہ جماعتی طور پر بھی مختلف خدمات بجالاتے رہے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ۳ بیٹیاں اور ۵ بیٹے شامل ہیں۔

(6) مکرمہ روبینہ مہربان صاحبہ

اہلیہ مکرم مہربان علی صاحب (اسلام آباد۔ پاکستان)

۱۳/اکتوبر ۲۰۲۵ء کو ۵۵ سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، بڑی ملنسار، مہمان نواز، غریب پرور، ہمدرد اور ایک نیک فطرت خاتون تھیں۔ چندوں میں باقاعدہ اور ہر تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی تھیں۔ اپنی اولاد کو جماعت کے ساتھ منسلک رکھنے کے لیے ہر وقت کوشاں رہتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ ایک بیٹا اور چار بیٹیاں شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

❁ ❁ ❁

زیر امان خلافت آئیے

پایئے درس حقیقت آئیے		چھوڑے اپنی عداوت آئیے
بوئے گل ہائے نبوت سونگھئے		زیر دامان خلافت آئیے
دانہ ہائے در پروئے جاتے ہیں		ملئے اور کھو جایئے مت آئیے
کیسے قطرہ پا رہا ہے، جانئے		بحر بے پایاں کی عظمت آئیے
ایک ہی صف میں ہیں محمود و ایاز		اور ہے قائم امامت آئیے
اک ہمہ گیری تسلسل ربط و ضبط		اور کثرت میں ہے وحدت آئیے
جاں بکف خنداں ہے ناظرؔ، دیکھئے		اک مجاہد کی علامت آئیے

(غلام نبی ناظر یاری پورہ کشمیر)

A. SAMSUL ALAM
A. ABDUL RAHIM

Dealers of
Natural Precious &
Semi-Precious
Gemstones

TOONICE
DEALERS OF PRECIOUS & SEMI-PRECIOUS GEMSTONES
No. 100/59-A, 1st Floor,
South Thaikkat Street
Melapalayam, Tirunelveli-627005
Tamil Nadu, India
+91 9659389953
toonicegems@gmail.com

Al-Nida GEMS
No. 1/B3, 1st Floor Village Road
Balaji Nagar Extension
Puzhuthivakkam, Chennai-600091
Tamil Nadu, India
+91 9042150339
alnidagems@gmail.com

HGEMS
HANIYAHANA GEMS CO., LTD.
No. 191/16, Soi Puttha Osot
Siphraya, Bangrak
Bangkok - 10500
Thailand
+66 638751327
gemscertify22@gmail.com

طالب دعا : اے شمس العالم (جماعت احمدیہ میلا پالم، صوبہ تامل ناڈو)

کام جو کرتے ہیں تیری رہ میں پاتے ہیں جزا ☆ مجھ سے کیا دیکھا کہ یہ لطف و کرم ہے بار بار (المسیح الموعودؑ)

LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE

WATCH SALES & SERVICE
LCD LED SMART TV
VCD & CD PLAYER
EXPORT AND IMPORT GOODS
AND ALL KIND OF ELECTRONICS
AVAILABLE HERE

Prop. NASIR SHAH
Contact.03592-226107,281920, +91-7908149128
NEAR LAAL BAZAR, AHMADIYYA MUSLIM MISSION GANGTOK SIKKIM

تقریر جلسہ سالانہ 2025ء

خلافت سے وابستگی اور اطاعت ہی روحانی ترقی کا ذریعہ ہے

(عطاء المجیب لون ایڈیشنل ناظر اصلاح ارشاد جنوبی ہند)

وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰہِ جَمِیۡعًا وَّلَا تَفَرَّقُوۡا ۪ وَاذۡکُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ اِذۡ کُنۡتُمۡ اَعۡدَآءً فَاَلَّفَ بَیۡنَ قُلُوۡبِکُمۡ فَاَصۡبَحۡتُمۡ بِنِعۡمَتِہٖۤ اِخۡوَانًا وَکُنۡتُمۡ عَلٰی شَفَا حُفۡرَۃٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنۡقَذَکُمۡ مِّنۡہَا کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمۡ اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمۡ تَہۡتَدُوۡنَ۔

(آل عمران:104)

اور اللہ کی رسّی کو سب کے سب مضبوطی سے پکڑ لو اور تفرقہ نہ کرو اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو کہ جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اُس نے تمہارے دلوں کو آپس میں باندھ دیا اور پھر اُس کی نعمت سے تم بھائی بھائی ہو گئے۔ اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر کھڑے تھے تو اُس نے تمہیں اُس سے بچا لیا۔ اسی طرح اللہ تمہارے لئے اپنی آیات کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ شاید تم ہدایت پاؤ۔

رب انفخ روح برکۃ فی کلامی ھٰذا واجعل افئدۃ من الناس تھوی الیہ

قابل صد احترام صدر اجلاس اور معزز حاضرین جلسہ!

جیسا کہ آپ نے سماعت فرمایا لیا ہے خاکسار نے جس عنوان پر چند معروضات پیش کرنی ہیں وہ ہے

”خلافت سے وابستگی اور اطاعت ہی
روحانی ترقی کا ذریعہ ہے“

سامعین کرام!

ہمارا یہ ایمان اور یقینِ محکم ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ یہ یقین و ایمان کسی خوش عقیدگی کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اِس کی بنیاد اللہ تعالیٰ کے وعدے اور اُس کی فعلی شہادتیں ہیں۔ خلفاء احمدیت کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی اِن فعلی شہادتوں سے ہم پر اس حقیقت کو آشکار کیا ہے اور کر رہا ہے کہ بے شک تم نے اپنی رائے دی ہے لیکن اِن کا انتخاب میں نے کیا ہے۔ خلافت خامسہ کے انتخاب کے وقت کی صرف ایک مثال پیش کرتا ہوں۔

محترمہ رضوانہ شفیق صاحبہ اہلیہ مکرم قاضی شفیق احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ آسٹریا بیان کرتی ہیں:

”جس روز حضور رحمہ اللہ (حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ) کی وفات ہوئی خاکسارہ گھر پر ایم ٹی اے سے براہ راست تمام نشریات دیکھ رہی تھی۔ چونکہ میرے شوہر قاضی شفیق احمد وفات کے روز ہی لندن روانہ ہو گئے تھے سو اکیلی بیٹھی ٹی وی پر ہر ہر لمحہ دیکھتی رہی۔ رات کو جب خلافت کمیٹی بیٹھی ہوئی تھی اور لوگ بے چینی سے دعائیں کرتے ہوئے خدا کی رحمت کے طلب گار تھے اور قدرت ثانیہ کا ایک نیا پہلو دیکھنے کے منتظر، مسجد فضل لندن کے دروازے پر نظریں جمائے بیٹھے تھے تو خاکسارہ بھی یہ نظارہ M.T.A پر دیکھ رہی تھی کہ اچانک تھکن کی وجہ سے لمحہ بھر ٹیک لگا کر بیٹھ گئی مگر سمجھ نہیں آتا کہ نیند کی حالت ہے یا خیال کی حالت ہے۔ مگر ایک دم نور ہی نور آسمان سے اترتا دکھائی دیا جو بہت تیزی سے برق رَوی سے زمین کی طرف بڑھتا ہے۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ نور اُس جگہ میں جہاں خلافت کمیٹی بیٹھی ہے داخل ہو گیا ہے اُسی لمحہ دل میں یہ خیال بھی پیدا ہو رہا ہے کہ اس بار خلیفۃ المسیح کا نام حروف ابجد کے لفظ ”م“ سے شروع ہوگا لیکن دیکھتے ہی دیکھتے وہ نور ”م“ نامی شخص ”مسرور“ میں داخل ہو جاتا ہے اور یہ الفاظ دل میں گونجتے ہیں کہ جو میرے منہ سے جاری ہو گئے کہ ”اللہ نے اپنا خلیفہ چن لیا اور جس شخص میں اپنا نور بھرنا تھا بھر دیا۔“ ایسے ہی عالم میں ایک دم جیسے میری آنکھ کھل گئی ہو یا وہ نظارہ ٹوٹ گیا ہو اور وہ کیفیت ختم ہو جاتی ہے۔ میرا جسم سخت کپکپانے لگا اور دل میں ایک خوف طاری ہو گیا کہ یہ میں نے کیا دیکھا ہے کون سی کیفیت سے گزری ہوں مگر دل کو یہ کامل یقین ہو گیا کہ خدا تعالیٰ نے اپنا فیصلہ فرما دیا ہے لوگوں پر ظاہر ہونا باقی ہے اِس کا، اور میں نے اُسی وقت اپنے شوہر قاضی شفیق صاحب کو فون کیا جو کہ مسجد فضل لندن کے باہر ہی بیٹھے ہوئے تھے اور سارا واقعہ بیان کیا اور کہا خدا تعالیٰ نے اپنا خلیفہ منتخب کر لیا ہے اور یقینا بس اعلان ہونا باقی ہے چونکہ خدا نے اُس عام بندے میں اپنا نور منتقل کر کے اُسے خاص بندوں میں چن لیا ہے۔

اتنے میں اُنہوں نے مجھے فون بند کرنے کو کہا کہ کوئی اعلان ہونے لگا ہے سو میں نے بھی یہ نظارہ اگلے ہی لمحہ M.T.A پر براہ راست دیکھا جس میں آپ (مکرم عطاء المجیب صاحب راشد امام مسجد بیت الفضل لندن۔ ناقل) اعلان فرما رہے تھے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس حضرت مرزا مسرور احمد ہمارے خلیفہ ہوں گے۔ خدا تعالیٰ میرے پیارے آقا کو عمر دراز صحت و تندرستی کے ساتھ عطا فرمائے اور اُن کا بابرکت وجود تا دیر ہم میں قائم رکھے۔ (آمین ثم آمین)“

(ہفت روزہ ”البدر“ قادیان 20 دسمبر تا 27 دسمبر 2005ء سالانہ نمبر صفحہ 26)

پس ایسی خلافت جو خدا تعالیٰ نے خود چُنی ہو کیا اُس کے بارے میں ذرا سا شک بھی کسی کے دل میں پیدا ہو سکتا ہے کہ اُس خلافت سے وابستگی میں ہی ہر قسم کی برکات اور روحانی ترقیات مضمر ہیں؟

سامعین کرام!

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ اس دنیا میں رہ کر دنیا کے جھمیلوں میں رہتے ہوئے اِن جھمیلوں سے متاثر ہوئے بغیر اِس طور پر اپنے اخلاق اور روحانیت کو سنوارے کہ جب وہ اِس دنیا سے رخصت ہو رہا ہو تو اللہ تعالیٰ اِن الفاظ میں اُس کو بلائے کہ:

یٰۤاَیَّتُہَا النَّفۡسُ الۡمُطۡمَئِنَّۃُ۔ ارۡجِعِیۡۤ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرۡضِیَّۃً۔ فَادۡخُلِیۡ فِیۡ عِبٰدِیۡ وَادۡخُلِیۡ جَنَّتِیۡ (الفجر 31-28)

اے نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف لوٹ جا راضی رہتے ہوئے اور رضا پاتے ہوئے۔ پس میرے بندوں میں داخل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔

اخلاقی اور روحانی ترقی یہ وہ بنیادی غرض ہے جس کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے۔ جس نے اِس دنیا میں اپنے نفس کو اخلاقی طور پر بھی اور روحانی طور پر بھی سنوارنے میں کامیابی حاصل کی اُسی کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ قد افلح من زکھا یعنی کامیاب ہو گیا وہ شخص جو اپنے نفس کو پاک کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اور جس کو اِس میں ناکامیابی حاصل ہوئی اُس کے بارہ میں فرمایا کہ قد خاب من دسھا یعنی ناکام و نامراد ہوا وہ شخص جس نے اپنے نفس کو پاک کرنے کی بجائے مٹی میں گاڑ دیا۔

نفس کی پاکیزگی، اخلاقی اور روحانی ترقی حاصل کرنے کا انتظام بھی اللہ تعالیٰ نے خود کر رکھا ہے۔ یہ نظام انبیاء اور مرسلین کی بعثت اور اُن کے بعد خلافت کے بابرکت نظام کی شکل میں دنیا میں ظاہر ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت اِس گمراہی کے دور میں اِسی مقصد سے ہوئی ہے کہ دنیا میں ایک روحانی انقلاب پیدا ہو۔ آپ فرماتے ہیں:

”اب اللہ تعالیٰ نے یہ ارادہ کیا ہے کہ وہ دنیا کو تقویٰ اور طہارت کی زندگی کا نمونہ دکھائے۔ اِسی غرض کے لئے اُس نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے۔ وہ تطہیر چاہتا ہے اور ایک پاک جماعت بنانا اس کا منشاء ہے۔“

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 96-97)

جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا مقصد دنیا میں ایک روحانی انقلاب پیدا کرنا تھا اُسی طرح آپ کے بعد اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق قائم نظام خلافت کا مقصد بھی دراصل دنیا میں ایک روحانی انقلاب پیدا کرنا ہے اور اُس روحانی ترقی کو زندہ رکھنا ہے جس کی بنیاد اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک ہاتھوں سے رکھی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”خلافت احمدیہ دنیا میں ایک روحانی انقلاب پیدا کرنے کے لئے قائم کی گئی ہے۔ خلافت احمدیہ اس لئے قائم کی گئی ہے کہ جو بیج حضرت مسیح و مہدی کے ذریعہ بویا گیا اس کی آبیاری کرے اور مہدی کا جو مشن تھا اس کی تکمیل کرے۔ ۔ ۔ اور یہی مقصد ہے جس کے حصول کے لئے خلات احمدیہ کو قائم کیا گیا ہے۔ ۔ ۔ آپ خلافت احمدیہ کے اس مرکزی نقطہ کو مضبوطی سے پکڑے رکھیں اور اپنی نسلوں کو بھی اس کی اہمیت بتائیں۔“

(سبیل الرشاد حصہ دوم صفحہ 351 تا 353)

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”یاد رکھیں اِس زمانہ میں اللہ تعالیٰ کے وعدوں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے واضح ارشادات کی روشنی میں خلافت سے تعلق کے نتیجہ میں ہی ایمانی اور عملی ترقی ہوگی۔ چاہے کوئی کتنا ہی بڑا عالم یا مدبر یا بظاہر کسی روحانی مقام پر پہنچا ہوا ہو، اگر خلیفہ وقت سے تعلق کا وہ معیار نہیں جو ہونا چاہیئے تو جماعتی ترقی یا کسی کی روحانی ترقی میں اُس کے اِس مقام کا رِتّی برابر اثر نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اِس بات کو اِس کی گہرائی میں جا کر سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔“

(حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ممبران شوریٰ (پاکستان) 2014ء کے نام پیغام)

(بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 23 مئی 2014ء تا 29 مئی 2014ء صفحہ 1)

معزز سامعین و سامعات!

اِس زمانے میں جبکہ کفر و ضلالت اور شرک و مادہ پرستی کا مہیب طوفان انسانیت کی ساری اخلاقی اور روحانی قدروں کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینے پر تلا ہوا ہے۔ اِس طوفان سے اپنے آپ کو بچانے کے لئے، اپنی روحانیت کو مسخ ہونے سے محفوظ رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے خلافت کی عظیم نعمت ہمیں عطا فرمائی ہے۔ لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنی کمروں کو حبل اللہ، اللہ کی عطا کی ہوئی رسّی یعنی خلافت، سے باندھ لیں۔ وہ رسّی، جس کا ایک سرا مالکِ دو جہاں نے اِس دور میں امامِ وقت کو تھما دیا ہے۔ وہ امام ہی وہ ڈھال ہے جو شیطان کے ہر وار سے ہمیں محفوظ رکھتا ہے۔

موجودہ زمانہ کی گمراہی اور دجالی فتنوں کے بارہ میں انذار کرتے ہوئے آنحضرت ﷺ نے بھی یہ تاکیدی نصیحت فرمائی ہے کہ: تَلۡزِمُ جَمَاعَۃَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ وَاِمَامَھُمۡ، قُلۡتُ: فَاِنۡ لَمۡ یَکُنۡ

لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلَا إِمَامٌ؟ قَالَ: فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا، وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ حَتَّى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلَى ذَلِكَ"

یعنی مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کے ساتھ رہنا۔ راوی نے پوچھا کہ اگر مسلمانوں کی جماعت نہ ہو اور نہ ان کا کوئی امام ہو؟ فرمایا کہ پھر اُن تمام لوگوں سے الگ ہو جا خواہ تمہیں جنگل میں جا کر درختوں کی جڑیں چبانی پڑیں یہاں تک کہ اُسی حالت میں تمہاری موت آجائے۔

(صحیح البخاری کتاب الفتن حدیث:7084)

شیطان اس زمانہ میں اپنے تمام حربوں کے ساتھ اور اپنے تمام مددگاروں کے ساتھ ہمارے ایمان اور روحانیت کو تہہ و بالا کرنے کے لئے چوطرفہ حملے کر رہا ہے۔ اِس زمانہ میں خلافت سے وابستگی کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ خلیفہ وقت ہی ڈھال بن کر ہمیں بچا سکتا ہے۔ دنیا میں اور کوئی ذریعہ نہیں ہے جو ہمیں اِن شیطانی حملوں سے محفوظ کر سکتا ہے۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

إِنَّمَا الْإِمَامُ جُنَّةٌ يُقَاتَلُ مِنْ وَرَائِهِ وَيُتَّقَى بِهِ۔

(صحیح البخاری کتاب الجہاد والسیر حدیث:2957)

امام ایک ڈھال ہے، جس کے پیچھے رہ کر شیطان سے جنگ جیتی جاتی ہے۔ اور اسی کے ذریعہ شیطان کے حملہ سے بچا جاتا ہے۔

پھر ایک موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خلیفہ اللہ سے وابستہ ہونے کی اِس قدر تلقین و تاکید فرمائی ہے کہ فرمایا:

اِنْ رَأَيْتَ يَوْمَئِذٍ خَلِيْفَةَ اللهِ فِي الْأَرْضِ فَالْزَمْهُ وَاِنْ نُهِكَ جِسْمُكَ وَأُخِذَ مَالُكَ (مسند احمد بن حنبل)

یعنی اگر تو اللہ کے خلیفہ کو زمین میں دیکھے، تو اُس سے مضبوطی سے وابستہ ہو جانا اگرچہ تیرا جسم نوچ دیا جائے اور تیرا مال چھین لیا جاوے۔

ایک حدیث میں فرمایا کہ مَنْ شَذَّ شُذَّ اِلَى النَّارِ جو شخص جماعت سے الگ ہوا وہ گویا آگ میں پھینکا گیا۔ (ترمذی کتاب الفتن باب فی لزوم الجماعۃ)

سامعین کرام!

اللہ تعالیٰ کا ہم پر کتنا بڑا احسان ہے کہ اُس نے ہمیں وہ روحانی خلافت عطا فرمائی ہے جو ہر شر، فتنہ، فساد، شیطانی وطاغوتی اور دجالی حملہ سے ہمارے ایمان ویقین اور ہماری اخلاقی و روحانی اقدار کو محفوظ رکھنے کے لئے ایک ڈھال کی طرح اور ایک سیسہ پگھلائی ہوئی دیوار کی طرح کھڑی ہے۔

خلیفہ وقت ہمارے تزکیہ اور تربیت کے لئے دن رات ایک کر دیتا ہے۔ راتوں کا راہب بن کر ہمارے لئے دعا گو رہتا ہے۔ اُس کا دردمند دل احباب جماعت کے لئے ہر آن دھڑکتا ہے۔ اُس کے خیالات وافکار کا محور ومرکز احباب جماعت کی تربیت وتعلیم ہوتی ہے۔ جماعت احمدیہ کے لئے تو یہ موقع سجدات شکر بجالانے کا ہے اور اپنا سب کچھ قربان کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کی راہ میں بچھ جانے کا ہے کہ اس نے خلافت جیسی نعمت عظمیٰ ہمیں عطا فرمائی ہے۔

جل رہا ہے ایک عالم دھوپ میں بے سائباں
شکر مولیٰ کہ ہمیں یہ سایۂ رحمت ملا

حضرات!

خلیفۃ المسیح کا وجود اللہ تعالیٰ کے نور سے منور ہو کر ایک نورانی وجود بن جاتا ہے۔ اُس کے وجود کے طفیل دنیا میں خدا کا نور پھیلنے لگتا ہے اور وہ دنیا میں انتشارِ روحانیت کا مرکز بن جاتا ہے۔ اُس پاک وجود سے ذاتی تعلق پیدا کرنے سے انسان اپنے دین و دنیا کو سنوارتا ہے۔ پس خلیفہ وقت کو خدا تعالیٰ سے ملنے والے نور، علم ومعرفت اور قبولیت دعا کے نشان سے برکت حاصل کرنے کے لئے مومنین کی ایک اہم ذمہ داری یہ ہے کہ وہ خلیفہ وقت کے ساتھ محبت وعقیدت اور فدائیت کا ایک ذاتی اور قریبی تعلق رکھیں۔

قُرآن کریم میں یہ حکم موجود ہے کہ اللہ اور اُس کے رسول سے باپ دادا، اولاد، بھائی، بیویوں، رشتہ داروں، دنیاوی اموال، دنیاوی مشاغل اور تجارتوں سے بڑھ کر محبت ہونی چاہئے۔ فرمایا اگر یہ سب کچھ تمہیں اللہ اور اُس کے رسول سے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو پھر انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ لے آئے اور اللہ فاسقوں کو پسند نہیں کرتا۔ (سورۃ التوبہ آیت 24) رسول کے بعد چونکہ خلیفہ اُس کا جانشین ہوتا ہے اس لئے خلیفہ وقت سے بھی دنیا کی ہر محبوب چیز اور تعلقوں سے زیادہ محبت کرنا ہمارے لئے لازمی اور فرض ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”اگر قدرت ثانیہ نہ ہو تو اسلام کبھی ترقی نہیں کر سکتا۔ پس اِس قدرت کے ساتھ کامل اخلاص اور محبت اور وفا اور عقیدت کا تعلق رکھیں اور خلافت کی اطاعت کے جذبہ کو دائمی بنائیں اور اِس کے ساتھ محبت کے جذبہ کو اِس قدر بڑھائیں کہ اِس محبت کے بالمقابل دوسرے تمام رشتے کمتر نظر آئیں۔ امام سے وابستگی میں ہی سب برکتیں ہیں۔ اور وہی آپ کے لئے ہر قسم کے فتنوں اور ابتلاؤں کے مقابلہ کے لئے ڈھال ہے۔“

(مشعل راہ جلد 5 حصہ اول صفحہ 4، 5 مطبوعہ مجلس خدام الاحمدیہ بھارت مئی 2007ء)

سامعین کرام!

اخلاقی اور روحانی ترقی اور افزائش کے لئے صادقین کی صحبت اللہ تعالیٰ نے قُرآن کریم میں لازمی قرار دی ہے۔ فرمایا:

کونوا مع الصادقین۔ (سورۃ التوبۃ آیت 119)۔ یعنی صادقوں کی صحبت اختیار کرو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سلسلہ میں فرماتے ہیں:

”صادقوں کی صحبت میں رہنا ضروری ہے۔ بہت سے لوگ ہیں جو دُور بیٹھ رہتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ کبھی آئیں گے۔ اِس وقت فرصت نہیں ہے۔ بھلا تیرہ سو سال کے موعود سلسلہ کو جو لوگ پالیں اور اُس کی نصرت میں شامل نہ ہوں اور خدا اور رسول کے موعود کے پاس نہ بیٹھیں، وہ فلاح پا سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔“

(ملفوظات جلد اول، ایڈیشن 2003 قادیان، صفحہ 124، 125)

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

”میرے ہاتھ میں ایک چراغ ہے جو شخص میرے پاس آتا ہے ضرور وہ اُس روشنی سے حصہ لے گا۔ مگر جو شخص وہم اور بدگمانی سے دور بھاگتا ہے وہ ظلمت میں ڈال دیا جائے گا۔ اِس زمانہ کا حِصنِ حَصِین میں ہوں۔ جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں اور قزاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا۔ مگر جو شخص میری دیواروں سے دور رہنا چاہتا ہے ہر طرف سے اُس کو موت درپیش ہے۔ اور اُس کی لاش بھی سلامت نہیں رہے گی۔“

(فتح اسلام۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 35-34)

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد یہ چراغ خلیفہ وقت کے ہاتھ میں ہے۔ خلیفۂ وقت کی صحبت دلوں اور روح کی پاکیزگی کے لئے ضروری ہے۔

اس زمانہ میں قُرآن وحدیث اور بزرگان سلف کی پیشگوئیوں کے مطابق قائم ایم ٹی کے عظیم الشان نظام کے ذریعہ آج ہم خلیفہ وقت کی صحبت میں بیٹھنے کا شرف حاصل کرتے ہیں۔ آج خدا نے MTA کے ذریعے خلیفۂ وقت اور عوام کے درمیان فاصلہ ختم کر دیا ہے۔ اور اگر ہم حالات کے پیشِ نظر خلیفۂ وقت کی خدمت میں حاضر نہیں ہو سکتے تو خلیفۂ وقت ایم ٹی۔ اے کی برکت سے ہر روز ہمارے گھر میں جلوہ افروز ہوتے ہیں۔ جتنا قریب سے آج خلیفۂ وقت کو دیکھنے اور آپ کی باتیں سننے کا موقع ہے، یہ موقع انسانی تاریخ میں کسی نبی یا خلیفہ کے دَور میں نہیں آیا۔ لہٰذا اب بھی اگر ہم وقت نکال کر ایم ٹی اے کے ذریعہ نشر ہونے والے خلیفہ وقت کے پروگراموں کو نہیں دیکھتے اور سنتے تو یہ اس عظیم نعمت کی ناقدری ہے جو ہم سب کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔

سامعین کرام!

روحانی زندگی کو اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کے بعد اُن کے خلفاء کے ساتھ وابستہ کر رکھا ہے۔ اس لئے روحانی ترقیات کے لئے ہر قسم کی برکات کا حصول خلافت کے زیر سایہ رہ کر ہی ممکن ہے۔ خدا تعالیٰ کی عبادت کا حق صحیح طور سے خلافت سے وابستگی کے بغیر ممکن نہیں۔ شیطانی اور دجالی فتنوں سے حفاظت خلافت سے وابستگی کے بغیر ممکن نہیں۔ اعمال صالحہ بجالانے کی توفیق پانا خلافت سے وابستگی کے بغیر ممکن نہیں۔ دجال کے فریب سے، شیطانی طاقتوں کے دھوکے سے، طاغوت کے پھیلائے ہوئے جال سے بچنا خلافت سے وابستہ ہے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ دعاؤں کی برکات بھی خلافت کے ساتھ وابستہ کی گئی ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ جب کسی کو منصبِ خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اس کی دعاؤں کی قبولیت بڑھا دیتا ہے کیونکہ اگر اس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے۔“

(منصبِ خلافت صفحہ 32 مطبوعہ 1914)

نیز فرماتے ہیں:

”تمہارے لیے ایک شخص تمہارا درد رکھنے والا، تمہاری محبت رکھنے والا، تمہارے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنے والا، تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا، تمہارے لیے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا۔ مگر ان کے لیے نہیں ہے۔ تمہارا اُسے فکر ہے، درد ہے اور وہ تمہارے لیے اپنے مولیٰ کے حضور تڑپتا رہتا ہے لیکن اُن کے لیے ایسا کوئی نہیں ہے۔ کسی کا اگر ایک بیمار ہو تو اس کو چین نہیں آتا۔ لیکن کیا تم ایسے انسان کی حالت کا اندازہ کر سکتے ہو جس کے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں بیمار ہوں۔“

(برکات خلافت، انوار العلوم جلد 2 صفحہ 156)

لیکن سامعین کرام، ہماری محبت میں سرشار خلیفہ وقت کی دعائیں اُسی کے حق میں قبول ہوتی ہیں جو حقیقی رنگ میں خلافت کے ساتھ وابستہ ہوتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”بے شمار لوگ دعا کے لئے لکھتے رہتے ہیں۔ میری ذات کی کوئی حیثیت نہیں ۔۔۔ لیکن خدا تعالیٰ نے مجھے منصب خلافت پر فائز فرمایا ہے اِس لئے اگر کسی احمدی کو منصب خلافت سے پیار نہیں یا اِس مقام سے سچا عشق نہیں تو خلیفہ وقت کی دعا بھی اُس کے حق میں قبول نہیں ہوتی۔ اِس لئے زبانی اور عملی طور پر بھی اطاعت خلافت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ اُسی کی دعائیں سنے گا جو خلافت سے سچی وفاداری رکھتا ہے۔“

(الفضل 6 فروری 2001ء۔ بحوالہ الفضل انٹرنیشنل مورخہ 22 تا 28 مئی 2009ء)

پس اگر ہم خلیفہ وقت کی مقبول دعاؤں کے وارث بننا چاہتے ہیں تو ہم سے بے لوث محبت کرنے والے خلیفہ کے ساتھ ہمارا تعلق بہت مضبوط ہونا چاہئے۔ ایسا مضبوط کہ دنیاوی رشتوں میں اس کی کوئی مثال نظر نہ آئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں کی قبولیت کے بارہ میں محترم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکریٹری حضور انور گواہی دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

”میں علی الوجہ البصیرت یہ گواہی دیتا ہوں کہ آج خطہ ارض پر خدا اور اُس کے رسول کی سچی نمائندگی کا شرف صرف اور صرف خلافت احمدیہ کو حاصل ہے۔ اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ میں نے خلیفہ وقت کے منہ

سے نکلے ہوئے الفاظ کو غیر معمولی حالات میں پورا ہوتے دیکھا ہے۔ میں نے خلیفہ وقت کی دعاؤں سے دلوں کو بدلتے دیکھا ہے۔ میں نے پریشان چہروں کو بڑی بے چینی سے ملاقات کے لئے آتے اور پھر حضور کی محبت بھری نصیحتوں، مشوروں اور دعاؤں کے بعد پُرسکون دلوں اور خوشی سے دمکتے چہروں کے ساتھ واپس جاتے بھی دیکھا ہے۔ بخدا میں نے خلیفہ وقت سے سچی عقیدت اور اُن سے زندہ تعلق رکھنے والوں کے لئے تقدیروں کو تبدیل ہوتے اور انہونیوں کو ہوتے ہوئے بھی دیکھا ہے۔ حضرت امیر المؤمنین کی روزمرہ ڈاک میں جو سینکڑوں خطوط موصول ہوتے ہیں اُن میں سے اکثر بیماریوں، دکھوں، تکلیفوں اور پریشانیوں کے دور ہونے کے لئے دعاؤں کی درخواستوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔ لیکن تھوڑے ہی عرصہ بعد پھر معلوم ہوتا ہے کہ خدا کے خلیفہ کی راتوں کی دعاؤں نے اُن کے دن پھیر دئے ہیں۔ بہت سے بیمار شفایاب ہو گئے حتی کہ ڈاکٹروں کے بقول چند دنوں یا گھنٹوں کے مریضوں کی بیماریوں کے نام ونشان مٹ گئے اور لوگوں نے اُنہیں سالوں زندہ پھرتے دیکھا۔ پھر ہم نے یہ بھی دیکھا کہ خلافت کی برکت سے مقدمات میں پھنسے ہوئے اُن سے نجات پا گئے، بے اولادوں کو اولاد کی نعمت عطا ہوگئی، کند ذہن طالب علم ترقیات کے نئے سنگ میل طے کرنے لگے۔ چٹیوں میں مبتلا افراد کی گردنیں ہر قسم کے طوقوں سے آزاد ہو گئیں اور بے سہاروں کو سہارا اور بے کسوں کو طاقت سے نوازا گیا۔ یہ ایک ازلی ابدی حقیقت ہے میرے بھائیو اور بہنو! کہ خلافت کے سنگ پارِس کے ساتھ لگنے والا مٹی کا ٹھیکرہ بھی ہیرہ بن جاتا ہے۔ مردے زندگی پاتے ہیں اور اس کے در سے دور ہونے والوں کی روحیں ہمیشہ تپتے صحراؤں اور ویرانوں میں بھٹکتی رہتی ہیں اور یہ اس لئے ہوتا ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے اور اُس کے انتخاب میں کوئی نقص نہیں ہوتا۔‘‘

(تقریر برموقعہ جلسہ سالانہ جرمنی 2011ء)

مکرم معروف صابر السید صاحب آف مصر کی اہلیہ اپنا قبول احمدیت کا واقعہ بیان کر کے بیان کرتی ہیں کہ:

’’بیعت کے بعد ہماری زندگی یکسر بدل گئی۔ پہلی دفعہ احساس ہوا کہ میں ایک جماعت کا حصہ ہوں جو ایک جسم کی حیثیت رکھتی ہے جس کی روح اُس کا امام ہے۔ میں نے وفورِ شوق میں بذریعہ ای میل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں پہلا خط لکھا اور اِس میں قبول احمدیت کا ذکر کر کے دعا کی درخواست کی۔ حضور انور کا جواب میری روحانی بیماریوں کے لئے تریاق لئے ہوئے تھا۔ حضور انور کے خط میں مندرج دعائیں پڑھ کر میرے جذبات اشکوں کی صورت میں آنکھوں کی دہلیز پر جھلملانے لگے اور مجھے یہ حدیث یاد آ گئی جس میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ: اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِخِیَارِ اَئِمَّتِکُمْ مِنْ شِرَارِھِمْ؟ اَلَّذِیْنَ تُحِبُّوْنَھُمْ وَیُحِبُّوْنَکُمْ، وَیَدْعُوْنَ لَکُمْ وَتَدْعُوْنَ لَھُمْ۔ (مسند ابی یعلی، مسند عمر بن الخطاب) یعنی کیا میں تمہیں تمہارے بہترین آئمہ اور بدترین کے بارہ میں نہ بتاؤں؟ تمہارے بہترین آئمہ وہ ہیں جن سے تم محبت کرو اور وہ بھی تم سے محبت کرتے ہوں، اور جن کے لئے تم بھی دعائیں کرو اور وہ بھی تمہارے لئے دعائیں کریں۔ یہ خیال آتے ہی میرے انگ انگ سے خلیفہ وقت کی اطاعت اور اُس سے شدید محبت اور عقیدت پھوٹنے لگی۔‘‘

(الفضل انٹرنیشنل مورخہ 27 مئی 2011ء صفحہ 4)

خلیفہ وقت کی برکت سے پیدا ہونے والی روحانی تاثیر کا ذکر ایک غیر مسلم خاتون کی زبانی بھی سن لیجئے۔ مِس کیراہ ہائنیمن (Miss Kirah Hanemann) صاحبہ جن کا تعلق محکمہ پولیس سے ہے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہتی ہیں:

’’جب آپ کے خلیفہ ہال میں داخل ہوئے تو مجھ پر ایک ناقابل بیان روحانی کیفیت طاری ہوئی جو میں سمجھتی ہوں کہ قرآنی تعلیم کے حسن کی تاثیر کا اظہار تھا جو امام جماعتِ احمدیہ کو دیکھنے سے ہوا۔ کسی کی شخصیت کا ایسا اثر میرے لیے زندگی میں پہلا تجربہ تھا۔ اس لیے اب میری خواہش ہے کہ میں جماعتِ احمدیہ سے مضبوط تعلق استوار کروں اور اگلے رمضان کا سارا مہینہ آپ لوگوں کے ساتھ گزاروں جس سے اس روحانی تجربے کو مزید تقویت ملے۔‘‘

(الفضل انٹرنیشنل 21/جنوری 2020ء صفحہ 13)

سامعین کرام!

جنہوں نے اس آسمانی نعمت عظمٰی کا انکار کیا اُن کے حالات سے کون واقف نہیں۔ وہ جو کہتے تھے کہ پانچ فیصد نے خلافت کی بیعت کی ہے آج وہ کہاں ہیں؟ اور اُن کی خلافت کو ماننے والوں کے ساتھ کیا نسبت ہے؟ اُنہوں نے اپنی جِدّ و جُہد کو انتہا تک پہنچا دیا لیکن ہر کوشش بے کار اور ہر حربہ ناکام ہو گیا۔

حسنِ یکجہتی، صبر و وفا، ارتقا، سب نظامِ خلافت سے ممکن ہوا
منکرینِ خلافت سے پوچھیں ذرا، کیسے شمس و قمر اُن پہ ڈھلتے رہے

پس کیا منکرین خلافت کا یہ عبرتناک انجام اس بات کی بین دلیل نہیں کہ جو خلافت کا منکر ہوگا، جو خلافت سے اپنا مہنہ موڑ لیگا وہ دنیاوی طور پر بھی اور روحانی طور پر ذلت کی گہرائیوں میں جا گرے گا۔

سامعین کرام!

کیا ہم نہیں چاہتے کہ ہماری اصلاح ہو؟ کیا ہم نہیں چاہتے کہ ہمارے نفس پاک ہوں؟ کیا ہم نہیں چاہتے کہ ہمارے اخلاقی اور روحانی معیار اچھے ہوں؟ کیا ہم نہیں چاہتے کہ ہمارا اللہ تعالیٰ کے ساتھ مضبوط تعلق ہو اور ہماری عبادتوں کا معیار ویسا ہی ہو جیسا اللہ تعالیٰ ہم سے چاہتا ہے؟ کیا ہم نہیں چاہتے کہ ہمارے دن رات تقویٰ اور خوفِ خدا کے ساتھ بسر ہوں؟ اور کیا ہم نہیں چاہتے کہ ہماری نسلیں اور ہمارے عزیز و اقارب بھی یہی معیار حاصل کر لیں؟ یقیناً ہم میں سے ہر ایک یہی چاہتا ہے۔ تو میرے بزرگو! بھائیو! اور بہنو! اگر ہم یہ معیار حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق ہمارے پاس صرف ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ ہے خلافت سے وابستگی۔ اُس کے بغیر دنیا میں اور کوئی ذریعہ نہیں جس سے ہم یہ معیار حاصل کر سکیں۔

جو خلافت سے محروم ہیں یا خلافت کے انکاری ہیں اُن کے حالات ہمیں معلوم ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان عظیم کیا ہے کہ ہم خلافت کے سایہ تلے دن رات روحانی ترقیات کی طرف رواں دواں رہ سکتے ہیں۔ لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اخلاص و وفا کے ساتھ حقیقی رنگ میں خلافت کے ساتھ وابستہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

’’جس طرح وہی شاخ پھل لا سکتی ہے جو درخت کے ساتھ ہو۔ وہ کٹی ہوئی شاخ پھل پیدا نہیں کر سکتی جو درخت سے جُدا ہو۔ اسی طرح وہی شخص سلسلہ کا مفید کام کر سکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ وہ دنیا کے علوم جانتا ہو وہ اتنا بھی کام نہیں کر سکے گا جتنا بکری کا بکروٹا۔ پس اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے تو میری آپ کو نصیحت ہے اور میرا یہی پیغام ہے کہ آپ خلافت سے وابستہ ہو جائیں۔ اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ ہماری ساری ترقیات کا دارومدار خلافت سے وابستگی میں ہی پنہاں ہے۔‘‘

(الفضل انٹرنیشنل 23 تا 30 مئی 2003ء صفحہ 1)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر آپ تقویٰ پر قائم رہے، اگر آپ کا خلیفہ وقت سے عشق و وفا کا تعلق رہا اور نظام جماعت اور خلافت احمدیہ سے اطاعت اور احترام آپ کے دلوں میں موجزن رہا تو آپ اللہ تعالیٰ کے اُن دائمی انعامات کے ہمیشہ حقدار بنے رہیں گے جن کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنے مومن بندوں سے فرمایا ہے۔ اِس کی برکت سے آپ کے دین و دنیا بھی سنوریں گے اور آپ کو تمکنت بھی نصیب ہوگی اور اِس کی برکت سے آپ کے خوفوں کو خدا ہمیشہ امن میں بدلتا رہے گا۔ مگر عبادت اور اَعمال صالحہ شرط ہیں۔ اِن کو پیش نظر رکھیں اور خلیفۂ وقت کی آواز پر لبیک کہنے کے لئے ہمیشہ مستعد رہیں تو کامیابیاں آپ کے قدم چومیں گی۔ اور دنیا و آخرت کی ترقیات سے آپ کو سرفراز کیا جائے گا۔ انشاء اللہ۔‘‘

(رسالہ انصار اللہ قادیان، خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی نمبر 2008ء صفحہ 29)

حضور انور فرماتے ہیں:

’’اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جوڑ کر پھر خلافت سے کامل اطاعت کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ یہی چیز ہے جو جماعت میں مضبوطی اور روحانیت میں ترقی کا باعث بنے گی۔ خلافت کی پہچان اور اُس کا صحیح علم اور ادراک اس طرح جماعت میں پیدا ہو جانا چاہئے کہ خلیفہ وقت کے ہر فیصلے کو بخوشی قبول کرنے والے ہوں اور کسی قسم کی روک دل میں پیدا نہ ہو، کسی بات کو سن کر انقباض نہ ہو۔۔۔ خلیفۂ وقت کی ہر صورت میں اطاعت اور نظام کی فرمانبرداری کی ایک اہمیت ہے اور ہر ایک پر یہ اہمیت واضح ہونی چاہئے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 31/جنوری 2014ء)

شجر سے جو رہے وابستہ وہ پھلدار ہو جائے
جو کٹ کر گر گیا بے دست و پا بیکار ہو جائے
خلافت سے عقیدت کی جو رسم و راہ رکھتا ہے
نہیں ممکن وہ خالی ہاتھ یا نادار ہو جائے
نہیں تنہا، خلافت کا جو دامن تھامے رکھتا ہے
یقیں رکھو خدا خود اُس کا یارِ غار ہو جائے

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

⁂

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
SK ABDUL QADIR
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

IMPERIAL GARDEN FUNCTION HALL
a desired destination for
royal weddings & celebrations.
2 - 14 -122 / 2 - B , Bushra Estate
HYDRABAD ROAD, YADGIR - 585201
Contact Number : 09440023007, 08473296444

جماعت احمدیہ میں خلافت کے قیام کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات

(منصور احمد مسرور پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان)

قرآن کریم میں مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی بعثت کا جابجا ذکر پایا جاتا ہے۔ مثلاً قرآن کریم میں سورہ جمعہ میں آنحضرت ﷺ کی بعثت ثانیہ کی خبر دی گئی ہے۔ اور یہ آنحضرت ﷺ کی بعثت ثانیہ امام مہدی اور مسیح موعود کی صورت میں ہی ہونی تھی۔ سورہ صف میں اسلام کا تمام مذاہب اور ادیان پر غلبہ بیان کیا گیا ہے جسکے متعلق مفسرین نے یہ بیان کیا ہے کہ اسلام کو یہ غلبہ مسیح موعود کے ذریعہ ملے گا۔ قرآن کریم کے اور بھی کئی مقامات پر مسیح موعود و مہدی معہود کی بعثت کی خبر دی گئی ہے۔

اسی طرح احادیث میں بھی جابجا مسیح موعود و مہدی معہود کی بعثت پیشگوئی موجود ہے۔ مثلاً آنحضرت ﷺ نے فرمایا: كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ۔

(صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب نزول عیسی ابن مریم علیہما السلام حدیث نمبر 3449)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اُس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب ابن مریم تم میں مبعوث ہوگا اور وہ تم میں سے ہوگا تمہارا امام ہوگا۔

اسی طرح ایک حدیث میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے مہدی کے لئے دو نشانات اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمائے ہیں اور جب سے کہ زمین و آسمان اللہ نے بنائے ہیں یہ نشان کسی اور کے لئے اُس نے مقرر نہیں فرمائے۔ اور پھر آنحضرت ﷺ نے رمضان کے مہینے میں معین تاریخوں میں کسوف و خسوف کے ظہور کا نشان اپنے مہدی کے لئے بیان فرمایا۔

(سنن دار قطنی باب صفۃ صلوۃ الخسوف والکسوف وھیئتھما جلد 1 صفحہ 188 مطبع انصاری دہلی 1310ھ)

حدیث سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ امام مہدی اور مسیح موعود ایک ہی وجود کے دو نام ہیں۔ چنانچہ ابن ماجہ باب شدۃ الزمان میں یہ حدیث ہے :

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَزْدَادُ الْأَمْرُ إِلَّا شِدَّةً ، وَلَا الدُّنْيَا إِلَّا إِدْبَارًا ، وَلَا النَّاسُ إِلَّا شُحًّا ، وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا عَلَى أَشْرَارِ النَّاسِ ، وَلَا الْمَهْدِيُّ إِلَّا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ۔ (ابن ماجہ کتاب الفتن، باب شدّۃ الزمان، حدیث نمبر 4039)

ترجمہ:: انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”دن بہ دن معاملہ سخت ہوتا چلا جائے گا، اور دنیا تباہی کی طرف بڑھتی جائے گی، اور لوگ بخیل ہوتے جائیں گے، اور قیامت بدترین لوگوں پر ہی قائم ہوگی، اور مہدی عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے علاوہ کوئی نہیں ہے“۔

خلاصہ کلام یہ کہ قرآن کریم اور احادیث نبویہ سے بہت واضح اور صاف پتا چلتا ہے کہ امام مہدی و مسیح موعود کا نزول امت محمدیہ میں ایک یقینی امر ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ امام مہدی اور مسیح موعود دو الگ الگ وجود نہیں ہونگے بلکہ ایک وجود ہوگا۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ امام مہدی و مسیح موعود کی امت محمدیہ میں کیا حیثیت ہوگی۔ سو واضح ہو کہ وہ اُمتی نبی ہوگا۔ آنحضرت ﷺ کے ارشادات عالیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس پر ایمان لانا ضروری ہوگا۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ تم میں سے جو کوئی عیسیٰ بن مریم کو پائے اسے میری طرف سے سلام پہنچائے۔‘ (الدر المنثور جلد ۲ صفحہ ۲۴۵) اور ایک حدیث میں ہے کہ جب تم اسے دیکھو تو اس کی بیعت کرو خواہ اس کے لئے تمہیں برف کے پہاڑوں سے گھٹنے کے بل جانا پڑے۔ (مستدرک حاکم کتاب الفتن والملاحم باب خروج المہدی) اور علمائے اسلام نے کہا ہے کہ امام مہدی و مسیح موعود کا انکار کرنے والا کافر ہوجائیگا۔

ان باتوں سے صاف پتہ چلتا ہے کہ امام مہدی نبوت کے مقام پر فائز ہوگا لہٰذا اس کا ماننا ضروری و لازمی ہوگا۔ نہ ماننے والا کافر ہوجائیگا۔ اسلام میں انسانوں سے تعلق رکھنے والا صرف نبوت کا منصب ہی ایسا منصب ہے جس پر ایمان لانا ضروری ہوتا ہے۔ پس اللہ جل شانہ کی طرف سے امام مہدی و مسیح موعود نبوت کے منصب پر فائز ہوگا۔ لیکن یہ اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ امت محمدیہ میں سوائے امتی نبی کے اور کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آسکتا۔ پس امام مہدی اور مسیح موعود امتی نبی ہی ہوگا۔

چنانچہ سیّدنا مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کا یہی دعویٰ ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں مسیح موعود و مہدی معہود بنا کر مبعوث فرمایا ہے اور آپؑ امتی نبی ہیں۔ امتی نبی کا مطلب یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کو جو کچھ بھی ملا ہے آنحضرت ﷺ کی کامل پیروی، کامل اطاعت و فرمانبرداری اور کامل عشق و محبت کی وجہ سے ملا ہے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے جو الہام وکلام کے شرف سے مشرف فرمایا، آپؑ نے قرآنی علوم کے جو علم و معرفت کے دریا بہائے، آپؑ جو دینی خدمات بجالائے، سب کچھ آنحضرت ﷺ کی متابعت کے نتیجہ آپ کو نصیب ہوا۔ پس یہ ہے امتی نبی کا مطلب۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر اپنی سچائی بیان فرماتے ہیں، آپؑ نے فرمایا:

”جیسا کہ مَیں نے بار بار بیان کر دیا ہے کہ یہ کلام جو مَیں سُناتا ہوں یہ قطعی اور یقینی طور پر خدا کا کلام ہے جیسا کہ قرآن اور توریت خدا کا کلام ہے اور میں خدا کا ظلی اور بروزی طور پر نبی ہوں اور ہر ایک مسلمان کو دینی امور میں میری اطاعت واجب ہے اور مسیح موعود ماننا واجب ہے اور ہر ایک جس کو میری تبلیغ پہنچ گئی ہے گو وہ مسلمان ہے مگر مجھے اپنا حکم نہیں ٹھہراتا اور نہ مجھے مسیح موعود مانتا ہے اور نہ میری وحی کو خدا کی طرف سے جانتا ہے وہ آسمان پر قابلِ مواخذہ ہے کیونکہ جس امر کو اُس نے اپنے وقت پر قبول کرنا تھا اُس کو ردّ کر دیا مَیں صرف یہ نہیں کہتا کہ مَیں اگر جھوٹا ہوتا تو ہلاک کیا جاتا بلکہ مَیں یہ بھی کہتا ہوں کہ موسیٰ اور عیسیٰ اور داؤد اور آنحضرت صلعم کی طرح مَیں سچا ہوں اور میری تصدیق کے لئے خدا نے دس ہزار سے بھی زیادہ نشان دکھلائے ہیں۔ قرآن نے میری گواہی دی ہے رسول اللہ ﷺ نے میری گواہی دی ہے۔ پہلے نبیوں نے میرے آنے کا زمانہ متعین کر دیا ہے کہ جو یہی زمانہ ہے اور قرآن بھی میرے آنے کا زمانہ متعین کرتا ہے کہ جو یہی زمانہ ہے اور میرے لئے آسمان نے بھی گواہی دی اور زمین نے بھی اور کوئی نبی نہیں جو میرے لئے گواہی نہیں دے چکا اور یہ جو مَیں نے کہا کہ میرے دس ہزار نشان ہیں یہ بطور کفایت لکھا گیا ورنہ مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر ایک سفید کتاب ہزار جز کی بھی کتاب ہو اور اس میں مَیں اپنے دلائل صدق لکھنا چاہوں تو مَیں یقین رکھتا ہوں کہ وہ کتاب ختم ہوجائے گی اور وہ دلائل ختم نہیں ہوں گے۔“

(تحفۃ الندوہ رُوحانی خزائن جلد 19 صفحہ 95)

اب جبکہ آپؑ امتی نبی بن کر مبعوث ہوئے تو لازماً آپؑ کے بعد خلافت کا سلسلہ چلنا تھا۔ اور اس کی پیشگوئی آنحضرت ﷺ نے چودہ سو سال پہلے کر دی تھی۔ چنانچہ آپؑ نے فرمایا :

تَكُونُ النُّبُوَّةُ فِيكُمْ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ تَكُونَ، ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ أَنْ يَرْفَعَهَا، ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةٌ عَلَى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ، فَتَكُونُ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ تَكُونَ، ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَرْفَعَهَا، ثُمَّ تَكُونُ مُلْكًا عَاضًّا، فَيَكُونُ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَكُونَ، ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ أَنْ يَرْفَعَهَا، ثُمَّ تَكُونُ مُلْكًا جَبْرِيَّةً، فَتَكُونُ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ تَكُونَ، ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ أَنْ يَرْفَعَهَا، ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةٌ عَلَى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ سَكَتَ۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا تمہارے درمیان نبوت موجود رہے گی پھر اللہ اسے اٹھانا چاہئے گا تو اٹھالے گا پھر طریقہ نبوت پر گامزن خلافت ہوگی اور وہ بھی اس وقت رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا پھر اللہ اسے اٹھانا چاہئے گا تو اٹھالے گا پھر کاٹ کھانے والی حکومت ہوگی اور وہ بھی اس وقت رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا پھر اللہ اسے اٹھانا چاہئے گا تو اٹھالے گا اس کے بعد ظلم کی حکومت ہوگی اور وہ بھی اس وقت رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا پھر اللہ اسے اٹھانا چاہئے گا تو اٹھالے گا پھر طریقہ نبوت پر گامزن خلافت آجائے گی پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہوگئے۔

(مسند احمد/اوّل مسند الکوفیین/حدیث نمبر 18406)

اور آنحضرت ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ :

” مَا كَانَتِ النُّبُوَّةُ قَطُّ اِلَّاتَبِعَتْهَا خِلَافَةٌ“ (کنز العمال جلد 6 صفحہ 119)

کہ ہر نبوت کے بعد خلافت لازمی طور پر قائم ہوتی رہی ہے۔

پس ضرور تھا کہ امام مہدی اور مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد آپؑ کی جماعت میں خلافت کا نظام جاری ہوتا۔ چنانچہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی وفات 26 مئی 1908 کے بعد باذن الٰہی آپؑ کی قائم کردہ جماعت، جماعت احمدیہ میں 27 مئی 1908ء کو خلافت کا نظام اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جاری ہوگیا۔ پہلے خلیفہ حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ بنے۔ جماعت احمدیہ میں خلافت کے قیام کے متعلق سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے بھی پیشگوئی فرمائی تھی، اور اپنی جماعت کو نصائح فرمائی تھیں کہ تم اس کے لئے اپنی کوششوں کو بروئے کار لاتے رہنا۔ اور یہ بھی فرمایا تھا کہ خلافت کی یہ نعمت اب تم میں ہمیشہ کے لئے جاری وساری رہے گی۔ اِس وقت سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے پانچویں خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد پوری دُنیا کی احمدی جماعتوں کی روحانی وجسمانی قیادت فرما رہے ہیں۔ آپ کے وجود سے جہاں جماعت احمدیہ کے افراد فائدہ اُٹھاتے ہیں وہاں آپ کی رُوحانی قیادت اور آپ کی دعائیں پوری دُنیا کو فائدہ پہنچا رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں خلافت کی روحانی نعمتوں سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھانے کی توفیق فرمائے۔ ہم اس عظیم الشان نعمت سے اپنی جھولی بھرنے والے ہوں۔

قیام خلافت کے متعلق سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اُس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اِس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور اُن کو غلبہ دیتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اُس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے اِسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ اُن کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اُس کی تخم ریزی اُنہیں کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن اُس کی پوری تکمیل اُن کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں اُن کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقع دے دیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے (1) اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے (2) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور اُن کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جب کہ آنحضرت ﷺ کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہوگئے

اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اُس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جما دیں گے۔ ایسا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں ہوا جب کہ حضرت موسیٰؑ مصر اور کنعان کی راہ میں پہلے اِس سے جو بنی اسرائیل کو وعدہ کے موافق منزل مقصود تک پہنچا دیں فوت ہو گئے اور بنی اسرائیل میں اُن کے مرنے سے ایک بڑا ماتم برپا ہوا جیسا کہ توریت میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل اس بیوقت موت کے صدمہ سے اور حضرت موسیٰؑ کی ناگہانی جدائی سے چالیس دن تک روتے رہے۔ ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ معاملہ ہوا۔ اور صلیب کے واقعہ کے وقت تمام حواری تتر بتر ہو گئے اور ایک ان میں سے مرتد بھی ہو گیا۔

سو اے عزیزو! جب کہ قدیم سے سُنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا وے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اُس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ مَیں اِس جماعت کو جو تیرے پَیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھائے گا جس کا اُس نے وعدہ فرمایا اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو۔ اور چاہئے کہ ہر ایک **صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھاوے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔** اپنی موت کو قریب سمجھو تم نہیں جانتے کہ کس وقت وہ گھڑی آ جائے گی۔

اور چاہئے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اُن تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیاء اُن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے۔ اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو۔

(رسالہ الوصیت رُوحانی خزائن جلد 20، صفحہ 304 تا 307)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

بعض صاحب آیت وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ کی عمومیت سے انکار کر کے کہتے ہیں کہ منکم سے صحابہ ہی مراد ہیں اور خلافتِ راشدہ حقہ انہیں کے زمانہ تک ختم ہو گئی اور پھر قیامت تک اسلام میں اس خلافت کا نام و نشان نہیں ہوگا۔ گویا ایک خواب وخیال کی طرح اس خلافت کا صرف تیس برس ہی دَور تھا اور پھر ہمیشہ کیلئے اسلام ایک لازوال نحوست میں پڑ گیا مگر مَیں پُوچھتا ہوں کہ کیا کسی نیک دل انسان کی ایسی رائے ہو سکتی ہے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نسبت تو یہ اعتقاد رکھے کہ بلاشبہ ان کی شریعت کی برکت اور خلافت راشدہ کا زمانہ برابر چودہ سو برس تک رہا لیکن وہ نبی جو افضل الرسل اور خیر الانبیاء کہلاتا ہے اور جس کی شریعت کا دامن قیامت تک ممتد ہے اس کی برکات گویا اس کے زمانہ تک ہی محدود رہیں اور خدا تعالیٰ نے نہ چاہا کہ کچھ بہت مدت تک اس کی برکات کے نمونے اس کے رُوحانی خلیفوں کے ذریعہ سے ظاہر ہوں ایسی باتوں کو سُن کر تو ہمارا بدن کانپ جاتا ہے مگر افسوس کہ وہ لوگ بھی مسلمان ہی کہلاتے ہیں کہ جو سراسر چالاکی اور بیباکی کی راہ سے ایسے بے ادبانہ الفاظ منہ پر لے آتے ہیں کہ گویا اسلام کی برکات آگے نہیں بلکہ مُدّت ہوئی کہ اُن کا خاتمہ ہو چکا ہے۔

ماسوا اس کے مِنكُمْ کے لفظ سے یہ استدلال پیدا کرنا کہ چونکہ خطاب صحابہ سے ہے اس لئے یہ خلافت صحابہ تک ہی محدود ہے عجیب عقلمندی ہے اگر اسی طرح قرآن کی تفسیر ہو تو پھر یہودیوں سے بھی آگے بڑھ کر قدم رکھنا ہے۔ اب واضح ہو کہ منکم کا لفظ قرآن کریم میں قریبًا بیاسی جگہ آیا ہے اور بجُز دو یا تین جگہ کے جہاں کوئی خاص قرینہ قائم کیا گیا ہے باقی تمام مواضع میں مِنكُمْ کے خطاب سے وہ تمام مسلمان مُراد ہیں جو قیامت تک پَیدا ہوتے رہیں گے۔

اب نمونہ کے طور پر چند وہ آیتیں ہم لکھتے ہیں جن میں مِنكُمْ کا لفظ پایا جاتا ہے۔

(شہادت القرآن روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 330)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

اور یہ کہنا کہ حدیث میں آیا ہے کہ خلافت تیس سال تک ہو گی عجیب فہم ہے جس حالت میں قرآن کریم بیان فرماتا ہے کہ ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْآخِرِينَ تو پھر اس کے مقابل پر کوئی حدیث پیش کرنا اور اس کے معنی مخالف قرآن قرار دینا معلوم نہیں کہ کس قسم کی سمجھ ہے اگر حدیث کے بیان پر اعتبار ہے تو پہلے ان حدیثوں پر عمل کرنا چاہئے جو صحت اور وثوق میں اس حدیث پر کئی درجہ بڑھی ہوئی ہیں مثلاً صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کے لیے آواز آئے گی هَٰذَا خَلِيفَةُ اللَّهِ الْمَهْدِيُّ اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے لیکن وہ حدیث جو معترض صاحب نے پیش کی علماء کو اس میں کئی طرح کا جرح ہے اور اس کی صحت میں کلام ہے کیا معترض نے غور نہیں کی کہ جو آخری زمانہ کی نسبت بعض خلیفوں کے ظہور کی خبریں دی گئی ہیں کہ حارث آئے گا۔ مہدی آئیگا۔ آسمانی خلیفہ آئے گا۔ یہ خبریں حدیثوں میں ہیں یا کسی اور کتاب میں۔

احادیث سے یہ ثابت ہے کہ زمانے تین ہیں۔

اول خلافت راشدہ کا زمانہ پھر فیج اعوج جس میں ملک عضوض ہوں گے اور بعد اس کے آخری زمانہ جو زمانہ نبوت کے نہج پر ہوگا۔ یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کا اول زمانہ اور پھر آخری زمانہ باہم بہت ہی متشابہ ہیں اور یہ دونوں زمانے اس بارش کی طرح ہیں جو ایسی خیر و برکت سے بھری ہوئی ہو کہ کچھ معلوم نہیں کہ برکت اس کے پہلے حصہ میں زیادہ ہے یا پچھلے میں۔

(شہادت القرآن روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 337)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

خدا تعالیٰ نے دائمی خلیفوں کا وعدہ دیا تا وہ ظلی طور پر انوار نبوت پا کر دنیا کو ملزم کریں اور قرآن کریم کی خوبیاں اور اس کی پاک برکات لوگوں کو دکھلاویں۔ یہ بھی یاد رہے کہ ہر یک زمانہ کے لئے اتمام حجت بھی مختلف رنگوں سے ہوا کرتا ہے اور مجدد وقت ان قوتوں اور ملکوں اور کمالات کے ساتھ آتا ہے جو موجودہ مفاسد کا اصلاح پانا ان کمالات پر موقوف ہوتا ہے سو ہمیشہ خدا تعالیٰ اسی طرح کرتا رہے گا جب تک کہ اس کو منظور ہے کہ آثار رشد اور اصلاح کے دنیا میں باقی رہیں اور یہ باتیں بے ثبوت نہیں بلکہ نظائر متواترہ اس کے شاہد ہیں اور مختلف بلاد کے نبیوں اور مرسلوں اور محدثوں کو چھوڑ کر اگر صرف بنی اسرائیل کے نبیوں اور مرسلوں اور محدثوں پر ہی نظر ڈالی جائے تو ان کی کتابوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ چودہ سو برس کے عرصہ میں یعنی حضرت موسیٰ سے حضرت مسیح تک ہزارہا نبی اور محدث ان میں پیدا ہوئے کہ جو خادموں کی طرح کمر بستہ ہو کر توریت کی خدمت میں مصروف رہے۔ چنانچہ ان تمام بیانات پر قرآن شاہد ہے اور بائیبل شہادت دے رہی ہے اور وہ نبی کوئی نئی کتاب نہیں لاتے تھے کوئی نیا دین نہیں سکھاتے تھے صرف توریت کے خادم تھے اور جب بنی اسرائیل میں دہریت اور بے ایمانی اور بدچلنی اور سنگدلی پھیل جاتی تھی تو ایسے وقتوں میں وہ ظہور کرتے تھے۔ اب کوئی سوچنے والا سوچے کہ جس حالت میں موسیٰؑ کی ایک محدود شریعت کے لئے جو زمین کی تمام قوموں کیلئے نہیں تھی اور نہ قیامت تک اس کا دامن پھیلا ہوا تھا خدا تعالیٰ نے یہ احتیاطیں کیں کہ ہزارہا نبی اس شریعت کی تجدید کیلئے بھیجے اور بارہا آنے والے نبیوں نے ایسے نشان دکھلائے کہ گویا بنی اسرائیل نے نئے سرے خدا کو دیکھ لیا تو پھر یہ امت جو خیر الامم کہلاتی ہے اور خیر الرسل ﷺ کے دامن سے لٹک رہی ہے کیونکر ایسی بدقسمت سمجھی جائے کہ خدا تعالیٰ نے صرف تیس برس اس کی طرف نظر رحمت کر کے اور آسمانی انوار دکھلا کر پھر اس سے منہ پھیر لیا اور پھر اس امت پر اپنے نبی کریم کی مفارقت میں صدہا برس گذرے اور ہزارہا طور کے فتنے پڑے اور بڑے بڑے زلزلے آئے اور انواع واقسام کی دجالیت پھیلی اور ایک جہان نے دین متین پر حملے کئے اور تمام برکات اور معجزات سے انکار کیا گیا اور مقبول کو نامقبول ٹھہرایا گیا لیکن خدا تعالیٰ نے پھر کبھی نظر اٹھا کر اس امت کی طرف نہ دیکھا اور اس کو کبھی اس امت پر رحم نہ آیا اور کبھی اس کو یہ خیال نہ آیا کہ یہ لوگ بھی تو بنی اسرائیل کی طرح انسان ضعیف البنیان ہیں اور یہودیوں کی طرح ان کے پودے بھی آسمانی آبپاشی کے ہمیشہ محتاج ہیں کیا اس کریم خدا سے ایسا ہو سکتا ہے جس نے اس نبی کریم ﷺ کو ہمیشہ کے مفاسد کے دور کرنے کے لئے بھیجا تھا کیا ہم یہ گمان کر سکتے ہیں کہ پہلی امتوں پر تو خدا تعالیٰ کا رحم تھا اس لئے اس نے توریت کو بھیج کر پھر ہزارہا رسول اور محدث توریت کی تائید کے لئے اور دلوں کو بار بار زندہ کرنے کے لئے بھیجے لیکن یہ امت مورد غضب تھی اس لئے اس نے قرآن کریم کو نازل کر کے ان سب باتوں کو بھلا دیا اور ہمیشہ کے لئے علماء کو ان کی عقل اور اجتہاد پر چھوڑ دیا۔

(شہادت القرآن روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 342)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں پھر اس پر بھی غور کرنا چاہئے کہ جس حالت میں خدا تعالیٰ نے ایک مثال کے طور پر سمجھا دیا تھا کہ میں اسی طور پر اس امت میں خلیفے پیدا کرتا رہوں گا جیسے موسیٰ کے بعد خلیفے پیدا کئے تو دیکھنا چاہیئے تھا کہ موسیٰ کی وفات کے بعد خدا تعالیٰ نے کیا معاملہ کیا۔ کیا اس نے صرف تیس برس تک خلیفے بھیجے یا چودہ سو برس تک اس سلسلہ کو لمبا کیا۔ پھر جس حالت میں خدا تعالیٰ کا فضل ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہیں زیادہ تھا چنانچہ اس نے خود فرمایا وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا اور ایسا ہی اس امت کی نسبت فرمایا كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تو پھر کیونکر ہو سکتا تھا کہ حضرت موسیٰ کے خلیفوں کا چودہ سو برس تک سلسلہ ممتد ہو اور اس جگہ صرف تیس برس تک خلافت کا خاتمہ ہو جاوے اور نیز جب کہ یہ امّت خلافت کے انوار روحانی سے ہمیشہ کے لئے خالی ہے تو پھر آیت أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ کے کیا معنی ہیں کوئی بیان تو کرے۔ مثل مشہور ہے کہ او خویشتن گم است کرا رہبری کند۔ جب کہ اس امت کو ہمیشہ کے لئے اندھا رکھنا ہی منظور ہے اور اس مذہب کو مردہ رکھنا ہی مدنظر ہے تو پھر یہ کہنا کہ تم سب سے بہتر ہو اور لوگوں کی بھلائی اور رہنمائی کے لئے پیدا کئے گئے ہو کیا معنی رکھتا ہے۔ کیا اندھا اندھے کو راہ دکھا سکتا ہے سو اے لوگو جو مسلمان کہلاتے ہو برائے خدا سوچو کہ اس آیت کے یہی معنی ہیں کہ ہمیشہ قیامت تک تم میں روحانی زندگی اور باطنی بینائی رہے گی اور غیر مذہب والے تم سے روشنی حاصل کریں گے اور یہ روحانی زندگی اور باطنی بینائی جو غیر مذہب والوں کو حق کی دعوت کرنے کے لئے اپنے اندر لیاقت رکھتی ہے یہی وہ چیز ہے جس کو دوسرے لفظوں میں خلافت کہتے ہیں پھر کیونکر کہتے ہو کہ خلافت صرف تیس برس تک ہو کر پھر زاویہ عدم میں مخفی ہو گئی۔ اِتَّقُوا اللّٰهَ۔ اِتَّقُوا اللّٰهَ۔ اِتَّقُوا اللّٰهَ۔“

(شہادت القرآن روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 352)

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو آنحضرت ﷺ کے ارشادات عالیہ کے پیش نظر خلافت احمدیہ سے وابستہ ہونے اور اپنی نجات کے سامان کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

⁂

امن عالم کے حوالہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بے نظیر مساعی

(جاوید احمد لون ناظر دیوان قادیان)

آج ساری دنیا ایک انتہائی اہم سوال کے سامنے حیران ومبہوت کھڑی ہے کہ انسانی تہذیب وتمدن کس طرح اپنی بقا اور سالمیت قائم رکھ سکتی ہے۔ انسانی تہذیب وتمدن کے قیام کیلئے جس بنیادی عنصر ’’امن‘‘ کی سب سے زیادہ اہمیت اور ضرورت ہے وہ زندگی کے ہر شعبہ اور معاشرہ کے ہر طبقہ سے غائب ہو چکا ہے۔ دنیا کے اکثر ممالک میں بے چینی، بدامنی، بے اعتدالیاں، نا انصافیاں اور فکر و پریشانیاں نظر آ رہی ہیں اکثر انسان جذبات واحساسات سے عاری ہو کر مادہ پرستی، خودغرضی اور مفاد پرستی میں ڈوب چکے ہیں۔ اور اس مرض کا شکار کوئی ایک قوم نہیں ہے بلکہ دنیا کی اکثر قومیں ہیں۔ اس پر باعث فکر وتشویش امر یہ ہے کہ انتہائی خطرناک اور نازک مراحل پر پہنچ چکا انسان ابھی بھی خواب غفلت سے بیدار ہونے کا نام نہیں لے رہا بلکہ روز بروز ہلاکت و تباہی وبربادی کی جانب بڑھتا چلا جا رہا ہے۔

خدا تعالیٰ کی یہ ابدی سنت ہے کہ وہ بنی نوع انسان کی اصلاح کے لیے اپنے بندوں کو فساد و بے امنی سے بچانے کیلئے انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرماتا ہے۔ تاریخ عالم اس بات پر شاہد ہے کہ انسانیت انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ لائی گئی تعلیمات کے ذریعہ ہی حقیقی اور دائمی امن حاصل کرتی رہی ہے۔ ان تعلیمات میں سب سے بنیادی عنصر ’’تقویٰ‘‘ کا حصول ہے۔ زندگی کا کوئی بھی شعبہ خواہ عائلی یا خانگی ہو یا معاشرتی یا سماجی پہلو ہو، انفرادی یا اجتماعی ہو یا مذہبی یا سیاسی ہو غرض کہ ہر جگہ تقویٰ پر قدم مارنے سے ہی امن کا حصول ممکن ہو سکتا ہے۔ اگر ایک انسان کو تقویٰ کا فہم و ادراک ہو جائے تو وہ خدا تعالیٰ کی صفات پر کار بند ہو سکتا ہے اور ان کو پھیلانے والا بن سکتا ہے۔

انبیاء علیہم السلام کے سلسلہ میں سب سے زیادہ تقویٰ پر زور اس کی اہمیت وافادیت اور اس کا فہم اور ادراک ہمارے پیارے نبی خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے دنیا کو دیا ہے۔ آپ نے اخلاق و خصائل سے عاری بنی نوع انسان کو تقویٰ کے اعلیٰ مدارج تک پہنچنے کے نہ صرف ذرائع اور طریق بیان فرمائے بلکہ خود ان پر عمل پیرا ہو کر بھی دکھایا اور اپنی قوت قدسیہ کے نتیجہ میں ہزاروں لاکھوں لوگوں کی ایک پاکیزہ جماعت بھی تیار کر کے دکھائی۔ ساتھ ہی آپ ﷺ نے آخری زمانہ کے متعلق پیشگوئیاں بھی فرمائیں اور مسیح موعود و مہدی معہود کہ آنے کی خبر بھی دی جو اس زمانہ میں مبعوث ہو کر احیاء دین کا کام سرانجام دینے والا تھا۔

چنانچہ الٰہی وعدوں کے مطابق سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کا ظہور آپ کی بعثت ثانیہ کے طور پر ہوا۔ جس طرح آپ ﷺ موعود اقوام عالم ہیں۔ آپ کی بعثت ثانیہ کیلئے بھی مقدر تھا کہ وہ موعود اقوام عالم ہو۔ چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے وحی پا کر یہ دعویٰ کیا کہ وہ تمام اقوام کے موعود کی حیثیت سے آئے ہیں تا کہ دین واحد پر سب کو جمع کریں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد دنیا میں امن اور سلامتی کا قیام بھی تھا۔ دنیا والوں کو آپس میں صلح کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپ علیہ السلام اپنی تصنیف پیغام صلح میں فرماتے ہیں:

’’پیارو!! صلح جیسی کوئی بھی چیز نہیں۔ آؤ ہم اس معاہدہ کے ذریعہ سے ایک ہو جائیں۔ اور ایک قوم بن جائیں۔ آپ دیکھتے ہیں کہ باہمی تکذیب سے کس قدر پھوٹ پڑ گئی ہے۔ اور ملک کو کس قدر نقصان پہنچتا ہے آؤ اب یہ بھی آزما لو کہ باہمی تصدیق کی کس قدر برکات ہیں۔‘‘ (پیغام صلح، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 456)

جیسا کہ بیان کیا گیا کہ یہ وہی آخری زمانہ ہے جس کی پیشگوئی آج سے 1500 سال قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تھی۔ دنیا خدا تعالیٰ کو بھلا چکی ہے۔ مگر ان تمام حالات کے درمیان ایک شخص جو خدا تعالیٰ کے حکم پر ان تمام برائیوں کے خلاف آواز بلند کر رہا ہے اور دنیا بھر میں امن اور سلامتی کا پیغام پہنچا رہا ہے۔ وہ وجود حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے پانچویں خلیفہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا وجود ہے۔ آج جب دنیا امن کو ترس رہی اور تیسری عالمی جنگ کے بادل فضاؤں میں منڈلا رہے ہیں، امن کا یہ شہزادہ دنیا کو بار بار امن کی طرف بلا رہا ہے اور دنیا کو اس خطرناک تباہی سے بچنے کی طرف توجہ دلا رہا ہے۔

خلافت خامسہ کا دور 2003ء سے شروع ہوا اور حضرت مرزا مسرور احمد صاحب جماعت احمدیہ کے پانچویں خلیفہ بنے۔ خلافت خامسہ کے آغاز سے ہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی نگرانی و رہنمائی میں امن عالم کے لئے ہمہ جہت کوششیں جاری ہیں۔

حضور انور کے خطبات

حضور انور نے مسند خلافت پر متمکن ہونے کے ساتھ ہی مختلف مواقع پر اپنے خطبات کے ذریعہ دنیا کو درپیش مسائل کی نشاندہی کرتے ہوئے افراد جماعت کو بالخصوص اور تمام عالم کو بالعموم مخاطب کرتے ہوئے تمام دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے کوششوں کی تلقین فرمائی۔ اور احباب جماعت کو اسلام کی امن صلح و آشتی کی جو حسین اور خوبصورت تعلیم ہے وہ دنیا کے سامنے رکھنے کی تلقین فرمائی۔ اور مسائل کے حل کے لئے متعدد بار دعاؤں کی تحریک فرمائی۔ نیز مسلم امہ اور بڑی طاقتوں کو انتباہ فرمایا اور ان معاملات میں رہنمائی فرمائی۔ ان میں حضور انور نے کسی ایک خطّہ کو ہی مخاطب نہ کیا، بلکہ ایشیائی ممالک کے مسائل ہوں، یا یورپ کے ممالک کے خطرات، افریقی ممالک میں پائی جانے والی بے چینی ہو یا عرب دنیا میں پھیلی حکمران طبقے سے ناراضگی۔ حضور انور نے ہر جگہ کے مسائل کا وقتاً فوقتاً ذکر کر کے اُن کی بار بار راہنمائی فرمائی کہ ان میں کس طرح امن وصلح قائم ہو سکتی ہے۔

حضور انور کے خطابات

قیام امن عالم کی خاطر دنیا کے بڑے بڑے بادشاہوں اور سربراہوں کو بذریعہ خطوط مخاطب کرنا خلافت خامسہ کے کارہائے نمایاں کا ایک درخشاں اور تاریخی پہلو ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے برطانیہ میں بھی اور مختلف ممالک میں دورہ کر کے امن کی ضرورت اور امن قائم کرنے کے طریق کار پر راہنمائی فرمائی ہے۔ ستمبر 2005ء میں ڈنمارک میں اسلام کی حقیقی تعلیم کے موضوع پر خطاب فرما کر ان ممالک میں اسلاموفوبیا کو دور کرنے کی مساعی فرمائیں۔ اپریل 2006ء میں سڈنی آسٹریلیا میں امن قائم کرنے کی ضرورت اور طریق کار کے متعلق خطاب فرمایا جس سے ملک کے مختلف سیاسی سربراہان اور معززین نے استفادہ کیا۔ 2007ء میں ماحولیاتی امن کے قیام کی اہمیت پر Roehampton University London میں تقریر فرمائی۔ 2008ء میں برطانوی پارلیمنٹ میں اپنے تاریخی خطاب کے ذریعہ قرآن کریم سے موجودہ عالمی ومعاشی بحران کے حل پیش کیے۔ اسی سال کیرالہ ہندوستان میں امن کے قیام، آپس میں محبت اور ہم آہنگی کے قیام کے اصول کے متعلق نصائح فرمائیں۔ 2009ء میں گلاسگو میں خطاب کے ذریعہ یہ راہنما اصول بیان فرمایا کہ اقتصادی ترقی کا انحصار امن پر اور امن کا انحصار انصاف پر ہے۔ 2013ء میں نیوزی لینڈ کی نیشنل پارلیمنٹ میں ’’امن عالم۔ وقت کی ضرورت‘‘ کے نام سے تقریر فرمائی۔ 2014ء میں عالمی مذاہب کی کانفرنس پر فرمایا کہ جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے باوجود مخالفین کے ظلم وستم کے دنیا میں امن قائم کرنے کے لیے کوشاں ہے۔ 6/ اکتوبر 2015ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ڈچ قومی پارلیمنٹ میں خطاب فرمایا جس کے ذریعہ امن عالم کی راہ میں درپیش مسائل کے حل پیش کیے۔ 2016ء میں آپ نے کینیڈا کا دورہ فرمایا جہاں مختلف مقامات پر جن میں کینیڈا کی نیشنل پارلیمنٹ میں تقریر بھی شامل تھی، خطابات کے ذریعہ قیام امن کی ضرورت اور طریق کار پر نصائح فرمائیں۔ ستمبر 2017ء میں لجنہ اماء اللہ یو کے کے اجتماع پر عورتوں کا مقام اور حقوق بیان فرمائے۔ 2018ء میں جنوبی ورجینیا، امریکہ میں مسجد مسرور کے افتتاح پر مذہبی آزادی اور رواداری کے موضوع پر روشنی ڈالی۔ 2019ء میں پیرس میں UNESCO کے ہیڈکوارٹرز میں خطاب فرمایا جہاں اسلامی تعلیم کی روشنی میں تعلیم اور خدمت انسانیت پر زور دیا۔

خطوط

حضور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے دنیا بھر کے حکمرانوں کو درپیش عالمی خطرات کے تناظر میں 2012ء میں قیام امن کی خاطر سنجیدہ تعاون اور جدو جہد کے لئے خطوط لکھنے کا اہتمام فرمایا۔ یہ خطوط پوپ بینیڈکٹ XVI، اسرائیل کے وزیر اعظم، صدر اسلامی جمہوریہ ایران، صدر ریاست ہائے متحدہ امریکہ، وزیر اعظم کینیڈا، خادم حرمین شریفین سعودی، عوامی جمہوریہ چین کے وزیر اعظم، وزیر اعظم برطانیہ، چانسلر جرمنی، صدر جمہوریہ فرانس، ملکہ برطانیہ، صدر روسی فیڈریشن اور ایران کے سپریم لیڈر آیت اللہ خامنائی وغیرہ کو لکھے جو کہ بڑی بڑی طاقتیں ہیں اگر یہ چاہیں تو دنیا کو ایک ساتھ کر سکتی ہیں اور ان میں امن پیدا کر سکتی ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ان عالمی راہنماؤں کے نام خطوط میں حضور انور نے کمال حکمت سے ان سربراہان کو سمجھایا کہ دنیا آگ کے گڑھے کے کنارے پر کھڑی ہے اگر ان میں محبت و بھائی چارہ قائم نہ ہوا تو دنیا ایک خوف ناک منظر بھی دیکھے گی۔

National Peace Symposium کی بنیاد 2004ء میں آپ نے National Peace Symposium کی بنیاد رکھی جس کا مقصد دنیا میں مختلف مکتبہ ہائے فکر اور شعبہ جات کے لوگوں کو دعوت دے کر ان کے ساتھ دنیا میں امن قائم کرنے کے طریق پر تبادلہ خیال کرنا تھا۔ یہ Peace Symposium ہر سال منعقد کیا جاتا ہے اور الا ماشاءاللہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بنفس نفیس تشریف لا کر اپنے خطابات کے ذریعہ خصوصی طور پر موجود مہمانوں کو اور عمومی طور پر پوری دنیا کو اسلامی تعلیم کی روشنی میں قیام امن کے راہنما اصول بیان فرماتے ہیں اور دنیا کے موجودہ مسائل کے حل پیش کرتے ہیں۔ Peace Symposium میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے آزادی اظہار، رواداری، امن کے قیام کے لیے خدا تعالیٰ کی پہچان، ایٹمی جنگ کے تباہ کن نتائج، انصاف کی ضرورت اور انصاف پر مبنی تعلقات جیسے اہم موضوعات پر راہنمائی فرمائی ہے۔

Prize of Peace

اسی طرح ایسے افراد جو دنیا میں امن قائم کرنے کے لیے کوشش میں ہیں ان کی خدمات کو سراہنے کے لیے 2009ء میں حضور انور نے Ahmadiyya Muslim Prize for the Advancement of Peace کے نام سے ایک انعام بھی جاری فرمایا۔ یہ انعام ہر سال ایسے لوگوں کو دیا جاتا ہے جو اپنی فیلڈ میں امن کے قیام کے لیے کوشش کرتے ہیں۔ سب سے پہلا پرائز ان کی انسانی حقوق کی خدمات کو سراہتے ہوئے لارڈ ایرک ایوبری کو دیا گیا۔ اس کے بعد یہ سلسلہ بدستور جاری رہا اور مختلف مرد وخواتین جنھوں نے قیام امن کے لیے اپنی زندگیاں وقف رکھیں اُن کی

کاوشوں کو سراہتے ہوئے پیش کیا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ اور بھی کئی کام ہیں جو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مبارک دور خلافت میں امن کے قیام کے لئے جاری وساری ہیں جن میں Peace Pamphlets کی تقسیم بھی کارہائے نمایاں میں شامل ہے۔

غرض یہ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس براہ راست خود بھی اور آپ کی نگرانی میں احباب جماعت بھی دنیا بھر میں اپنی آواز اور عمل کے ذریعہ قیام امن کی کاوش میں دن رات ایک کر رہے ہیں۔ تاہم یہاں خلاصۃً اس تعلیم پر بھی نظر ڈالنا ضروری ہے کہ آخر وہ تعلیم کیا ہے جو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے خطبات وخطابات میں پیش کر رہے ہیں؟ چند ارشادات درج ذیل ہیں:

جماعت احمدیہ کا ماٹو

صد سالہ خلافت احمدیہ جوبلی کی بے شمار تقاریب میں جماعت احمدیہ نے ہر جگہ لوگوں کو اسلام کی پر امن تعلیم کا پیغام دیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی اپنے بے شمار خطابات میں امنِ اسلام کا پیغام دیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

’’اسلام تو ایسا حسین مذہب ہے کہ اپنے مخالفوں سے بھی حسن سلوک کی تعلیم دیتا ہے۔ ہم صرف اسی مذہب کو جانتے ہیں۔ جو محبت اور پیار کا مذہب ہے۔ ..... اسلام نے انصاف کی تنفیذ میں دشمن دوست کی تفریق نہیں رکھی۔ اور یہ کہ اسلام نے دشمن سے بھی حسن سلوک کا حکم دیا ہے۔ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو تمام مذاہب کے مرسلین اور انبیاء کی عزت قائم کرتا ہے۔ دراصل وہ لوگ سماجی اور معاشرتی امن کو برباد کرتے ہیں جو آزادی تحریر وتقریر کے نام پر انبیاء کے خلاف زہر اگلتے ہیں۔ اور ان کو ہر طرح کے گندے ناموں سے یاد کرتے ہیں۔۔۔۔۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہم اللہ کی پہنچان کروائیں اور انسانیت کی خدمت کریں۔ ہمارا یہ مقصد ہرگز نہیں کہ ہماری زبانی تعریف کی جائے۔ ہمارا ماٹو تو یہ ہے کہ

’’محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں‘‘

ہم سب کو چاہئے کہ اللہ کے خوف کو ہمیشہ مدنظر رکھیں۔ (اخبار بدر شمارہ نمبر 44، 2008ء)

عدل وانصاف اسلام کے بنیادی اصولوں میں سے اہم اصول ہیں جن کے بغیر کسی بھی معاشرے میں حقیقی امن قائم نہیں ہوسکتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس تسلسل میں فرماتے ہیں:

’’اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں حکم دیتا ہے کہ دنیا کی سلامتی کا دارومدار انصاف پر ہے اور انصاف کا معیار تمہارا کتنا بلند ہو اس بارہ میں فرماتا ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا كُوۡنُوۡا قَوّٰمِيۡنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالۡقِسۡطِ ۚ وَلَا يَجۡرِمَنَّكُمۡ شَنَاٰنُ قَوۡمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعۡدِلُوۡا ؕ اِعۡدِلُوۡا ۟ هُوَ اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰى ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ ○ (سورۃ المائدہ:9)

کہ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ کی خاطر مضبوطی سے نگرانی کرتے ہوئے انصاف کی تائید میں گواہ بن جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو یہ تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے۔ اور اللہ سے ڈرو یقیناً اللہ اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے جو تم کرتے ہو۔

(خطبات مسرور جلد 4 صفحہ 465)

طاقتور ممالک کو انصاف سے کام لینے کی تلقین

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے خطابات میں متعدد مرتبہ طاقتور ممالک کو انصاف سے کام لینے کی تلقین کرتے رہے ہیں کیونکہ اسی سے امن اور صلح کا دروازہ کھلا رہ سکے گا۔ اسی تسلسل میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’بڑے بڑے ممالک ناجائز طور پر دوسرے ملکوں کو امن کے نام پر اپنے ماتحت کرتے ہیں زیر نگیں کرتے ہیں۔ اپنی شرطوں پر ان کو زندہ رہنے کا حق دیتے ہیں۔ صرف اس لئے کہ چھوٹے ملکوں کے وسائل سے فائدہ اٹھا سکیں۔ ان کی دولت پر قبضہ کر سکیں۔ آج دنیا میں جو تمام فساد نظر آتا ہے وہ اسی وجہ سے ہے۔ دنیا کی معیشت پر قبضہ کرنے کے لئے یا معاشی فائدے اٹھانے کے لئے یا پیسہ کمانے کے لئے یہ سب فساد ہے۔ یعنی یا یہ کہہ لیں کہ دوسرے کی چیز پر نظر رکھنے کی وجہ سے یہ ہے۔ دوسرے کے مال کو اپنا مال بنانے کی ہوس جو ہے اس کی وجہ سے یہ فساد ہے۔ اور یہ سب کچھ اس زمانے میں اس لئے بڑھ گیا ہے کہ جس ناجائز پیسہ کمانے کے طریق سے اللہ تعالیٰ نے روکا تھا وہ عام ہوگیا ہے۔‘‘

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 667)

تاریخ گواہ ہے کہ طاقتور ممالک نے اکثر کمزور ممالک کو اپنے مفادات کے لیے استعمال کیا ہے۔ یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ دولت اور اقتدار کی لالچ میں انسانیت کو بھلا دیا جاتا ہے۔ طاقتور ممالک اپنی فوجی اور اقتصادی طاقت کا غلط استعمال کرتے ہوئے کمزور ممالک پر دباؤ ڈالتے ہیں اور انہیں اپنی مرضی کے مطابق کام کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔ ان کا بنیادی مقصد دوسرے ملکوں کے وسائل پر قبضہ کرنا اور ان سے مالی فائدہ اٹھانا ہوتا ہے۔ اس طرح کے رویے کی وجہ سے دنیا میں عدم استحکام اور فساد کی صورتحال پیدا ہوتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جو ناجائز طریقے سے دولت کمانے کو روکا تھا، وہ آج کل عام ہو گئے ہیں۔ لیکن جب ان عہدیداران کو کہا جاتا ہے اس طرح کی پالسیاں نہ بناؤ جن میں چھوٹی حکومتوں کو نظر انداز کیا جاتا ہے یا ان کو وہ سہولیات نہیں دی جارہی جن کے وہ حقدار ہیں تو ان کا صرف یہی کہنا ہوتا ہے کہ ہم تو صرف ان کی بھلائی کے لئے ہی کر رہے ہیں تا کہ وہ امن کی زندگی بسر کرسکیں۔ اسی طرح کا بیان اسرائیل کے صدر نے دیا ہے کہ ہم تو فلسطین میں امن قائم کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے امن قائم کرنے کے چکر میں فلسطین کے ہزاروں افراد کو ہلاک کردیا۔

ایک اور اقتباس میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیان فرماتے ہیں:

’’کسی فریق کو نہیں چاہیے کہ وہ دوسروں کی دولت اور ان کے وسائل کو کبھی بھی حاسدانہ رنگ میں دیکھے۔ اسی طرح کسی ملک کو نہیں چاہیے کہ وہ ناانصافی کرتے ہوئے دوسرے ممالک کے وسائل پر ان کی مدد کرنے کے جھوٹے عذر کا سہارا لے کر غاصبانہ قبضہ کرلے۔ اسی طرح تکنیکی مہارت فراہم کرنے کی بنیاد پر حکومتوں کو نہیں چاہیے کہ وہ دوسری اقوام کے ساتھ غیر منصفانہ تجارتی معاملات یا معاہدات کر کے ناجائز فائدہ اُٹھائیں۔ اس طرح مدد یا مہارت فراہم کرنے کی بنیاد پر حکومتوں کو ترقی پذیر اقوام کے اثاثوں یا قدرتی وسائل کو اپنے قابو میں کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔ البتہ جہاں کم تعلیم یافتہ افراد یا حکومتوں کو یہ سکھانے کی ضرورت ہو کہ وہ اپنے قدرتی وسائل کو کس طرح صحیح رنگ میں استعمال کرسکتے ہیں تو یہ کرنا چاہیے۔‘‘

(عالمی بحران اور امن کی راہ صفحہ 77)

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیان فرماتے ہیں:

’’طاقتور ممالک کو غریب اور کمزور ملکوں کے حقوق اپنے حقوق کی حفاظت کی کوشش کرتے ہوئے غصب نہیں کرنے چاہئیں۔ نہ ہی غریب ممالک کے ساتھ غیر منصفانہ سلوک روا رکھنا چاہیے۔ دوسری طرف غریب اور کمزور ممالک کو نہیں چاہیے کہ وہ طاقتور اور امیر ممالک کو نقصان پہنچانے کے موقع کی تلاش میں رہیں بلکہ دونوں کو کوشش کرنی چاہیے کہ وہ انصاف کے اصولوں کی پوری پوری پابندی کریں۔ درحقیقت مختلف ممالک کے مابین پرامن تعلقات قائم رکھنے کے لیے یہ ایک بہت ہی اہم بات ہے۔‘‘

(عالمی بحران اور امن کی راہ صفحہ 76)

جنگ عظیم کی ہولناک تباہیوں کا ذکر اور ایک تنبیہ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ جنگ عظیم کے خطرناک نتائج اور بڑی حکومتوں کو انصاف سے کام لینے کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’آج کے دور میں خدا کی قہری تجلی ایک اور عالمی جنگ کی صورت میں ظاہر ہوسکتی ہے اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ایسی جنگ کے بداثرات اور تباہی صرف ایک روایتی جنگ یا صرف موجودہ نسل تک محدود نہیں رہیں گے۔ درحقیقت اس کے ہولناک نتائج آئندہ کئی نسلوں تک ظاہر ہوتے رہیں گے ایسی جنگ کا المناک نتیجہ تو ان نومولود بچوں کو بھگتنا پڑے گا۔ جواب یا آئندہ پیدا ہوں گے۔ جو ہتھیار آج موجود ہیں وہ اس قدر تباہ کن ہیں کہ ان کے نتیجہ میں نسلاً بعد نسلٍ بچوں کے جینیاتی یا جسمانی طور پر معذور پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔

جاپان وہ واحد ملک ہے جو دوسری جنگ عظیم کے دوران ایٹمی حملہ والے ہولناک تجربہ سے گزرا ہے۔ آج بھی اگر آپ جاپان جائیں اور وہاں کے لوگوں سے ملیں تو آپ دیکھیں گے جنگ کے بارے میں ان کی آنکھوں اور ان کی باتوں سے شدید خوف اور نفرت جھلکتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس وقت استعمال کیے گئے ایٹمی ہتھیار جنہوں نے وسیع پیمانے پر تباہی پھلائی آج چھوٹے ملکوں کے پاس موجودہ ایٹمی ہتھیاروں سے بھی بہت کم طاقت کے حامل تھے۔

کہا جاتا ہے کہ جاپان میں سات دہائیاں گزرنے کے بعد بھی نوزائیدہ بچوں میں ایٹم بم کے بداثرات اب بھی ظاہر ہوجاتے ہیں۔ اگر کسی شخص کو گولی ماردی جائے تو اس بات کا امکان ہوتا ہے کہ طبعی امداد مہیا ہونے پر اس کی جان بچائی جاسکے لیکن اگر ایٹمی جنگ چھڑ جاتی ہے تو جو لوگ براہ راست اس کی زد میں آئیں گے۔ ان کے بچنے کا کوئی امکان نہیں لوگ آناً فاناً ہلاک ہو جائیں گے۔ یا مجسموں کی صورت میں منجمد ہوجائیں گے اور اُن کی جلد پانی کی طرح بہ جائے گی۔ پینے کا پانی، غذا اور سبزیاں وغیرہ ایٹمی تباہ کاری سے ناقابل استعمال ہو جائیں گے۔ اس تباہ کاری کے اثرات سے جو بیماریاں پیدا ہوں گی ہم صرف ان کا تصور کرسکتے ہیں۔ ان مقامات پر جہاں براہ راست حملہ نہیں ہوگا اور جہاں تباہ کاری کے اثرات کم ہونگے وہاں بھی بیماریوں کے امکانات بہت بڑھ جائیں گے۔ اور ان کی آئندہ نسلیں بھی بہت بڑے خطرات میں گھِر جائیں گی۔

محتاط اندازوں کے مطابق جنگ عظیم دوم میں چھ کروڑ سے زائد جانیں ضائع ہوئیں اور کہا جاتا ہے کہ اس میں چار کروڑ افراد عام شہری تھے۔ اس طرح بالفاظ دیگر فوجیوں سے زیادہ عام شہری ہلاک ہوئے۔ باوجود اس کے کہ جاپان کے علاوہ باقی ہر جگہ پر روایتی ہتھیاروں سے جنگ لڑی گئی پھر بھی اتنی شدید تباہی ہوئی۔ برطانیہ میں پانچ لاکھ لوگ لقمہ اجل بنے۔ اس وقت برطانیہ کی حکومت نوآبادیاتی طاقت تھی اور اس کی کالونیاں اور وہ ممالک جو برطانیہ کی طرف سے لڑ رہے تھے اگر ان اموات کو بھی شامل کرلیا جائے تو پھر یہ تعداد کروڑوں میں پہنچتی ہے صرف انڈیا میں ہی سولہ لاکھ لوگ لقمہ اجل بنے۔

تاہم اب حالات بدل چکے ہیں وہ ممالک جو کبھی حکومت برطانیہ کی کالونیاں تھے اور جنہوں نے برطانیہ کی طرف سے جنگ میں حصہ لیا تھا۔ جنگ کی صورت میں اب شاید اب وہ برطانیہ کے ہی خلاف جنگ کے لئے تیار ہوجائیں۔ مزید یہ کہ جیسا کہ میں

JYOTI SAW MILL

SK. ZAHOOR AHMAD
IDCO, Plot No.2, At-Ampore
P.O Kenduapada Dist - Bhadrak - 756112 (Odisha)
Mobile No. 9861330620 & 7008841940

طالب دعا : شیخ ظہور احمد (جماعت احمدیہ بھدرک، صوبہ اڈیشہ)

بیان کر چکا ہوں اب تو بعض چھوٹے ممالک نے بھی ایٹمی ہتھیار حاصل کر لیے ہیں۔

فکر کی بات یہ ہے کہ یہ ایٹمی ہتھیار ایسے لوگوں کے ہاتھ نہ لگ جائیں جن کے پاس اتنی قابلیت ہی نہیں ہے یا جو اپنے اعمال کے نتائج کا ادراک نہیں کرنا چاہتے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسے لوگ عواقب سے بالکل بے پرواہ اور جنگی جنون میں مبتلا ہیں۔

پس اگر بڑی طاقتوں نے انصاف سے کام نہ لیا اور چھوٹے ملکوں کے احساس محرومی کو ختم نہ کیا اور عمدہ حکمت عملی نہ اپنائی تو حالات بالآخر ہاتھ سے نکل جائیں گے اور پھر جو تباہی اور بربادی ہوگی وہ ہماری سوچ اور تصور سے بھی بڑھ کر ہوگی بلکہ دنیا کی اکثریت جو امن کے خواہاں ہے وہ بھی اس تباہی کی لپیٹ میں آجائے گی۔‘‘

(عالمی بحران اور امن کی راہ صفحہ 43 تا45)

اسلام کی تعلیمات اور پیغام محبت، ہمدردی، نرمی اور امن آشتی کے سوا کچھ نہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز امن عالم کانفرنس کے دوران اپنے خطاب میں فرماتے ہیں:

’’اس امن کانفرس کے ذریعہ میں تمام دنیا کو یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ اسلام کی تعلیمات اور پیغام محبت، ہمدردی، نرمی اور امن آشتی کے سوا کچھ نہیں۔

افسوس کی بات ہے کہ مسلمانوں کی ایک انتہائی قلیل تعداد اسلام کی ایک بالکل بگڑی ہوئی تصویر پیش کرتی ہے۔ اور اپنے گمراہ کن عقائد کے مطابق عمل پیرا بھی ہوتی ہیں میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ ان کے پیش کردہ اسلام کو حقیقی اسلام نہ سمجھا جائے اور ان کے غلط کاموں کو بہانہ بنا کر مسلمانوں کی امن پسند اکثریت کے جذبات کو ٹھیس نہ پہنچائی جائے یا انہیں ظلم کا نشانہ بنایا جائے۔

قرآن کریم تمام مسلمانوں کے لیے نہایت مقدس اور سب سے زیادہ قابل تعظیم کتاب ہے۔ لہذا اس کی توہین کرنا اور قابل اعترض زبان استعمال کرنا یا اسے جلا دینا یقیناً ایسے اقدام ہیں جن سے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوں گے۔ ہم نے دیکھا ہے ایسے اقدام کے ردعمل میں انتہا پسند مسلمان اکثر بالکل غلط اور نامناسب قدم اُٹھا لیتے ہیں۔

ابھی حال میں ہی ہم نے افغانستان میں دو ایسے واقعات کے بارے میں سنا ہے جہاں کچھ امریکی فوجیوں نے قرآن کریم کی ہتک کی اور معصوم عورتوں اور بچوں کو ان کے گھروں میں مار دیا۔ اس طرح جنوبی فرانس میں ایک بے رحم انسان نے ایک فرانسیسی فوجی کو بغیر کسی وجہ سے گولی مار کر ہلاک کر دیا اور اس کے چند روز بعد وہ شخص ایک اسکول میں داخل ہوا اور وہاں تین معصوم یہودی بچوں اور ان کے ایک استاد کو مار ڈالا۔

ایسا رویہ بالکل غلط ہے اور اس سے کبھی بھی امن قائم نہیں ہوسکتا۔ اس قسم کے مظالم آئے دن پاکستان اور دوسری جگہوں پر ہوتے رہتے ہیں اور اس طرح کے اقدامات سے اسلام دشمن عناصر کو اسلام کے خلاف اپنی نفرت کا اظہار اور بڑے پیمانے پر اپنے مقاصد کے حصول کے لیے بہانہ مل جاتا ہے بربریت کے ایسے اظہار جو چھوٹے پیمانے پر کیے جاتے ہیں یا کسی ذاتی عناد یا کدورت کی وجہ سے نہیں ہوتے بلکہ درحقیقت اس کی وجہ بعض حکومتوں کی نہ صرف داخلی بلکہ بین الاقوامی سطح پر اپنائی گئی غیر منصفانہ پالیسیاں ہوتی ہیں۔

پس دنیا میں قیام امن کے لیے ضروری ہے کہ ہر سطح پر اور دنیا کے ہر ملک میں انصاف کے درست معیار قائم کیے جائیں۔ قرآن کریم نے ایک معصوم جان کے قتل کو تمام انسانیت کے قتل کے مترادف قرار دیا ہے۔

پس ایک دفعہ پھر مسلمان ہونے کے ناطہ میں یہ بات بالکل واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اسلام کسی بھی نوع شکل یا طریق سے کیے جانے والے مظالم اور زیادتی کی ہرگز اجازت نہیں دیتا۔

آپس کے اختلافات کو ختم کرنا ہوگا

موجودہ خطرناک حالات جو آجکل بنے ہوئے ہیں اس کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تمام دنیا کے مسلمانوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’اللہ تعالیٰ اسرائیلی حکومت اور امریکہ کی حکومت اور بڑی طاقتوں کے ہاتھوں کو روک سکتا ہے۔ اس کے ہاتھ میں سب طاقت ہے لیکن اس کے لیے مسلمانوں کو بھی اپنے عمل اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ڈھالنے ہوں گے اور بھائی بھائی ہونے کا نمونہ بننا ہوگا۔ آپس کے اختلافات کو ختم کرنا ہوگا جو نظر نہیں آرہا۔ تب کہیں اللہ تعالیٰ کی مدد کا وعدہ بھی پورا ہوگا۔‘‘

(خطبہ جمعہ مورخہ 12/ اکتوبر 2024ء)

ایک اور جگہ آپ مسلم امۃ کو امت واحدہ بننے اور آپس میں اختلاف ختم کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’مسلمان حکومتوں، سیاستدانوں اور بادشاہتوں کو چاہیے کہ صرف وہ اپنے ذاتی مفادات حاصل کرنے کی بجائے یہ کوشش کریں کہ ہم نے بحیثیت ملت اسلامیہ ایک ہونا ہے اور اس کے لیے ہم نے بھرپور کوشش کرنی ہے۔ جب ایسا ہوگا تبھی ہم دنیا کے حملوں سے بچ سکیں گے۔ تبھی اپنا وقار قائم کرسکیں گے اور تبھی اسلام مخالف طاقتوں کو اپنے اندر پھاڑ ڈالنے سے روک سکیں گے۔ اس کے لیے ہمیں اس بات پر بھی غور کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں کیا انتظام فرمایا ہے۔ وہ کون سا الٰہی انتظام ہے جس پر اگر ہم عمل کریں یا اس کو مانیں تو ہم ان باتوں سے بچ سکتے ہیں اور ایک ملت واحدہ بن سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا وہ انتظام یہ ہے کہ اس نے مسیح موعود کو بھیجا تا کہ وہ ایک اُمتِ واحدہ بنائے۔

(روزنامہ الفضل انٹرنیشنل جمعۃ المبارک 2 مارچ 2026ء صفحہ نمبر 3)

جماعت احمدیہ کا کام دنیا میں امن قائم کرنا

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز افراد جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’تمہارا واحد کام دنیا میں امن کا فروغ اور اس کا قیام ہے۔ ان کی نفرتوں اور زیادتیوں کے جواب میں تم صرف یہ کہو کہ تم پر سلامتی ہو اور انہیں بتاؤ کہ تم ان کے لئے محض سلامتی کا پیغام لائے ہو۔ جماعت احمدیہ مسلمہ انہی تعلیمات پر کاربند ہے اور انہی کے مطابق زندگی بسر کر رہی ہے۔ یہی وہ ہم آہنگی، رواداری اور ہمدردی کی تعلیم ہے جسے دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے ہم مصروف عمل ہیں۔ ہم احمدی مسلمان ہی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تاریخی، بے نظیر اور لاثانی نرمی، محبت اور شفقت کی تقلید کرتے ہیں کہ کئی سالوں پر محیط سخت تکلیف اور کرب ناک مظالم سہنے کے بعد جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں فاتحانہ شان کے ساتھ واپس تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سے کوئی بدلہ نہ لیا بلکہ اعلان عام کروا دیا کہ تم میں سے کسی پر بھی کوئی پکڑ نہیں کیونکہ میں نے تم سب کو معاف کر دیا ہے۔ میں محبت اور امن وسلامتی کا نبی ہوں۔ خدا تعالیٰ کی صفت ’’السلام‘‘ کا سب سے زیادہ علم مجھے دیا گیا ہے۔ وہی خدا ہے جو سلامتی بخشتا ہے۔ میں تمہاری ساری سابقہ زیادتیاں تمہیں معاف کرتا ہوں اور میں تمہیں سلامتی اور تحفظ کی ضمانت دیتا ہوں۔

(عالمی بحران اور امن کی راہ صفحہ 127 تا128)

جماعت احمدیت کو نصیحت

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جماعت احمدیہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’آج ہمیں اس بات کی کوشش کرنی چاہیے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کرنے والے بنیں۔ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنے والے ہوں، اس کی مخلوق کے حق ادا کرنے والے بنیں۔ اگر ایسا ہوگا تو تب ہی ہم اس دنیا کو امن وسلامتی کا گہوارہ بنانے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔‘‘ (آمین)

(خطبہ جمعہ مورخہ 18/ اکتوبر 2024ء)

عالمی جنگی حالات کے پیش نظر دعاؤں کی پردرد تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جماعت احمدیہ کو عالمی جنگی حالات کے پیش نظر دعاؤں کی پردرد تحریک کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’ہمیں اور ہماری نسلوں کو جنگوں کی آگ سے محفوظ رہنے اور اس کے بعد کے اثرات سے محفوظ رہنے کے لیے بہت دعا کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے بچائے۔ اور اب لگتا ہے کہ یہ جنگ سامنے کھڑی ہے بلکہ عالمی جنگ شروع ہوچکی ہے لیکن دنیا کے حکمرانوں کو اس کی کوئی فکر نہیں۔ ان کے خیال میں وہ محفوظ رہیں گے اور عوام مریں گے۔ لیکن یہ بھی ان کی خام خیالی ہے، اپنی انا کو مقدم کر رہے ہیں۔ عوام کی تو ان کو کوئی پروا بھی نہیں ہے۔ یہی دجالی چالیں ہیں۔ عوام کو اپنے داؤ میں پھنسا لیا ہے کہ ہم یہ کرتے ہیں وہ کرتے ہیں تمہارے لیے۔ بہر حال اب تو عوام میں کہیں کہیں آوازیں اٹھنی شروع ہوگئی ہیں۔ لیکن ان کی چالوں نے لوگوں کو خدا تعالیٰ سے دور کر دیا ہے۔ خود تو یہ دُور ہیں ہی اور ساتھ ہی ہر قسم کی بے حیائی اور بے باکی عروج پر ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے۔ اس کا نتیجہ یہی نکلنا ہے کہ خدا تعالیٰ کی پکڑ میں آئیں۔

ایسے میں احمدیوں کو اپنے آپ کو خدا کے قریب کرنے اور دعاؤں میں اضطراب پیدا کرنے کی بہت ضرورت ہے اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی رنگ میں دعاؤں کی توفیق بھی عطا فرمائے۔

(روزنامہ الفضل انٹرنیشنل جمعۃ المبارک 2 مارچ 2026ء صفحہ 7)

❖ ❖ ❖

خلافت ہی بالفاظ وگر ہے قدرت ثانی
جہاں کی بزم میں آئینہ دار شان رحمانی
ہیں پھل نخل خلافت کے جہانگیر جہانبانی
خلافت ہے سراسر مہبط الطاف ربانی
خلافت سے اشاعت حق کی دنیا کے کناروں تک
صداقت پھیلتی ہے ریگ زاروں کہساروں تک
خلافت مذہب اسلام میں موعود ربانی
بغیر اسکے پنپ سکتی نہیں شاخ مسلمانی
خلافت شاہبازوں سے نمولوں کو لڑاتی ہے
یہی آئین فطرت ہے خلافت غالب آتی ہے
خلافت سے شعور قوم کو تابندگی حاصل
اسی کے فیض سے تنظیم کو ہے زندگی حاصل
خلافت ضامن امن حقیقی خوف سے خالی
اسی سے وحدت باری کی پاتی ہے نمو ڈالی
خلافت سے خزف ریزے بہا پاتے ہیں گوہر کی
چمک ذروں میں ہوتی ہے نمایاں مہر انور کی
حصار عافیت ہے خیر و خوبی کا خزانہ ہے
خلافت سے جدا ہونا شعار فاسقانہ ہے

(میر اللہ بخش تسنیم)

M.F. STEELS & ALUMINIUM

Deals in All types of
Aluminium chennels, Section &
Steels, Pipes, Tubes, ACP, Sheet etc.

Sk. Muneer Ahmed
☎ 7008220172 9437147910
✉ ahmedmuneersk@gmail.com

طالب دعا : شیخ منیر احمد (جماعت احمدیہ بھدرک، صوبہ اڈیشہ)

خلافت احمدیہ اور اسلام کا عالمگیر روحانی غلبہ

(شیخ مجاہد احمد شاستری، اُستاد جامعہ احمدیہ قادیان)

اسلام کا عالمگیر روحانی غلبہ خلافت احمدیہ کے ساتھ وابستہ ہے

ہمارے ہادیٔ کامل خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تمام جہانوں کی ہدایت و راہنمائی کے لیے مبعوث ہوئے اور آپؐ کی بعثت کی چار اہم اغراض کا ذکر قرآن کریم کی سورۃ الجمعہ میں یوں موجود ہے:

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۔ (الجمعة:3)

ترجمہ: وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔ وہ اُن پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے۔

الٰہی حکم کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے تمام دنیا کی ہدایت اور راہنمائی کے لیے کامل شریعت کے ساتھ کامل اسوۂ حسنہ بھی عطا فرمایا۔ لیکن خدا تعالیٰ کا اصول ہے کہ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ (العنکبوت:58) یعنی ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے۔ تو انبیاء کو بھی بصورت بشر اس مرحلہ سے گزرنا پڑتا ہے اور ایک معینہ مدت تک پیغام الٰہی کو لوگوں تک پہنچا کر اپنے مالک حقیقی سے جا ملنا ہوتا ہے۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ان کے کاموں کو پورا کرنے اور ان کی برکات کے زمانہ کو ممتد کرنے کے لیے نظام خلافت کو جاری فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد خلفائے راشدین حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علیؓ نے رسول اللہ ﷺ کی کامل اقتدا و پیروی میں امت مسلمہ کی ہدایت و راہنمائی کا بیڑا اٹھایا اور بانیٔ اسلامؐ کی تعلیمات کو آگے بڑھا کر اسلام کے غلبہ کے سامان پیدا فرمائے اور برکات رسالت سے امت مسلمہ کو فیضیاب کرتے رہے۔

خلافت احمدیہ بھی آنحضرت ﷺ کی بابرکت خلافت راشدہ کی ہی ایک کڑی اور اور ایک حصہ ہے۔ اس کی بنیاد سورۃ الجمعہ میں اللہ تعالیٰ نے خود ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے کہ

وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○

(سورۃ الجمعہ آیت نمبر 4)

اور ان کے سوا ایک دوسری قوم میں بھی (وہ اسے بھیجے گا) جو ابھی تک ان سے ملی نہیں اور وہ غالب (اور) حکمت والا ہے۔

اس آیت میں آنحضرت ﷺ کی دوسری بعثت کی پیشگوئی فرمائی گئی ہے۔ اور یہ پیشگوئی بانئ جماعت احمدیہ سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کی بعثت کے ذریعہ تکمیل کو پہنچ چکی ہے۔ الٰہی وعدوں کے مطابق آپ کی وفات کے بعد 27 مئی 1908ء سے جماعت احمدیہ میں قدرت ثانیہ کا ظہور خلافت احمدیہ کے ذریعہ ہوا۔

پس خلافت احمدیہ سے مراد، وہ عظیم الشان آسمانی نظام ہے جو آنحضرت ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق بانئ جماعت احمدیہ سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کی وفات (26 مئی 1908ء) کے بعد 27 مئی 1908ء کو قائم ہوا۔

دَورِ آخرین میں اسلام کا عالمگیر روحانی غلبہ خلافت احمدیہ کے ذریعہ مقدر ہے جو صحیح اسلامی عقائد کی علمبردار اور حقیقی اسلام کی ترجمان ہے۔ جماعت احمدیہ عالمگیر کے بانی حضرت اقدس مسیحِ موعود علیہ السلام کی بابرکت تحریرات میں سے دو مختصر حوالوں کے ساتھ اس بات کو بیان کرتا ہوں۔ آپؑ فرماتے ہیں:

’’دیکھو وہ زمانہ چلا آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا اس سلسلہ کی دنیا میں بڑی قبولیت پھیلائے گا اور یہ سلسلہ مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب میں پھیلے گا اور دنیا میں اسلام سے مراد یہی سلسلہ ہوگا۔ یہ باتیں انسان کی باتیں نہیں۔ یہ اس خدا کی وحی ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔‘‘

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 182)

روحانی خلافت کے دس عظیم مقاصد اور اسلام کا عالمگیر روحانی غلبہ

انبیاء کے بعد قائم ہونے والی روحانی خلافت کے دس عظیم مقاصد ہوتے ہیں۔ اور یہ حقیقت ہے کہ یہ مقاصد صرف خلافت کے ذریعہ ہی حاصل ہو سکتے ہیں۔ یہ مقاصد عشرہ حسب ذیل ہیں:

اوّل:

عمومی رنگ میں شریعت کی تنفیذ خلافت کا اولین مقصد ہے کیونکہ نبی کی وفات کے بعد یہ اہم ذمہ داری خلیفہ کے ذمہ ہوتی ہے اور یہ بڑا وسیع کام ہے۔

دوم:

انسانوں میں حقوق وغیرہ کے متعلق تنازعات ہوتے ہیں۔ مومنوں میں بھی ایسے تنازعات وغیرہ ہو سکتے ہیں۔ ان تمام تنازعات اور اختلافات کا شریعت کے مطابق فیصلہ ہونا ضروری ہے۔ ورنہ شقاق اور اختلاف بڑھتا جاتا ہے۔ اسلام نے اس کے لئے قضا کا نظام مقرر کیا ہے قاضی دراصل خلافت کے نمائندے ہوتے ہیں اور ان پر لازم ہوتا ہے کہ خلیفہ وقت کی طرح بالکل غیر جانبدار رہیں اسلام نے اس سلسلہ میں آخری قاضی نبی کی وفات کے بعد خلیفہ کو تسلیم کیا ہے جس کا فیصلہ (دینی) نظام میں آخری ہوتا ہے۔ پس خلافت کا وجود باہمی تنازعات کے فیصلہ کے لئے بھی ضروری ہے۔

سوم:

خلافت کے ذریعہ جماعت کا شیرازہ قائم رکھا جاتا ہے اور ان میں اتحاد و اتفاق کی بنیاد کو مضبوط کیا جاتا ہے۔ جب تک کسی قوم کا ایک واجب الاطاعت امام نہ ہو ان کی شیرازہ بندی نہیں ہو سکتی۔

چہارم:

خلیفہ روحانیت میں بھی نبی کا جانشین ہوتا ہے۔ خلافت کی ایک اہم غرض روحانیت کا انتشار اور نبی کے فیوض کے زمانہ کو لمبا کرنا ہے۔ خلافت گویا نبوت کا ظل یا اس کا تتمہ ہوتی ہے اسی لئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ ہر نبوت کے بعد لازما خلافت ہوتی ہے۔ (کنز العمال)

پنجم:

خلافت کا ایک بڑا اہم مقصد اشاعت دین کے لئے متحد جدوجہد کرنا اور اس کے لئے اسباب مہیا کرنا ہے۔ ظاہر ہے کہ جب تک مجاہدین کی روحانی فوج کا کمانڈر نہ ہو وہ باقاعدہ اور کامیاب جنگ نہیں کر سکتی خلیفہ اشاعت اسلام کرنے والے مجاہدین کا کمانڈر ہوتا ہے اور مناسب طریق پر ان سے مختلف محاذوں پر کام لیتا ہے۔

ششم:

جماعت کی روحانی تربیت اور ان کی تعلیم کا انتظام بھی خلافت کے نظام سے وابستہ ہے جس طرح نبی اپنی جماعت کا تزکیہ نفوس کرتا ہے انھیں کتاب الٰہی سے آگاہ کرتا ہے اور تعلیم دین کے لئے سب ذرائع اختیار کرتا ہے اسی طرح خلیفہ کا فرض ہے کہ ان سب طریقوں سے تعلیم و تربیت کا انتظام پایہ تکمیل تک پہنچائے بالخصوص علم دین کی ترویج خلیفہ کا اولین کام ہے۔

ہفتم:

دشمنان دین کے مکائد اور ان کی سازشوں کا پورا پورا علم حاصل کر کے ان کے مقابلہ کی سکیموں کو عملی جامہ پہنانا خلافت کے فرائض میں شامل ہے کیونکہ اس نظام کے بغیر مومنوں کے خوف کو امن سے نہیں بدلا جا سکتا اور نہ ہی دشمن کے شرّ کا صحیح مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔ یہ کام بھی منظم طور پر خلافت کے ذریعہ ہی ہو سکتا ہے۔

ہشتم:

مالی قربانیوں کے ذریعہ جہاد کو مسلسل رکھا جا سکتا ہے یہ قربانی نفس کی اصلاح کے لئے بھی لازمی ہے مالی قربانیوں کے سلسلہ کو باقاعدہ رکھنے کے لئے جس روح کی ضرورت ہے اسے پیدا کرنا، بیدار رکھنا اور ترقی دیتے جانا خلافت کی ذمہ داری ہے۔ خلافت کے بغیر دائمی طور پر یہ روحِ قربانی قائم نہیں رکھی جا سکتی۔

نہم:

نبیوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنے نشانات دکھاتا ہے۔ اپنی قدرت نمائی فرماتا ہے یہ نشان نمائی مذہب کی روح ہے اس کے بغیر مذہب محض چھلکا ہے۔ اللہ تعالیٰ نبیوں کے بعد خاص طور پر ان خلفاء کے ذریعہ یہ نشان دکھاتا ہے تا کہ مخالفین پر حجت قائم ہوتی رہے اور جماعت حقہ کے لئے اطمینان اور ازدیاد ایمان کے سامان پیدا ہوتے رہیں۔ بلاشبہ نبی کے ماننے والے سارے سچے مومنوں کو حسب مراتب یہ روحانی قوت دی جاتی ہے مگر خلیفہ نبی کا پورا جانشین ہوتا ہے اس لئے اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی یہ قدرت نمائی واضح طور پر پوری ہوتی ہے اور یہ خلافت کی ایک عظیم روحانی ضرورت ہے۔

دہم:

جماعت مومنین کی روحانی ترقی اور تربیت، اور اسلام کے عالمگیر غلبہ کے لئے سب ظاہری سامانوں کے ساتھ ساتھ سوز و گداز سے نکلی ہوئی دعائیں بہترین ذریعہ ہیں۔ یہ دعائیں جس طرح روحانی باپ اپنے بیٹوں کے لئے کرتا ہے اور کوئی نہیں کر سکتا۔ اس لئے نبی کے بعد ایسے روحانی وجودوں کی اہمیت اور ضرورت عیاں ہے جو دن رات پورے درد دل سے اپنی روحانی اولاد کے لئے آستانہ الٰہی پر فرسا ہوتا ہے۔ پس روحانی غلبہ کے لئے خلیفہ وقت کی عظیم الشان دعائیں بھی ایک ضروری امر ہے۔

اسلام کا عالمگیر روحانی غلبہ بذریعہ خلافت احمدیہ

جیسا کہ قبل ازیں بیان کیا جا چکا ہے کہ خلافت نبوت کے بعد قائم ہوتی ہے اور یہ نبوت کی قائم مقام ہوتی ہے اور اس کو نبوت کا ظل (سایہ) بھی کہتے ہیں۔ نبی اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ کا پیغام لوگوں تک پہنچاتا ہے لیکن انسان ہونے کی وجہ سے وہ بھی ایک دن اس فانی دنیا سے کوچ کر جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کے کاموں کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے خلافت کا نظام قائم کیا ہوا ہے۔ اس لئے خلافت کو نبوت کا تکملہ اور تتمّہ بھی کہتے ہیں۔ خلافت نبی کے جاری کردہ منصوبوں اور سکیموں کو پورا کرنے کے ساتھ زمانے کے حالات کے مطابق ان میں وسعت پیدا کرتی ہے۔

1. خلافت کی ذمہ داریاں

خلافت کی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کا جو عظیم نظام جماعت احمدیہ میں قائم ہے اس کا ذکر کرنے سے پہلے خلافت کی ذمہ داریوں کو مختصراً چند فقروں میں بیان کرنا مناسب خیال کرتا ہوں۔

خلافت کے فرائض/ ذمہ داریاں اس قدر وسیع اور عالمگیر ہیں کہ تمام دینی اور دنیوی مقاصد کی تکمیل اس کے تحت آ جاتی ہے لیکن اس کی اجمالی تشریح صرف ایک فقرہ میں کی جا سکتی ہے یعنی پیغمبر کے کاموں کو قائم اور باقی رکھنا ہر خارجی آمیزش سے پاک وصاف رکھنا اور ان کو ترقی دینا، یہ فقرہ ایک لفظ میں بھی سما سکتا ہے یعنی اقامتِ دین۔ لیکن یہ لفظ خود اس قدر وسیع ہے کہ تمام دینی و دنیوی مقاصد کو شامل

کر لیتا ہے اور اقامت ارکان اسلام مثلاً نماز ، روزہ ، حج ، زکوٰۃ ، امر بالمعروف نھی عن المنکر، جھاد، نصب قضاء، اقامتِ حدود اور وعظ و پند و تعلیم و تربیت اور اشاعتِ اسلام سب اس کی جزئیات میں داخل ہوجاتے ہیں۔

اب اس عظیم نظام کے متعلق کچھ گذارشات پیش کی جارہی ہیں جو اسلام کے عالمگیر غلبہ اور خلافت کی ذمہ داریوں کو انجام دینے کے لئے اللہ تعالیٰ نے خلیفہ وقت پر ڈالی ہیں۔

خلافت کی ذمہ داریوں کی ادائیگی کا عظیم نظام:

خلافت کی ذمہ داریاں ادا کرنے کے لئے جو عظیم نظام جماعت احمدیہ نے قائم کیا ہوا ہے اس کی جھلکیاں مندرجہ ذیل سطور میں پیش کی جاتی ہیں:

صدر انجمن احمدیہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت میں ۱۹۰۵ء میں وصیت کا ایک نظام قائم فرمایا اور پھر اس نظام کے تحت جو آمدنی اور خرچ ہونا تھا اس کے حساب کتاب کو درست رکھنے کے لئے ایک انجمن بنائی جس کا نام ’’انجمن کارپرداز ان مصالح بہشتی مقبرہ‘‘ رکھا۔

اس کے بعد کچھ وسعت دے کر ۱۹۰۶ء میں اس کا نام ’’صدر انجمن احمدیہ‘‘ رکھا گیا۔ جس کا دائرہ کار جماعتی وسعت اور ترقی کے ساتھ ساتھ وسعت اختیار کرتا گیا۔

چنانچہ اندرون ملک کی جماعتی، انتظامی، تربیتی اور تعلیمی و اصلاحی اغراض کو پورا کرنے کا فریضہ خلیفہء وقت کی ہدایات کے ماتحت موجودہ صدر انجمن احمدیہ کے سپرد ہوگیا۔ جیسے جیسے تبلیغی کام میں وسعت پیدا ہوتی گئی تو تبلیغی سرگرمیوں کو باقاعدہ اور مؤثر بنانے کے لئے کئی اور ادارے اس تبلیغی کام کو سرانجام دینے میں شامل ہوگئے۔

صدر انجمن احمدیہ کے کئی شعبہ جات میں اور ان شعبہ جات کی پہچان نظارتوں کے نام سے ہے اور ہر نظارت چند مخصوص فرائض انجام دیتی ہے۔ ہر نظارت کا افسر اعلیٰ ناظر کہلاتا ہے اور تمام نظارتیں خلیفہء وقت کی ہدایات کے تحت جملہ امور انجام دیتی ہیں۔

تحریک جدید:

جماعت کے تبلیغی اور اشاعتی دائرہ کو وسعت دینے اور ساری دنیا میں اسلام کو پھیلانے کے لئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 23؍نومبر 1934ء میں اس تحریک کی بنیاد رکھی۔ یہ تحریک جواب ایک باقاعدہ ادارے کی شکل اختیار کر چکی ہے۔

اسلام کی اشاعت اور تبلیغی سرگرمیوں کو وسعت دینے اور مؤثر بنانے میں بہت ہی اہم کردار ادا کر رہی ہے۔ اس تحریک کی بدولت اسلام اکناف عالم میں پھیل چکا ہے اور لوگ فوج در فوج دینِ حق کی آغوش میں آرہے ہیں۔

تحریکِ وقفِ جدید

یہ تحریک خلیفۃ المسیح الثانی کی آخری تحریک ہے۔ اس کا قیام ۱۹۵۸ء میں ہوا۔ اس تحریک کا بنیادی مقصد دیہاتی احمدیوں کی دینی اور دنیوی تعلیم میں اضافہ کرنا اور ان کی تربیت کرنا تھا۔ دوسری سطح پر اسلام کی تبلیغ اور اشاعت تھی۔ اس تحریک کی وجہ سے دیہاتوں میں احمدی افراد میں ایک نیا ولولہ اور جوش بیدار ہوا اور انہوں نے ہر میدان میں ترقی کی ہے۔

تحریک جدید کے ذریعہ اکناف عالم میں اشاعت اسلام

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے اسلام کی اشاعت کے کام میں وسعت اور تیزی لانے کے لئے تحریک جدید کا بابرکت نظام قائم فرمایا۔ اس نظام کے ذریعہ ساری دنیا میں انتہائی سرعت کے ساتھ اسلام احمدیت کی اشاعت کا کام ہوا۔

خلافت اولیٰ کے آغاز میں لندن میں حضرت چوہدری فتح محمد سیال صاحبؓ کے ذریعہ اسلام کی اشاعت کا کام شروع ہو چکا تھا۔ خلافت ثانیہ میں یہ انتہائی منظم رنگ میں بڑھنے لگا۔ 1924ء میں سیدنا حضرت مصلح موعودؓ بنفس نفیس لندن تشریف لے گئے۔ مسجد فضل کا افتتاح عمل میں آیا۔ سارے یورپ میں اس کے ذریعہ منظم رنگ میں اشاعت اسلام کا کام تیزی سے ہونے لگا۔

1921ء میں حضرت مفتی محمد صاحب صادقؓ کے ذریعہ امریکہ میں احمدیت کا پیغام منظم طور پر پہنچا۔ بکثرت امریکن خصوصاً افریقن نسل کے امریکن اسلام میں شامل ہوئے۔

1924ء کے زمانہ میں عرب میں ممالک میں اسلام کی تبلیغ کے لئے حضرت مصلح موعودؓ نے مبلغین بھجوانے شروع کر دئے تھے۔ اور یوں تحریک جدید کے ذریعہ ساری دنیان میں اشاعت اسلام و احمدیت تیزی سے ہونے لگی۔

ذیلی تنظیمیں

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جماعت میں ذیلی تنظیمیں قائم کیں جو مندرجہ ذیل ناموں سے مشہور و معروف ہیں:

1- لجنہ اماء اللہ
2- ناصرات الاحمدیہ
3- خدام الاحمدیہ
4- انصار اللہ
5- اطفال الاحمدیہ

جامعہ احمدیہ

جیسا کہ پہلے یہ واضح کیا جا چکا ہے کہ خلافت کی سب سے اہم ذمہ داری تبلیغ اور اشاعت دینِ حق ہے۔ اس ذمہ داری کو پورا کرنے کے لئے خلافت کو جہاں دیگر ذرائع کی ضرورت ہوتی ہے وہاں اس ذمہ داری کو احسن طریق پر انجام دینے کے لئے مبلغین کی اشد ضرورت ہوتی ہے اور مبلغین تیار کرنے اور پھر ان سے حسب ضرورت کام لینے کے لئے کئی ادارے کام کرتے ہیں۔

ان میں سے سب سے اہم ادارہ جامعہ احمدیہ ہے۔

یہ ایک عظیم دینی درسگاہ ہے۔ جس سے تربیت پانے والے واقفین زندگی تعلیمی تربیتی اور تبلیغی غرض یہ کہ ہر محاذ پر گرانقدر خدمات سرانجام دے دیتے ہیں۔ یہ ادارہ اب تک ہزاروں افراد کو عملی میدان میں سرگرم ہونے کے لئے تیار کر چکا ہے۔

تحریکِ وقفِ نو:

اس تحریک کا اعلان حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے ۳؍اپریل ۱۹۸۷ء کو بیت الفضل لندن میں خطبہ جمعہ کے دوران کیا۔ حضور نے فرمایا کہ آیندہ آنے والے وقتوں میں ہمیں ہر میدان میں واقفین کی اشد ضرورت ہے اس لئے ہماری جماعت کو بچوں کو اس تحریک کے تحت وقف کرنا چاہئے تا کہ آیندہ کے لئے ہماری ضروریات پوری ہوسکیں۔ یہ واقفین نو آیندہ تبلیغ حق کے لئے سرگرم ہوں گے اور دیگر خدمات بھی سرانجام دیں گے۔ خدا کے فضل سے ہزاروں بچے اپنی زندگیاں وقف کر چکے ہیں اور اس کے لئے باقاعدہ ایک نظارت وقف نو کے نام سے قائم ہو چکی ہے۔

ایم۔ٹی۔اے کا قیام:

ایم ۔ ٹی۔ اے ایک عظیم الشان نعمت ہے جو جماعت احمدیہ کو نصیب ہوئی۔ ایم۔ٹی ۔اے درحقیقت متعدد پیشگوئیوں کا مجموعہ اور بے شمار خدا تعالیٰ کے فضلوں، احسانوں اور انعاموں پر مشتمل ایک عظیم الشان نشان ہے۔ ایم۔ٹی۔اے اشاعتِ اسلام اور تعلیم و تربیت کا ایک بہت ہی اہم اور مؤثر ذریعہ ہے اور ایم ۔ٹی ۔اے نظارت اشاعت کے تحت ان فرائض کو بہت ہی احسن طریق پر سرانجام دے رہا ہے۔ ایم ۔ٹی۔اے اب تک کروڑ ہا انسانوں تک احمدیہ کا پیغام پہنچا چکا ہے۔ یہ احمدی بچوں، بچیوں نیز بڑوں کی اخلاقی اور روحانی تربیت کا بہت مؤثر اور مفید ذریعہ ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات اور خطابات اور دیگر پروگراموں نے کئی دلوں کی کایا پلٹ دی ہے۔

انٹرنیٹ پر ویب سائیٹ:

جماعت احمدیہ کی طرف سے انٹرنیٹ پر ویب سائیٹ www.alislam.org جماعت احمدیہ امریکہ کی زیر نگرانی کام کر رہی ہے۔ انگریزی ویب سائیٹ کے علاوہ عربی، چینی اور فرانسیسی زبانوں میں بھی ویب سائیٹس موجود ہیں۔ ۱۷۰ کتابیں آن لائن آ گئی ہیں۔ تفسیر کبیر، تفسیر صغیر، حقائق الفرقان اور فہم القرآن وغیرہ ان میں شامل ہیں۔ مختلف جماعتی اخبارات و رسائل اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی ترجمۃ القرآن کلاس بھی ویب سائٹ پر موجود ہے۔ یہ احمدیت کی تبلیغ کا ایک اہم ذریعہ ہے جو اس ذمہ داری کو احسن طریق سے نبھا رہا ہے۔

تنازعات کا فیصلہ

خلافت کی ایک دوسری اہم ذمہ داری یہ ہے کہ افراد جماعت میں اگر تنازعات جنم لیں تو ان تنازعات کا فیصلہ عدل و انصاف کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا جائے۔ اگر باہم تنازعات جنم لیں تو ان تنازعات کا فیصلہ عدل و انصاف کے تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے کیا جائے۔ اگر باہم تنازعات کا فیصلہ عدل و انصاف کے مسلمہ اصولوں کے تحت کر دیا جائے تو جماعت میں اتحاد اور اتفاق قائم رہتا ہے اور جماعت کا شیرازہ منتشر نہیں ہوگا۔

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ میں تنازعات کو خوش اسلوبی سے حل کرنے کا بہترین نظام قائم ہے۔ اس نظام کی کچھ تفصیل مندرجہ ذیل سطور میں بیان کی جاتی ہے:

صدر حلقہ، امیر جماعت ضلع:

ابتدائی طور پر فریقین میں مصالحت کروانے کا کام صدر حلقہ یا امیر جماعت ضلع کرتے ہیں۔ اگر مقامی سطح پر مصالحت نہ ہو سکے تو پھر یہ معاملہ صدر عمومی اور امور عامہ میں آتا ہے اور ان اداروں میں مصالحت اور تصفیہ کروانے کی کوشش وسعی کی جاتی ہے۔ اگر وہاں پر مطلوبہ نتائج برآمد نہ ہوں تو پھر قضاء کا ادارہ ان تنازعات کا فیصلہ کرتا ہے۔

نظارت امور عامہ:

یہ نظارت جماعت میں نظم و ضبط قائم رکھنے کا فریضہ انجام دیتی ہے۔ اس فریضہ کے علاوہ اس کا یہ کام بھی ہے کہ افرادِ جماعت میں جو تنازعات پیدا ہو جاتے ہیں ان کا تصفیہ کروائے۔ یہ نظارت فریقین کو تنازعات حل کرنے میں مدد دیتی ہے اور فریقین اپنی مرضی سے اپنے باہمی تنازعہ کو اس نظارت کی مشاورت سے ختم کرتے ہیں۔ اگر تصفیہ نہ ہو سکے تو فریقین اپنے معاملہ کو قضاء میں لے جاسکتے ہیں۔

(ج) صدر عمومی:

جماعت کی سطح پر اگر معاملہ صدر محلہ سے سلجھایا نہ جا سکے تو پھر معاملہ صدر عمومی کے پاس آتا ہے اور صدر عمومی کے مقرر کردہ افراد فریقین میں تصفیہ کروانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر فریقین تسلیم کرلیں تو ٹھیک ورنہ ان کو امور عامہ اور قضاء کا دروازہ کھٹکھٹانے کا حق ہے۔

(د) دار القضاء کا قیام:

اوپر بیان کردہ ادارے صرف مصالحتی اور مشاورتی ادارے ہیں اور وہ یہ کام جزوی طور پر کرتے ہیں۔

SAFOORA COLLECTION CENTER
LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE
Partap Nagar Qadian Pin 143516
Dist: Gurdaspur Punjab
WE ACCEPT ONLINE ORDER ALSO
ALL KINDS OF LADIES GARMENTS AND KIDS PARTY WEAR & BURQA ALSO
INSTAGRAM
Shabana Omer : +91-8699710284 / Omer Farooque: +91-7347608447

تنازعات کا فیصلہ کرنے کا اصل ادارہ دارالقضاء ہے۔ جماعت احمدیہ میں اس ادارے کا قیام 1919ء میں خلیفۃ المسیح الثانی کے دورِخلافت میں ہوا۔ اس ادارے میں عالم باعمل اور معاملہ فہم لوگ بطور قاضی مقرر کئے جاتے ہیں۔ کسی کو اگر قاضی کا فیصلہ قبول نہ ہو تو پھر اس فیصلہ کی اپیل سننے کے لئے دارالقضاء میں بورڈ قائم ہیں اور اس کے بعد آخری اپیل حضرت خلیفۃ المسیح کے پاس ہوتی ہے اور ان کا فیصلہ آخری ہوتا ہے۔

تعلیم کا بندوبست

کوئی قوم بھی تعلیم کے بغیر ترقی نہیں کرسکتی۔ ہر قسم کی ترقی خواہ وہ دینی ہو اور خواہ وہ ترقی دنیوی ہو تعلیم کی مرہون منت ہے۔ تعلیم کی اہمیت اور ضرورت کے پیش نظر نظامِ جماعت ہر وہ طریقہ اور ذریعہ بروئے کار لاتا ہے جس سے احبابِ جماعت کی تعلیمی استعدادوں میں اضافہ ہو اور وہ تعلیم کے میدان میں زیادہ سے زیادہ ترقی کرتے جائیں۔ درج ذیل سطور میں خلافت احمدیہ کے ذریعہ اسلام کے عالمگیر غلبہ کے لئے کی جانے والی تعلیمی کوششوں کا ذکر کیا جاتا ہے جو وہ اس بارے کرتی ہے اور کر رہی ہے۔

نظارت تعلیم

صدر انجمن احمدیہ میں احباب جماعت کی تعلیمی استعدادوں کو بڑھانے اور ان کے تعلیمی معیار کو بلند کرنے کے سلسلہ میں طلباء وطالبات کی راہنمائی، نگرانی او دیگر انتظامات اس نظارت کے ذمہ ہے۔ اس کے علاوہ تعلیم کے میدان میں زیادہ دلچسپی پیدا کرنے کی غرض سے اعزاز پانے والے احمدی بچوں اور بچیوں کو وظائف اور انعامات دینا بھی اس نظارت کے تحت ہے۔

(الف) سکولوں اور کالجوں کا قیام:

صدر انجمن احمدیہ نے جماعت کے افراد کو تعلیمی سہولتیں بہم پہنچانے کے لئے سکولوں اور کالجوں کا اجراء کیا۔ نظارتِ تعلیم اور ذیلی تنظیموں طلباء اور طالبات کی راہنمائی اور مدد کرتی ہیں۔

(ب) جماعت کے لئے تعلیمی منصوبے:

جیسا کہ اوپر بیان کیا جاچکا ہے کہ جماعت احمدیہ افرادِ جماعت کی دنیاوی تعلیم کو کافی اہمیت دیتی رہتی ہے اور اس کے لئے تعلیمی ادارے بھی قائم کئے۔ اس میں وسعت پیدا کرنے اور اس کو زیادہ ترقی دینے کے لئے مختلف طریقے اختیار کئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے مجلس مشاورت ۱۹۸۰ء کے موقع پر جماعت کے لئے ایک عظیم علمی منصوبے کا اعلان فرمایا جس کے اہم نکات یہ ہیں۔

(1) ہر بچہ کم ازکم میٹرک اور ہر بچی کم ازکم مڈل تک تعلیم حاصل کرے۔

(2) کوئی بچہ پیچھے نہ رہے گا بلکہ آگے سے آگے پڑھے گا وہ ذہین بچے جو حالات کی وجہ سے آگے نہیں آسکتے۔ انہیں جماعت سنبھالے گی۔ دعائیہ لحاظ سے بھی اور مالی لحاظ سے بھی۔ اس لئے عہد کرو کہ کسی سے پیچھے نہیں رہنا۔ آج خدا تمہیں دینے کے لئے تیار ہے تو تمہیں لینے کو تیار ہونا چاہئے۔

(3) مستحق ذہین طلباء کو بغیر ذہنی نشوونما کے نہیں چھوڑا جائے گا۔ بچوں کو جو وظیفہ دیا جائے گا اس کا نام انعامی وظیفہ نہیں بلکہ ادائیگی حقوق طلباء ہونا چاہئے .... آیندہ دس برس کے اندر ہر احمدی قرآن کریم کی تعلیم اپنی عمر کے مطابق سیکھے۔ یہ کام خدام الاحمدیہ، انصاراللہ اور لجنہ اماء اللہ کے ذمہ ہے .... ہر گھر میں تفسیر صغیر کا ہونا ضروری ہے۔ دوسرے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان کردہ تفسیر قرآن بھی پڑھنی ضروری ہے۔

آپ کے اس منصوبے کا مقصد یہ تھا کہ طلباء اور طالبات میں مسابقت کا جذبہ پیدا ہو اور وہ تعلیمی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

دوسرے کوئی بچہ مالی وسائل کی کمی کی وجہ سے تعلیم سے محروم نہ رہے اور لائق اور قابل بچوں کی تعلیمی ضروریات جماعت پوری کرے۔

انعامات:

صد سالہ احمدیہ تعلیمی منصوبے کے تحت طلبہ اور طالبات کو طلائی اور نقرئی تمغے دینے کا اعلان کیا گیا۔

میٹرک سے ایم۔اے، ایم۔ایس۔سی تک بورڈ اور یونیورسٹی میں اوّل آنے والے کو طلائی تمغہ مشتمل بر ایک تولہ خالص سونا اور تفسیر صغیر یا انگریزی ترجمہ قرآن وستخطی حضور دیا جاتا ہے۔

ہر دوم آنے والے طالب علم اور طالبہ کو طلائی تمغہ مشتمل 3\4 تولہ اور تفسیرِ صغیر یا انگریزی ترجمہ قرآن دستخطی حضور دیا جاتا ہے۔

ہر سوئم آنے والے طالب علم اور طالبہ کو چاندی کا تمغہ اور تفسیر صغیر یا انگریزی ترجمہ قرآن دیا جاتا ہے۔

خلفاء احمدیت کی مالی قربانیوں کی تحریکات نے احباب جماعت میں مالی قربانیوں کے جذبات کو ہمیشہ زندہ رکھا ہے اور احباب جماعت نے ان مالی قربانیوں میں ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے۔ خلفاء وقت کے مطالبات سے ہمیشہ زیادہ قربانیاں پیش کی ہیں۔ خلیفہ ثانیؓ کی تحریک جدید اور وقف جدید کے تحت کی جانے والی مالی قربانیاں تاریخِ احمدیت کا ایک سنہری باب ہیں۔ اب یہ تحریکات ایک نظام کے تحت باقاعدہ شکل اختیار کر چکی ہیں اور یہ ادارے افراد جماعت میں ان مالی قربانیوں کے جذبات کو مختلف طریقوں سے ابھارتے رہتے ہیں اور جماعت میں مالی قربانیوں کا معیار بہت بلند ہو چکا ہے اور اب ان قربانیوں کی بدولت احمدیت کا جھنڈا 216 ممالک میں لہرا رہا ہے اور پاک اور مطہر روحیں ان قربانیوں کی بدولت جاری کئے گئے شریں چشموں سے اپنی پیاس بجھائی رہی ہیں۔

مالی قربانیاں جہاں جماعت کی ترقی اور ضرورت مندوں کی حاجات پوری کرنے کا باعث ہیں وہاں پہ مالی قربانیاں تزکیۂ نفس کا بھی ذریعہ ہیں۔ مالی قربانی کے بغیر تزکیۂ نفس نہیں ہوسکتا۔

مالی اور دیگر قربانیوں کا جذبہ ابھارنے کا باقاعدہ نظام

جماعت احمدیہ میں مالی اور دیگر قربانیاں پیش کرنے کا ایک باقاعدہ نظام ہے۔ جماعت میں چندوں کی وصولی کا ایک منظم اور مربوط نظام ہے۔

جماعت میں مستقل چندوں کی مندرجہ ذیل قسمیں ہیں:

(i) چندہ عام:

یہ چندہ ہر کمانے والے پر واجب ہے اور اس کی شرح ایک آنہ روپیہ یعنی 1/16 مقرر ہے۔

(ii) چندہ وصیت:

یہ چندہ صرف ایسے احباب پر واجب ہے جو نظام وصیت کے مطابق وصیت کریں۔ اس چندہ کی شرح آمد کے 1/10 حصہ سے لے کر 1/3 تک ہے۔ اس چندہ کے علاوہ وصیت کرنے والے کو 1/10 کس شرح سے اپنی جائیداد کی وصیت بھی صدر انجمن احمدیہ کے حق میں کرنی ہوتی ہے۔

(iii) چندہ جلسہ سالانہ: چندہ جلسہ سالانہ جو سال میں ایک مہینہ کی آمدنی کا 1/10 ہے۔ سال میں ایک دفعہ ادا کرنا ہوتا ہے۔

(iv) چندہ تحریک جدید:

اس چندہ سے تحریک جدید کے کاموں کو چلایا جاتا ہے اس مد میں اس کا معیاری وعدہ ایک مہینہ کی آمد کا پانچواں حصہ ہے اور کم از کم سالانہ وعدہ 24 روپیہ ہے۔

(v) چندہ وقف جدید:

1985ء سے قبل وقف جدید کے چندہ کی شرح کم ازکم بارہ روپے سالانہ تھی جبکہ 1980ء میں حضرت خلیفۃ المسیح رابعؒ نے چندہ وقف جدید کی کم از کم شرح ختم کردی اور فرمایا کہ اپنی اپنی استطاعت کے مطابق چندہ وقف جدید ادا کیا جائے۔

(vi) دیگر چندہ جات:

مذکورہ بالا لازمی چندوں کے علاوہ پر ہر تنظیم کا علیحدہ علیحدہ چندہ بھی ہے اور پھر خاص خاص تقریبات منانے اور وقتی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے اور ہنگامی اور ناگہانی موقعوں پر چندہ اکٹھا کیا جاتا ہے۔ ان چندہ جات کی وصولی اور خرچ کا باقاعدہ حساب کتاب رکھنے کے لئے بہت سے ادارے کام کرتے ہیں۔ ان میں نظارت بیت المال آمد اور نظارت بیت المال خرچ قابلِ ذکر ہیں۔ چندہ جات کی وصولی کا کام احباب جماعت رضا کارانہ طور پر کرتے ہیں۔

بہرکیف جماعتی جملہ امور اور خلافت کی ذمہ داریاں احسن طریق پر ادا کرنے کے لئے جن مالی وسائل کی ضرورت ہوتی ہے اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے جماعت میں ایک باقاعدہ اور مستقل نظام قائم ہے۔

مذکورہ بالا سطور میں اس بات کو واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ جماعت احمدیہ میں ایک عظیم نظام قائم ہے جس کے ذریعہ خلافت کی ذمہ داریوں کو بڑی خوش اسلوبی اور مؤثر انداز میں ادا کیا جا رہا ہے۔ ایسا عظیم نظام دنیا کے کسی خطہ میں نہیں پایا جاتا۔ اس نظام میں خلیفۃ المسیح کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ اس کی مثال جسم میں دل کی طرح ہے۔ جسم میں مختلف نظام کام کرتے ہیں ان تمام نظاموں کی کارکردگی کا انحصار دل پر ہے۔ دل اگر کسی وجہ سے کسی نظام کو مطلوبہ مقدار میں خون نہیں پہنچائے گا تو اس نظام کی کارکردگی پر منفی اثرات مرتب ہوں گے۔

جماعت کے تمام نظاموں کو خلیفہ وقت کی ہدایات کے مطابق اپنے فرائض انجام دینے ہوتے ہیں۔ تمام نظاموں اداروں اور ذیلی تنظیموں کو خلیفہ وقت کی اطاعت کرنے سے ہی جملہ امور ادا کرنے کی توفیق اور اہمیت میسّر آتی ہے۔ خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ خدا تعالیٰ جماعت احمدیہ پر ہمیشہ خلافت کا سایہ قائم رکھے اور احمدیت کی ترقی کا کارواں اپنی منزلوں کی طرف رواں دواں رہے۔ آمین ثم آمین۔

اسی نظام کے ذریعہ اسلام کا عالمگیر غلبہ مقدر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جماعت احمدیہ کی مجموعی ترقی کا نقشہ کھینچتے ہوئے پُرشوکت الفاظ میں فرماتے ہیں:

’’اے تمام لوگو! سن رکھو کہ یہ اس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین وآسمان بنایا۔ وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا اور حجت اور برہان کے رو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا۔ اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا۔ اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی ...... دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں۔ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا۔ اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے‘‘۔

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد20 صفحہ 66-67)

⁂

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج جس کی فطرت نیک ہو وہ آئیگا انجام کار (حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

V-CARE
Food Plaza
Fast Food Restaurant

!! COME HUNGRY !! LEAVE HAPPY !!

Contact : 7250780760
Ramsar Chowk, Ram Das Gupta Path,
Bhagalpur - 812002 (Bihar)

طالب دعا : خالد ایوب (جماعت احمدیہ بھاگلپور، صوبہ بہار)

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57
ہفت روزہ بدر قادیان
Weekly BADAR Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA
Postal Reg. No. GDP/001/2026-28 Vol. 75 Thursday 07-14 MAY - 2026 Issue. 19-20

ACT. MANAGER
ATHAR AHMAD SHAMIM
Mobile : +91 99153 79255
e-mail:managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

ہر آنے والا دن جماعت کی فتوحات کے دن قریب دکھا رہا ہے

حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے صد سالہ خلافت جوبلی کے موقع پر لیا جانے والا عہدِ وفائے خلافت

یہ دور جس میں خلافتِ خامسہ کے ساتھ خلافت کی نئی صدی میں ہم داخل ہو رہے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ احمدیت کی ترقی اور فتوحات کا دور ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی تائیدات کے ایسے باب کھلے ہیں اور کھل رہے ہیں کہ ہر آنے والا دن جماعت کی فتوحات کے دن قریب دکھا رہا ہے۔ میں تو جب اپنا جائزہ لیتا ہوں تو شرمسار ہوتا ہوں۔ میں تو ایک عاجز، ناکارہ، نااہل، پُرمعصیت انسان ہوں۔ مجھے نہیں پتہ کہ خدا تعالیٰ کی مجھے اس مقام پر فائز کرنے کی کیا حکمت تھی۔ لیکن یہ میں علیٰ وجہ البصیرت کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اس دور کو اپنی بے انتہا تائید و نصرت سے نوازتا ہوا ترقی کی شاہراہوں پر بڑھاتا چلا جائے گا۔ انشاء اللہ۔ اور کوئی نہیں جو اس دَور میں احمدیت کی ترقی کو روک سکے اور نہ ہی آئندہ کبھی یہ ترقی رکنے والی ہے۔ خلفاء کا سلسلہ چلتا رہے گا اور احمدیت کا قدم آگے سے آگے انشاء اللہ تعالیٰ بڑھتا رہے گا۔

گزشتہ پانچ سالوں میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش کا ذکر بھی جلسے کی تقریروں میں ہوتا رہا ہے اور اب بھی انشاء اللہ تعالیٰ ہوگا۔ پس خلافتِ احمدیہ کے ساتھ جو ترقی وابستہ کی گئی ہے اور جس کا اظہار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رسالہ الوصیت میں بھی فرمایا ہے۔ یہ ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہے اور ہر وہ شخص جو خلافت سے جڑا رہے گا، جو اپنے ایمان اور اعمالِ صالحہ میں ترقی کرے گا اُسے اللہ تعالیٰ ان انعامات کے نظارے کرائے گا جو خلافت کے ساتھ جڑے رہنے سے ہر فردِ جماعت پر بھی ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ خلافتِ احمدیہ کو بھی ایسے افراد عطا فرماتا رہے گا جو اخلاص و وفا میں بڑھتے چلے جانے والے ہوں گے۔ جو قیام و استحکامِ خلافت کے لئے سردھڑ کی بازی لگا دینے والے ہوں گے۔ جن کے دلوں کو اللہ تعالیٰ خود خلافت کی محبت سے بھر دے گا اور بھر رہا ہے اور بھرا ہوا ہے۔ اور میں تو ایسے نظارے روزانہ ہر قوم اور ہر ملک میں دیکھ رہا ہوں۔ ابھی افریقہ کے دورے کے نظارے آپ نے دیکھ لئے کہ وہ لوگ کس طرح محبت سے سرشار ہیں۔ میری تو بہت عرصہ پہلے خدا تعالیٰ نے یہ تسلی کروائی ہوئی ہے کہ اس دور میں وفاداروں کو خدا تعالیٰ خود اپنی جناب سے تیار کرتا رہے گا۔ پس آگے بڑھیں اور اپنے ایمان اور اعمالِ صالحہ کا محاسبہ کرتے ہوئے آپ میں سے ہر ایک ان بابرکت وجودوں میں شامل ہو جائے جن کو خدا تعالیٰ خلافت کی حفاظت کے لئے خود اپنی جناب سے ننگی تلوار بنا کر کھڑا کرے گا۔

گزشتہ دنوں مجھے ایک دوست نے لکھا کہ جہاں ہمیں اس بات کی خوشی ہے کہ خلافت کے سو سال پورے ہو رہے ہیں وہاں اس بات سے فکر بھی پیدا ہوئی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے سے ہم سو سال دور چلے گئے ہیں اور اس وجہ سے ہم میں کمزوریاں بڑھتی نہ چلی جائیں۔ فکر بڑی جائز ہے لیکن خدا تعالیٰ کے وعدے، آنحضرت ﷺ کی حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کو اگر ہم سامنے رکھیں گے تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرتے ہوئے خلافت کے ساتھ جڑے رہنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے انعامات کے وارث بنتے چلے جائیں گے۔ انشاء اللہ۔

یہ بھی الٰہی توارد ہی سمجھتا ہوں کہ اس خط کے ساتھ ہی امریکہ سے ہمارے ایک مبلغ نے حضرت مصلح موعودؓ کے ایک عہد کی طرف توجہ مبذول کروائی جو آپ نے 1959ء میں خدام کے اجتماع پر خدام سے لیا تھا اور فرمایا تھا کہ یہ ایسا عہد ہے جسے انصار بھی دہرایا کریں اور دہراتے چلے جائیں اور تمام جلسوں پر دہرایا جائے اور اگلی نسلوں کو منتقل کرتے چلے جائیں یہاں تک کہ اسلام اور احمدیت کا غلبہ دنیا کے چپہ چپہ پر ہو جائے۔ مجھے پہلے دوست کے خط کی وجہ سے یہ توجہ تھی اور یہ خط آنے پر مزید توجہ پیدا ہوئی اور مجھے یہ تجویز اچھی لگی کہ خلافتِ احمدیہ کے سو سال پورے ہونے پر تمام دنیا کے احمدی یہ عہد دہرائیں۔

پس آج میں معمولی تبدیلی کے ساتھ اس صد سالہ جوبلی کے حوالے سے آپ سے بھی یہ عہد لیتا ہوں تاکہ ہمارے عمل زمانے کی دوری کے باوجود ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم اور اللہ کے حکموں اور اسوہ سے دور لے جانے والے نہ ہوں بلکہ ہر دن ہمیں اللہ تعالیٰ کے وعدے کی قدر کرنے والا بنائے۔ پس اس حوالے سے اب میں عہد لوں گا۔ آپ سے میری درخواست ہے کہ آپ بھی جو یہاں موجود ہیں احباب بھی کھڑے ہو جائیں اور خواتین بھی کھڑی ہو جائیں، دنیا میں موجود لوگ جو جمع ہیں وہ سب بھی کھڑے ہو کر یہ عہد دہرائیں۔

’’اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔‘‘

آج خلافت احمدیہ کے سو سال پورے ہونے پر ہم اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ ہم اسلام اور احمدیت کی اشاعت اور محمد رسول اللہ ﷺ کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے اپنی زندگیوں کے آخری لمحات تک کوشش کرتے چلے جائیں گے اور اس مقدس فریضہ کی تکمیل کے لئے ہمیشہ اپنی زندگیاں خدا اور اس کے رسول ﷺ کے لئے وقف رکھیں گے۔ اور ہر بڑی سے بڑی قربانی پیش کر کے قیامت تک اسلام کے جھنڈے کو دنیا کے ہر ملک میں اونچا رکھیں گے۔

ہم اس بات کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ ہم نظامِ خلافت کی حفاظت اور اس کے استحکام کے لئے آخری دم تک جدوجہد کرتے رہیں گے۔ اور اپنی اولاد در اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور اس کی برکات سے مستفید ہونے کی تلقین کرتے رہیں گے تاکہ قیامت تک خلافت احمدیہ محفوظ چلی جائے اور قیامت تک سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی اشاعت ہوتی رہے اور محمد رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا دنیا کے تمام جھنڈوں سے اونچا لہرانے لگے۔ اے خدا تو ہمیں اس عہد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اَللّٰھُمَّ اٰمِیْن۔ اَللّٰھُمَّ اٰمِیْن۔ اَللّٰھُمَّ اٰمِیْن۔

پس اے مسیح محمدی کے غلامو! آپ کے درخت وجود کی سرسبز شاخو! میں امید کرتا ہوں کہ اس عہد نے آپ کے اندر ایک نیا جوش اور ایک نیا ولولہ پیدا کیا ہوگا۔ شکرگزاری کے پہلے سے بڑھ کر جذبات ابھرے ہوں گے۔ پس اس جوش اور ولولے اور شکرگزاری کے جذبات کے ساتھ خلافت احمدیہ کی نئی صدی میں داخل ہو جائیں۔ یہ 27 مئی کا دن ہمارے اندر ایک نئی روح پھونک دے، ایک ایسا انقلاب برپا کر دے جو تا قیامت ہماری نسلوں میں یہی انقلاب پیدا کرتا چلا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا اس دور میں ہمیں داخل کرنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درخت وجود کی سرسبز شاخیں بننے کی ہم کوشش کرتے ہیں اور کر رہے ہیں۔

آپ علیہ السلام اپنی جماعت کو کس پیار کی نظر سے دیکھتے ہیں، کتنا حسن ظن رکھتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

’’جو کچھ ترقی اور تبدیلی ہماری جماعت میں پائی جاتی ہے یہ زمانے بھر میں کسی دوسرے میں نہیں۔‘‘ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 536۔ جدید ایڈیشن)

کیا یہ حسن ظن ہم سے تقاضا نہیں کرتا کہ ہم اپنے اندر انقلاب پیدا کرنے کی پہلے سے بڑھ کر کوشش کریں۔ اپنے عہد کو پورا کرنے کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار رہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس احسان پر جو خلافت کی صورت میں اس نے ہم پر کیا اپنی روحانی ترقی کی نئی منزلوں کی نشاندہی کریں۔ اللہ تعالیٰ کے اس احسان پر اپنے عہدِ بیعت کو نبھانے کی پہلے سے بڑھ کر کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ کے اس احسان پر، خلافت سے وفا اور اطاعت کے معیار بلند سے بلند تر کرتے چلے جائیں۔ اس احسان کے شکرانے کے طور پر اپنوں اور غیروں میں پیار اور محبت کے نغمے بکھیرتے چلے جائیں۔ یقیناً یہی نیکیاں اور شکرگزاری ہمارا مطمح نظر ہونی چاہئیں۔ یقیناً پیار اور محبت کے سوتے ہمارے دلوں سے پھوٹنے چاہئیں۔ یقیناً عہد وفا کے نئے نئے راستوں کا تعین ہماری زندگی کا مقصد ہونا چاہئے۔ اور جب یہ ہوگا تو ہم اللہ تعالیٰ کے انعام کی قدر کرنے والے ٹھہریں گے۔ جب یہ ہوگا تو ہم دائمی خلافت کے فیض سے فیضیاب ہونے والے بنتے چلے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے انعاموں اور فضلوں کی نہ ختم ہونے والی بارشیں ہم پر برسیں گی۔

پس اے میرے پیارو اور میرے پیاروں کے پیارو! اٹھو آج اس انعام کی حفاظت کے لئے نئے عزم اور ہمت سے اپنے عہد کو پورا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور گرتے ہوئے، اس سے مدد مانگتے ہوئے میدان میں کود پڑو کہ اسی میں تمہاری بقا ہے، اسی میں تمہاری نسلوں کی بقا ہے اور اسی میں انسانیت کی بقا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بھی توفیق دے۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی توفیق دے کہ ہم اپنے عہد کو پورا کرنے والے ہوں۔ اَللّٰھُمَّ اٰمِیْن

* * *

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad